UnEven Page Numbers Within The Book Only

UNIVERSAL LIBRARY

OU_224931

UNIVERSAL LIBRARY

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن

یکی از تصانیف مولانا العلام الحبر القمقام الملقب به عمدة العلماء و بحر العلوم حسام الاسلام این کتاب مستطاب

عمدة المعارف

در علم فلسفهٔ اولی و علم اعلی یعنی اثبات واجب جل جلاله و توحید او و غیر آنست به تعجیل تصنیف کرده شد

قد طبعت فی مطبع ملکی سلطنت حیدرآباد

سلامت الله کانپوری

224931

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی * امابعد یہ رسالۂ مختصرہ ووجیزۂ رائقہ مشتملہ اُن بیانات پر ہے کہ جن پر سب کا اتفاق ہے الابعض فرق وملل مثل یہود اور نصرانیون وغیرہ کے کہ وہ بھی ازروئے عقل والضاف کے اتفاق کرسکتے ہین اور عہد دولتِ علیہ وسلطنت رفیعہ مرضیہ مین مالک ملک وریاست صاحب تخت وتاج وایالت ذیجاہ وجلالت رعیت پرور دادگستر قدرافزائے اہالی فضل وہنر صاحب السیف والقلم مالک رق المملکتہ ورلبقہ السلطنۃ قدوۃ الاعلام سلطان الاسلام موئد الدین ومسد والسیاستہ ومشید ارکان الحکومت کابرًا عن کابرٍ وخلفًا عن سلف اعلیٰحضرت اقدس ہمایون جناب میر محبوب علی شاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہٗ ودولتہٗ ولازالت شمس امارتہٖ وعدلہ وجودہ طالعۃ کے اور مبارک زمانۂ وزارت وحکومت

والا یالت مین مدبّر سرا پا تدبیر مرجع ہر صغیر و کبیر مجمع صاحبانِ کمال منبع جود و احسان
افضال صاحب الرای الصائب فخر الزمان زینة الآوان قدر شناس صاحبان
کمال جامع حشمت و جاہ جلال ابا عن جد عن جد مخدوم اعظم صدرِ معظم
صاحبِ دیوان الممالک ملجاء الکرام والافاضل ماوے الاماجد والاماثل
عالیجناب مستطاب نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا
بہادر لازالت رایاتُ عدلہ وصولتہ عالیةً وادام اللہ ظلالہما وضاعف اجلالہما
و زاد توفیقاتِ مَن قال بہ آمین کے لکھا گیا سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک روز
جناب مستطاب معزی الیہ وزارت مآب ایالت ایاب صدر نشین مجلس
امراے کرام مقدمة الجیش اُمناے عظام نے اپنی صحبت بابرکت مین
اثناء ذکرِ علوم و فنون مین اس ہیچمدان السید نثار حسین عظیم آبادی کیطرف
ایسا ایماء فرمایا کہ تم اگر اس وقت مین ایک رسالۂ مختصرہ اثباتِ واجب
تعالےٰ اور توحید مین اوسکی زبان اُردو ئے عام فہم مین لکھدو اور رکھیہ دلائل
عقلیہ بطورِ واضح زبان اُردو مین ایسے ہون کہ عام پسند اور مشکلات اَدِلّہ
و دقایقِ مضامین سے حتے الوسع مُبرّا ہون تا فائدہ اوسکا عام ہو بلکہ اُسکا
ترجمہ دوسری زبانون مین بہی ہوجائے تا بلاد بعیدہ و امصار عدیدہ مین
بہی مختلف زبانون مین مفید عام ہو کہ اغلب جگہون مین ایسی چیزون کے
خواہان ہین اور اس ترویج کی بہت ضرورت دُور دور تک ہے اگرچہ اِس

ملاحظہ سے کوسون دور ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ قادر مختار کے صرف آثار کیطرف اور ظہورِ موجودات و وجودِ کائنات کیطرف ملاحظہ اور نظر کرنا ایک بڑی دلیل کلی اور برہانِ عقلی کا ذریعہ ہے واجب الوجود کے لئے کہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہی خالق کل شئے کا ہے اور اوسکا کوئی خالق نہین اور اوسکو کوئی وجود مین لانیوالا نہین ہے۔ اسکو ہر ذی ہوش و حواس سمجھہ لیتا ہے الا جو مطلق حس و شعور نرکھتا ہو تو وہ معذور و مرفوع القلم ہے اوسکو دین و دنیا سے کچھہ مطلب و سروکار نہین مگر بنظر تنبیہ الغافلین اور بلحاظ تفنن طبع اور بخیال اسکے کہ تذکرا ور یاد اوری ایسی معرفت و یقین کی موجب اکتسابِ سعاداتِ دینا و یہ ودنیہ ہے کچھہ بطور نمونہ معرض بیان مین لایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ معرفہ اجلی اور روشن ترسب ادراکات سے ہے اور بدیہی ترجملۂ معارف سے ہے۔ جیساکہ ایک جنگلی جاہل اعرابی بادیہ نشین کی حکایت مشہور ہے کہ وہ ایک روز خدمت بابرکت مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و سلم کے حاضر ہوا اوس صحبت مین بعضے حضار نے اوس سے استفسار فرمایا کہ تو جو ایمان لایا اپنے خالق و مالک و معبود برحق پر تو کیونکر اوسکو پہچانا اوس نے کہا کہ یہ کوئی مشکل اور دقیق مسئلہ نہین ہے کہ جسکو کوئی نہ سمجھے ہوا ہوا اس لئے کہ کوئی فعل بے کسی کرنے والے کے

نہین پایا جا سکتا کوئی اثر بے کسی موثر کے کوئی شئے بے اوسکے پیدا کرنے والے کے موجود نہین ہے ضرور اوس کا کوئی مبدا و منشاء و موجد و خالق و فاعل ہے جیسا کہ جب میرا اونٹ جنگل مین گم ہو جاتا ہے تو اوسکو مین ڈھونڈھ لیتا ہون اور اپنی فکر و فہم و فراست سے پیدا کر لیتا ہون اسطور پر کہ اونٹ کی مینگنیان جس سمت پاتا ہون اور اونٹ کے قدمون کے آثار اور نقوش راہ پر دیکھتا ہون تو سمجھ لیتا ہون کہ اس راہ سے کوئی اونٹ جنگل مین نکل گیا ہے اثر قدم بے کسی چلنے والے کے نہین ہو سکتا ہے آپ ہی آپ نقش نہین ہو جاتے نقش بے نقاش کے نہین ہوتا پس یہی چیزین دلیل و رہنما میرے لئے ہوتی ہین۔ اور انھین ادلہ سے تفحص و تلاش کرتا ہون یہان تک کہ اپنے مقصود اور مطلوب تک پہونچ جاتا ہون اور اونٹ مل جاتا ہے پس جب کہ ادنیٰ شئے یعنی نقش قدم اور مینگنیان آپ ہی آپ موجود نہین ہو جاتین تو کیونکر ہو سکتا ہے اور کس کم عقل کی عقل مین یہ بات آ سکتی ہے کہ یہ عرش و کرسی و کواکب بے شمار و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و عناصر و پہاڑ و عجائب و تغیرات و نباتات و حیوانات و معدنیات و انسان و انبیاء و اوصیاء و جنات و ملائک اور مارنا اور جلانا

اور انتظام عالم اور غلہ اوگانا اور پانی برسانا وغیرہ یہ سب چیزین آپ ہی
سے موجود ہون ضرور ان کائنات و موجودات کا کوئی موجد و باعث
اور سبب و موثر و خالق ہے اور بدیہیات سے ہے ہر شخص سمجھتا ہے
جب کہ اسطرح کی تقریر اوس اعرابی بادیہ نشین نے بیان کی تو جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ معرفت و یقین
اس اعرابی سے حاصل کرو اور اوس اعرابی کی تقریر مذکور کا یہ فقرہ زبان زد
خلائق ہین ہے۔ اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَے الْبَعِیْرِ وَ اٰثَارُ الْاَقْدَامِ تَدُلُّ
عَلَی الْمَسِیْرِ فَسَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ لَاتَدُلُّ لَانِ
عَلَی اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ۔ یعنی ایک ادنے چیز یعنی مینگنیان دلالت کرتی
ہین اونٹ کے وجود پر اور نقش قدمون کے دلالت کرتے ہین چلنے والے پر
تو کیونکر یہ تمام عالم اپنے صانع پر دلالت نکریگا پس جبکہ ایسا جاہل
بادیہ نشین تک اس معرفتہ کو سہل اور آشکار تر جانتا ہے تو کیونکر
ہو سکتا ہے کہ جو شعور و حواس و پارۂ عقل رکھتا ہو وہ اس معرفتہ
اجلے سے خالی ہو۔ علی الخصوص ایسے اشخاص کہ علوم و فنون مین
ماہر ہون نظریات و عملیات مین پوری دستگاہ رکھتے ہون یا حقائق
امور و دقائق علوم مین موشگافیان کرتے ہون اور تہذیب اخلاق
و تدبیر منزل و سیاستہ مدنیہ و معاملات مشکلہ مین گوئی سبقت لے گئے

ہون اور عقلائے نامدار و حکمائے روزگار و دانایان زمانہ ہون اس
معرفت روشن تر سے اور ثمرۂ ہر معارف سے خالی ہون یا کچھ تشکیک
کرتے ہون بہرکیف جو صاحبانِ علوم تشحیذ الاذہان (استوار کرنا ۱۲) دلائل عقلیہ
و براہینِ فلسفیہ کی طرف خواہش رکھتے ہین تو اس لئے کچھ
عرض کئے دیتا ہون پس مین نے اپنے اس بیان کے کئی حصہ کئے
یعنے مقدمات اور دو باب اور ایک خاتمہ مین بیان کرونگا خاتمہ
مین دلائل نقلیہ ہین اثباتِ واجب تعالے پر اور باب دوم مین دلائل
عقلیہ ہین اوسکی وحدانیت کے اثبات پر اور باب اول مین دلائل عقلیہ
ہین اثباتِ وجود باری تعالی پر۔ مقدمات بیان مین اون چند چیزون کے
ہین کہ دلائل کا سمجھنا جن پر موقوف ہے اور علم و عالم و معلوم کے مباحث کو
ترک کیا اس لئے کہ طوالت بیضرورت ہے اور معنی علم کا ایک بدیہی
چیز ہے فقط اتنا ہی سمجھنا کافی ہے کہ علم کے معنی جاننا اور دانش اور
عالم جاننے والا اور اہلِ دانش اور معلوم جو شئے جانی جائے یا جانی گئی

پہلا مقدمہ جو شئے کہ موجود ہے اور اوس کی تعبیر موجود کے
ساتھ کی جاتی ہے اوسکو واقعی موجود سمجھنا چاہیئے مثلاً خود شخص
اگر موجود ہے تو اپنے کو بحالت موجودیت معدوم نہ سمجھنا چاہیئے کہ
خلاف عقل ہے جو شئے موجود ہے وہ حقیقۃً موجود ہے آگ آگ ہے

یا لڑکا یا نائی ہے یا مکان یا اولاد زمین اور فرش اسباب و آلات جو ہین وہ سب
واقعاً موجود ہین نہ یہ کہ جو شئے ہے وہ حالت موجودیت مین حقیقۃً
نہین ہے کوئی شئے موجود نہین ہے سب معدوم ہین بیٹا بیٹا نہین
جو باپ ہے وہ باپ نہین زمین زمین نہین روپیہ روپیہ نہین صحت صحت نہین
مرض و حیوۃ و موت کوئی چیز کچھ نہین ہے جیسا کہ بعضے وہمی مذہب والونکا
قول ہے حالانکہ اوسکے مسلک کی بنا پر اوسکا مسلک بھی مسلک نہین
وہمی وہمی نہین وہ قائل قائل نہین اوسکا قول قول نہین ہر شئے شئے نہین ہے
بلکہ جس شئے کو معدوم کہیگا جب وہ شئے شئے ہی نہین تو پھر معدوم کس
شئے کو کہتا ہے اور ہوہویت کو کس کی صفت قرار دیتا ہے پناہ بخدا
ایسے جنون سے کہ اس سے بڑھ کے کسی قسم کا جنون ہو نہین سکتا کہ
تمام نظم عالم اور کاروبار اپنا اور دوسرونکا اور کل شئے کو باطل و معدوم
بحالت موجودیت جانتا ہے صانع و مصنوع و خالق و مخلوق سبکو
باطل و معدوم و لاشئے سمجھتا ہے پھر ایسے شخص کے تمام افعال و حرکات
و سکنات وغیرہ مع اوسکے خود کے جب باطل و لاشئے ہین تو وہ کیونکر
دنیا میں رہتا ہے کہ نہ دنیا دنیا ہے نہ عقبیٰ عقبیٰ ہے نہ جزا نہ سزا نہ خدا
نہ بندہ نہ اوس شخص کو حیوۃ ہے نہ اوسکی ممات نہ زندہ ہے نہ مردہ
بلکہ بقول جو داوس کے اوسکا وہمی ہونا وہمی نہین تو اپنے مسلک کے

خلاف بدیہہ ہے اور خلاف مسلک بھی لاشئے ہی ہے تو پھر وہ گیا ہے عجیب تدافع اور تناقص ہے اور اعلیٰ درجہ کی شیطنت سے بھی بدرجہا ترقی کئے ہوئے ہے ایسا شخص وحوش وطیور وحشرات الارض سے بدتر بلکہ جمادات و دیوار و اشجار سے بھی بدتر ہے اوسکا کوئی فعل کوئی قول ہرگز اعتبار کے قابل نہین اور سیر کسیطرحکا اعتماد عقلاً نہین ہوسکتا کیونکہ اوس کے نزدیک باپ بیٹے مین کوئی فرق نہین بیٹا خود باپ ہو نے باپ کا اور دادا پوتا ایک ہی ہے سگ وگوسفند و مادر و زوجہ اور دادا اور خنزیر سب ایک ہی ہے بلکہ کچھہ نہین ہے خدا بندہ ہے بندہ خدا ہے بلکہ یہ سب کچھہ نہین ہے — اس مذہب کا نام سوفسطائی ہے حق یہ ہے کہ ایسا شخص دو حال سے خالی نہین ہے یا یہ کہ وہ قطعاً مخبوط الحواس بلکہ مسلوب الحواس ہے کہ مطلق حس و مس اوسکو نہین ہے تو ایسا شخص زندہ ہی نہین رہ سکتا بجائے غذا آگ کو کھائیگا آگ مین غسل کریگا کیونکہ وہ آگ اور پانی مین کوئی فرق نہین کرتا بلکہ لاشئے کہتا ہے یا آگ پانی ہے پانی آگ ہے لکڑی کو پانی سے جلانا چاہتا ہے جسم کو آگ سے دہوتا ہے اوسکے نزدیک گرسنگی کوئی چیز نہین ہے اور احتیاج بول و براز معدوم ہے پس ضرور وہ جلد مرجائیگا نہین ہوسکتا کہ کامل سوفسطائی ہو اور زندہ رہے اگر زندہ رہیگا بھوک کو

بھوک سمجھتا ہی غذاکو غذااگ کو آگ پانی کو پانی اور آگ سے بدن نہین دہوتا
اور بول وبراز کی حاجت کو جاتا ہے تو معلوم ہواکہ مذہب اوسکا فقط
لسانی ہے اعتقاد اوسکا اوس کے قول کے خلاف ہے تو محض جھوٹا
اور شیطان مجسم ہے بہرحالت ایسی سے پرہیز واجب ہی کیونکہ وہ نہ انسان
ہے اپنے زعم مین اور نہ حیوان ہے کچھ نہین ہے اور سب کچھ ہے
اور سوفسطائی مذہب والونکی سزا جناب شاہ عبد الحق صاحب
محدث دہلوی نے اپنی کتاب تکمیل الایمان مین خوب تجویز فرمائی ہے کہ
اوسکو آگ مین ڈالنا چاہئے اگر آگ کو پانی سمجھتا ہے یا لاشئے جانتا ہی تو بلا
تامل آگ مین جائیگا اور وہ جل جائیگا فہوا المطلوب اور اگر ڈرا اور
تامل کیا تو یَعْلَمُوْنَ مَالَا یَقُوْلُوْن مین داخل ہے اعتقاد اوسکا
محض لسانی ہے مگر اوسکا ظاہر ہو جائیگا کذب صریح معلوم ہو جائیگا
اور ایسی شیطنت سے باز آئیگا - اور بعضے سوفسطائی یون کہتے ہین کہ
ہمارے حواس سے جو چیز دریافت ہوتی ہے اور جس طور کی ثابت
ہوتی ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ حقیقتہً واقع مین بھی ویسی ہی ہی ایک کو
دیکھنے سے اوسکو ایک ہی نہین سمجھنا چاہئے شاید دو ہون کہ میرے دیکھنے
مین ایک معلوم ہوتا ہی جسکو سنتے ہین شاید مطابق واقع کے نہین ہوا اپنے
دیکھنے اور سنے اور چکھنے اور اپنے ادراک کا کچھ اعتبار نہین ہے کلیتہً

یعنے کوئی مسموع کسی مُبصَرْ کسی معلوم کسی موجود کو ہم کہہ نہین سکتے
کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہے لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بس خلاصہ
یہ ہے کہ ہر موجود کو موجود سمجہنا ایک بدیہی امر ہے ماکول کو ماکول مشروب کو
مشروب زمین کو زمین دریا کو دریا وغیرہ سمجہنا روشن تر امر ہے جو بہ یقین
قائل و معتقد ہے ہوش و حواس و انسانیت مین ہے قول کو قول
کتاب کو کتاب ذہن کو ذہن علم کو علم مضمون کو مضمون سمجہتا ہے
گفتگو میری بلکہ ہر شخص کی ایسون سے ہے کہ تمام عالم کو عالم اور
تمام موجودات کو موجودات حقیقۃً جانتا ہو بہ یقین و اعتقاد یعنی
معتقد ہو اس امر کا کہ حَقَائِقُ الْاَشْیَاءِ مَوْجُوْدَۃٌ سب چیزین
موجودات سے موجود و متحقق ہین یقیناً و بداہۃً نہ یہ کہ کُلُّ مَوْجُوْدٍ
لَیْسَ بِموجود حین الموجودیۃ او کل موجود لیس علے حقیقتہ
جب موجود کو موجود جانیگا تو البتہ اوسکو حواس و ادراک ہے تو ایسون
کے لئے دوسرا مقدمہ جو آئیگا مفید ہے پہر کل مضامین جو آیندہ
آئینگے مفید ہون گے یعنی اہل عقل کو مفید ہین مرفوع القلم کیطرف
خطاب نہین ہے *

دوسرا مقدمہ جب علم کا معنے دانش ہے جیسا کہ اوپر
معلوم ہو چکا تو جو چیز کہ ہمارے ذہن مین آئے یعنی صورت ذہنیہ

یا یہ کہ ایک چیز کا ادراک ہو جیسے زید کو ادراک کیا یا کئی شئے کا ادراک ہو جیسے تصور زید و بکر وغیرہ اور تصور زَیْدٌ قَائِمٌ در حالت صفت یا تصور غلام زید مرکب اضافی کا یا تصور زَیْدٌ قَائِمٌ بے نسبت کا یا تصور نسبت تامہ انشائیہ کا. جیسے تصور اسکا کہ جاؤ کہ سب قسمین تصور کی ہین تصدیق اسکو نہین کہتے ہین یا تصور موضوع و تصور محمول کے بعد تصور نسبتہ تامۂ خبریہ کا ہو اور اسکی دو صورتین ہین یا یہ کہ ہم اپنی صورت ذہنیہ کو مطابق واقع اور موافق نفس الامر کے جانتے ہین یعنی ایسا سمجھتے ہین کہ شئے جیسا کہ خارج از ذہن مین ہے ویسا ہی ہو بہو ہمارے ذہن مین یہ شئے حاصل ہے یا ایسا ہم نہین سمجھتے ہین کہ بالکل ہو بہو مطابق خارج کے ہے اگر اول صورت ہے دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ حقیقتہً بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم سمجھتے ہین ویسا ہی خارج ذہن مین بھی ہو بہو ہے عام اس سے کہ خارج مین موجود بھی ہو یا فرضی وغیرہ ہو تو اگر وہ صورت علم کی ہے کہ ہم مطابق واقع کے سمجھتے ہین اور حقیقتہ مطابق بھی ہے اسکو یقین یا قطع اور اذعان کہتے ہین اور اگر یون ہے کہ ہم تو مطابق نفس الامر کے یقین کئے ہوئے ہین مگر حقیقتہً ہمارے ذہن سے خارج مین ایسا نہین ہے بالکل خلاف ہے تو اس علم کو جسکو ہم یقین سمجھتے ہین جہل مرکب کہتے ہین تو ہمارے

مطابق واقع کے سمجھنے کی دو صورتین ہوئین ایک یقین دوسرا جہل مرکب یہ دونون اعلےٰ درجہ کا علم ہے ان دونون کو تصدیق کہتی ہین جہل مرکب جاننے والے کے نزدیک علم ہے اور اس کے غیر کے نزدیک جہل ہے اور مرکب اس لئے کہتے ہین کہ یہ شخص حقیقت مین ایک شئے کو نہین جانتا ہے اور نہین جاننے کو جاننا سمجھتا ہے تو دو جہل ہوئے اور وہ جو کتب اخلاق یعنی علم تہذیب النفس مین جہل مرکب کی مذمت لکھی ہے وہ وہ شئے ہے جسکو عوام جہل مرکب کہتے ہین ورنہ جہل مرکب سوائے خدا اور معصوم کے اور دن مین پایا جاسکتا ہے کسی مین کم کسی مین زیادہ اور اس کی تحقیق مین نے دوسری کتاب مین تفصیلاً لکھی ہے۔ اور اگر وہ صورت ہے کہ ہم خود ہی اپنے علم کو مطابق واقع کے جزماً نہین کہہ سکتے یعنی اعتقاد نہو یا اعتقاد ہو مگر اعتقاد کامل نہو ایسا علم ظن ہے اور شک اور وہم ہے ظن اور شک اور وہم مین فرق یہ ہے کہ اگر ہم جیسا اپنے علم کو مطابق واقع کے سمجھتے ہین ویسا ہی غیر مطابق ہونے کا بھی ہمکو تصور ہے یعنی دونو جانب میزان برابر ہے مطابقت و عدم مطابقت دونون برابر ہین میرے ذہن مین تو اوسکو شک کہتی ہین اور وہ علم کہ جسکے مطابق واقع ہونیکا زیادہ تصور ہے اور عدم مطابقہ کا تصور کم اور مرجوح ہے

تو جانب راجح کے علم کو ظن کہتے ہین اور علم جانب مرجوع کو وہم کہتے ہین پس دانش یا تصور ہے یا تصدیق تصورات نسبتہ تامہ خبریہ بے اعتقاد و تصدیق کے بہی مثل سائر اشلۂ تصورات گذشتہ کے تصور ہین داخل ہین اور تصدیق مین یقین وجہل مرکب وتقلید وظن داخل ہے - اور یقین کے درجات ہین یقین اور حق الیقین اور عین الیقین - اور مطلق یقین کو قطع کہتے ہین جیسا کہ مطلق تصدیق کو اذعان بعض جزم تشکیک مشکک سے رفع نہین ہوتا اور جو بعضے جزم کسی کے شک دلانے سے جاتا رہے تو اوسے تقلید کہتے ہین - اور چونکہ شک در وہم بہی نہو وہ علم نہین ہے جہل ہے اور جہالت کے طبقات مین مثلاً جہل مطلق یا مجہول فی الجملہ اور جہل بسیط اور جہل مرکب غیر عالم کے نزدیک ✱

تیسرا مقدمہ کسی شئے کی حقیقت و ماہیت وکنہہ کا پہچاننا امر عسیر ہے پس راہ معرفت خداے تعالے بدرجۂ اولے راہ باریک ہے کہ بائے عجز و نیستی سے سلوک اوس راہ باریک و پاک پر نہین ہوسکتا نسبت خاک کو خالق پاک سے جو عدم مناسبت ہی ظاہر ہے اَیْنَ التُّرَابُ وَاَیْنَ رَبُّ الْاَرْبَابِ الْمُسْتَطَابُ پس جیسا کہ ہر شئے کو ہم بعوارض واعتبارات وبطور تعریف لفظی کے سمجہہ لیتے

ہین ویسا ہی خالق مطلق کو اوسکے صفات وتعلقات کے ذریعہ سے پہچانتے
ہین کنہ بیچون سبحان تک ہم نہین پہونچ سکتے پس جیسا کہ اوسکے تعیین اور
اوسکی معرفت کا یقین بدیہی ہے ویسا ہی نظری تر ہے باعتبار کنہ وحقیقت
کے بلکہ ہر نظری سے نظریہ اسکی بمراتب فوقیت رکھتی ہے - ہان جسقدر
سمجھنا بدیہی ہے اوسیقدر کے سمجھنے کے لئے دلائل عقلیہ وغیرہ بھی قایم ہین
اور یہ امر بھی کیسا بدیہی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم مٹی کے ہین اور مٹی ہی پر
ہمارا سکون وحرکت اور ساری معیشت ہے مگر مٹی تک کو ہم نہ سمجھے کہ کیا
ہے اگر سمجھا ہے تو اتنا ہی سمجھا کہ مٹی کیا ہے تراب ہے جسکو ارض کہتے
ہین یعنی خاک کہ اوسکو زمین کہتے ہین یعنی مٹی یہ سب تعریفات لفظیہ
ہین باختلاف السنہ پس جو چیز کہ ہم سے کلیتہً مبائن ہے بدرجۂ اولی اگر جانینگے
تو یہ تعریفات لفظیہ جانینگے خصوصًا صانع عالم کی ماہیتہ وحقیقت وکنہ
بدرجۂ اولے نہ سمجھہ سکینگے اِلّا بتعریفاتِ لفظیہ مگر مقصود معرفت سے
اسیقدر ہے کہ سمجھین کہ وہ ایک شئے ہے موجود ومتحقق ہے اس
شئے کا متحقق ہونا میرے یقین واعتقاد جازم مین بس یہی کافی ہے
جاہیے اوسکی تعبیر کسی لفظ سے کسی لغت سے کرین -

چوتھا مقدمہ دلیل کے معنی مرشد اور دال یعنی ہدایت ورہنمائی
کرنے والا اور ہادی اور بتلانے والا اوپکنے راہ کے ہے ازروئے لغت کے

مگر علوم عقلیہ کی اصطلاح مین اوس شئے کو کہتے ہین کہ جسکے جاننے سے
دوسری چیز کا جاننا لازم آئے اور وہ دوسری چیز یعنی اوس کا دعوے
علم اوسکا تصدیق ہو نہ تصور یعنی تصدیق مجہول دعوے ہو تو اوس کے
لئے تصدیق معلوم دلیل ہے *

پانچوان مقدمہ بدیہی اور نظری مین جو شئے بے مرشد و دلیل کے
جانی جاسئے اوس شئے معلوم کے علم کو بدیہی کہتے ہین مگر بعضی ایسی چیزین
کچھہ مجہول سی ہوتی ہین تو وہ بھی محتاج بدلیل نہین ہین بلکہ اونکے توجہ
یا چھونے یا چکھنے وغیرہ سے معلوم ہو جاتی ہین - مثال پہلے کی جیسے یہ کاغذ
موجود ہے یا اس قلم سے اس سیاہی سے مین لکھہ رہا ہون اور دوسرے کی
مثال جیسے بیس دونا ہے دس کا اور پچیس ایک تہائی ہے پچہتر کی اور
مثال تیسرے کی جیسے یہ آگ ہے یہ کھٹا ہے یا کڑوا ہے مثلاً - اور
جو شئے کہ اسوقت معلوم ہے مگر جب حاصل ہوئی تھی تو بدلیل حاصل
ہوئی تھی ایسے معلوم کے علم کو بدیہی نہ کہینگے کیونکہ اصل مین وہ شئے
محتاج دلیل کی ہے کہ بے دلیل کے حاصل نہین ہوئی تھی - اور جو شئے
بے ہادی و دلیل کے نجانی جائے اوس شئے لامعلوم و ناآشکار کے
جاننے کو نظری کہتے ہین کیونکہ وہ شئے نامعلوم محتاج دلیل کی اور بتلانے والے
کی ہے - اگرچہ وہ شئے نظری مجکو اسوقت معلوم ہے مگر جب معلوم ہوئی

تھی تو بے دلیل کے معلوم نہ ہوئی تھی - پس جو شئے جانی جاتی ہے یا بدیہی ہے یا نظری یعنی جاننا اوس شئے کا بدیہی ہے یا نظری - یعنی شئے یا خود بخود پہچانی جاتی ہے یا کسی کے واسطہ و ذریعہ سے - پس حقیقتہً علم کی دو قسمین ہین علم بدیہی اور علم نظری - اور مجازاً معلوم کو بھی بدیہی اور نظری کہتے ہین جیساکہ دعوے کا جاننا بدیہی یا نظری ہوتا ہے دلیل کا جاننا بھی بعضے بدیہی ہوتا ہے بعضے نظری کہ یہ دلیل بھی محتاج ہے اپنے ثبوت مین کسی دوسری دلیل کیطرف اسی لئے اثبات در اثبات کے سبب سے دلیل طولانی ہوجاتی ہے پس جیساکہ بدیہی مین درجات ہین نظری مین بھی درجات اور طبقات ہین کوئی جلد سمجھہ مین آجاتا ہے کوئی دیر مین کوئی مشکل ہے کوئی آسان اور سہل الحصول ہے *

چھٹا مقدمہ دلیل یا عقلی ہے یا نقلی عقلی وہ کہ اجزائے دلیل و مقدمات اوسکے محض عقل کی رو سے ہون - اور نقلی دلیل محض نقل ہی کی رو سے نہین ہوتی ہے کیونکہ تصدیق مقدماتِ نقلیہ کی بعقل ہوتی ہے پس مرکب عقل و نقل سے ہوتی ہے پس گویا نقلی بھی عقلی ہے مگر بسبب دخل نقل کے اور واسطے فرق رکھنے عقلی محض سے اطلاق اسپر دلیلِ نقلی کا ہوتا ہے اور دلیل عقلی ہو یا نقلی ظاہراً فائدہ یقین دعوے کا بھی دیتی ہے اور دعوے کے مظنون غیر متیقن ہونے کا بھی - اور حق

یہ ہے کہ جو دلیل فائدہ قطع و یقین کا ندے وہ دلیل نہین ہے بلکہ اوسکو
امارت کہنا چاہیئے یعنی بامارۃ و قرینہ فائدہ ظن کا حاصل ہوتا ہے پس
امارۃ بہی عقلیہ اور نقلیہ ہوتا ہے اور دلیل نقلی کو دلیل سمعی بہی کہتے
ہین اور دلیل نقلی فائدہ قطع و یقین کا جو دیتی ہے وہ بسبب انضمام عقل
کے پس یقین منحصر ہے عقل مین حقیقتہً اور جب دلیل عقلی سے ایک
دعوےٰ ثابت ہوا اور مثلاً اوس دعوے کے خلاف مین دلیلِ نقلی ہو
تو دیکھینگے کہ نقل صحیح اور قابل اعتبار کے ہے یا نہین اگر ہے تو دلیل
عقلی مین تاویل مہمل اور خلافِ عقل ہے چاہیئے کہ دلیل نقلی مین تاویل
کرکے اوسکو دلیلِ عقلی کے موافق کرین گے اگر عقل کے مطابق نکرینگے
تو وہ دلیل نقلی ازروے عقل کے باطل ہوجائیگی اور جواز روئے
عقل صحیح باطل ہے وہ حقیقتہً باطل ہے اس لئے کہ عقل سے ایک چیز
معلوم ہوئی اور نقل سے اوسکے خلاف یعنی مثلاً نقیض اوسکا معلوم ہوا
تو اگر دونوں پر عمل کرین تو اجتماع النقیضین لازم آئیگا یا دونون کو
چھوڑ دین تو ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر نقل پر عمل کرین تو خلاف
عقل ہے اور خلافِ عقل ہونے سے عمل بر نقل بہی باطل ہوجائیگا تو چوتھی
صورت ثابت ہوئی کہ عقل پر عمل کرنا اور نقل کو تاویل کرکے
موافق عقل کے کرنا جیسا کہ عقل ہدایت کرتی ہے اسبات کی کہ دوسیر کا

مال بے اوسکی اجازت کے غصب کرلینا بہت برا ہے اور اگر بالفرض حکم شرعی سے ثابت ہو کہ کسیکا مال اوس شخص سے چھین لینا چاہئے تو اوس کے معنی مثلاً یہ بھی ہوسکتے ہین کہ اگر کوئی ظالم کسیکو بے قصور محض ظلم صریح سے قتل کرتا ہے تو تلوار اوس سے چھین لینا چاہئے اور اگر خوف اسکا ہو کہ جب تلوار اوسکو ملے گی تو پھر وہی فعل کرے گا تو اوسکو محل خوف مین نہ دینا چاہیئے کیونکہ عقل اور نقل سے ثابت ہے کہ ردِ ظلم بشرطِ قدرت مظلوم مستحقِ رحم سے واجب ہے ازین قبیل اور مثالونکو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے یا یہ کہ عقل سے ثابت ہے کہ قتل نفس حرام ہے اور نقل سے اگر ثابت ہوا کہ تلفِ نفس جائز ہے تو اوس کے یہ معنی ہون گے کہ اگر کوئی کسی کا قاتل بظلم ہے تو عوض قتل تلفِ نفسِ ظالمِ قاتل جائز ہے اور یہ مطابق عقل کے ہے۔

ساتوان مقدمہ وجود و عدم کا مقصود و معنے جب کوشئے یا چیز کہ سکین یا وہ موصوف بصفتہ وجود ہے یعنی موجود ہے اور پایا گیا ہے یا وہ موصوف بصفتہ وجود نہین یعنی موجود نہین ہے اوسکو معدوم کہتے ہین اور موجود کو ثابت یا کائن یا متحقق یعنی ہونے والا کہتے ہین اور معدوم کو منفی یا غیر ثابت و غیر متحقق نہ ہونے والا کہتے ہین اور شئے موجود یا ذہن مین موجود ہے یا خارج مین ذہن سے

اور بعض شئے موجود ایسی ہوتی ہین کہ ذہن ہی مین موجود ہوتی ہین
اور خارج مین موجود نہین یا خارج مین موجود ہونے کے قابل ہی نہین
اور جو شئے خارج مین موجود ہوتی ہین وہ ذہن مین بھی موجود ہو جا سکتی
ہین جب کوئی اوسکو ذہن مین لائے - اور وجود کے معنی بدیہی ہے
ہر شخص سمجھتا ہے اور کون اور ثبوت اور تحقق اور شیئیتہ کی ساتھ
وجود کی تعریف کی جاتی ہے وہ تعریف حقیقتہً نہین ہے بلکہ تعریف
لفظی ہے اس لئے کہ وجود معروف تر و مشہور تر ہے سب معارف سے
کہ جسکو سب سمجھتے ہین اور اس لئے کہ وجود سے بڑھکر کے عام تر کوئی
شئے نہین ہے تو کیونکر اسکی تعریف ہو سکتی ہے کیونکہ تعریفات شئے مین
ایسی قیدین لائی جاتی ہین کہ جسکے تحت مین وہ شئے ہو اور خاص ہو اور
وجود کسی شئے سے خاص نہین بلکہ سب سے عام تر ہے لہذا اس کی تعریف
نہین ہو سکتی مگر تعریف لفظی یعنی وجود کیا چیز ہے وجود ثبوت ہے
یا ہونا ہے یا پایا جانا ہے - علاوہ اسکے وجود و عدم کی تعریف مین
دور لازم آئیگا اور دور محال ہے اس لئے اسکی تعریف نہین ہو سکتی
اور دور کا محال ہونا آگے آئیگا - اور وجود صفت شئے کے ہے اگر
وہ شئے ذہن مین متصور ہو تو اوسکا وجود ذہنی ہے ورنہ اوس کا
وجود خارجی ہے یعنی خارج از ذہن اور موجود موصوف بصفتہ وجود ہے

اگرچہ بعضے حکماء قائل ہوئے ہین کہ وجود خود شئے موجود ہے صفت
موجود کی نہین ہے بلکہ خود وہ حقیقت متأصّلہ رکھتی ہے مثل اور
ماہیاتِ مجردہ کے مگر یہ صحیح نہین ہے جیساکہ اسکی تحقیق دوسری کتابون
مین موجود ہے - اور ہم نے بھی وجود کی حقیقت متاصلہ ہونے کے
اور ماہیتہ مستقلہ ہونے کے ابطال مین بہت سے دلائل حاشیہ میر زاہد
شرح مواقف مین لکھے ہین تبس خود وجود ذہن سے جدا ہو کے خارج
مین ثابت نہین بلکہ ذہن مین ہے اس حیثیت سے کہ صفت ہے
کسی موجود کی پس عدم بدرجۂ اولے ذہنی ہے نہ خارجی یعنی عدم منعروض
ذہنی ہے والا نہ ذہنی ہے نہ خارجی وجود کے سمجھنے کے لئے عدم فرض کیا
جاتا ہے اگرچہ بعضے حکما عدم کو فرضی نہین کہتے ہین اور اس مین قیل و
قال ہے *

آٹھوان مقدمہ کلی جزئی کے بیان مین چونکہ عام لوگ عام و
خاص کو سمجھتے ہین اس لئے اونکی سمجھہ کے موافق ہم کلی اور جزئی کو
سمجھاتے ہین کلی یعنے عام شئے جیسے انسان کہ بہت سی چیزون پر
کہا جاتا ہے زید کو انسان کہتے ہین بکر و خالد وغیرہ کو سبکو انسان
کہتے ہین اور جزئی یعنی خاص شئے جیسے زید بکر خالد کہ ہر ایک جزئی
تحت مین کلی کے ہوتا ہے اور کلی سے خاص ہوتا ہے اور کلی عام ہوتا ہر

جزئی کے سوا اور تمام جزئیات کو شامل ہے اگرچہ ایک جزئی کے پائے جانے سے بھی اوپر کلی کا صدق ہوتا ہے *

نوان مقدمہ علتہ اور معلول سے کیا مقصود ہے - لواحق و عوارض ماہیتہ سے علتہ اور معلول بھی ہے یعنی جس شئے سے کوئی شئے صادر ہو وہ شئے صادر کنندہ علتہ ہے اور ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتھا صادر ہو تو سابق علت لاحق کی ہوگی اور لاحق معلول سابق کا ہوگا - خواہ علت مستقل ہو جب کہ علت و معلول مین کسی اور علت کا فاصلہ ہو خواہ غیر مستقل جبکہ علت و معلول مین کسی اور علت کا فاصلہ ہو - پس علت یا بلاواسطہ ہوگی یا علت بواسطہ ہوگی اور جو شئے موجود صادر ہو غیر سے وہ معلول ہے یعنی جو شئے اپنے وجود کو استفادہ کرے غیر سے وہ معلول ہے اور علت بلاواسطہ اور بالواسطہ کی دو قسمین ہین ایک علت تامہ کہ بے ملائے ہوئے دوسری علتہ کے خود صدور فعل مین کافی ہو اور دوسرے علتہ ناقصہ کہ جو علت محتاج ہو اپنے فعل مین دوسرے ممد و علت کا اور مطلق علت کی چار قسمین ہین ایک علت فاعلی دوسری علت غائی تیسری علت مادی چوتھی علت صوری فاعلی ظاہر ہے جیسے کہ اس کتابت موجودہ کے لئے مین کاتب و فاعل کتابت ہون اور مطالعہ کرنا میرا یا اور لوگون کا علت غائی ہے یعنی غرض کتابت

ہے سب ہے اس لئے کہ خطوط ونقوش وسائل مطالب ہین اور جس چیز سے حروف ونقوش لکھے جاتے ہین یعنی سیاہی مثلاً علتِ مادی ہے اور صورت وہیئتہ ونقوش حروف علتِ صوری ہے یا جیسے بڑھئی علتِ فاعلی ہے۔ اور تخت پر بیٹھنا علتِ غائی ہے اور لکڑی اور لوہا تخت کا علتِ مادی ہے۔ اور ہیئت وصورت تخت کی علتِ صوری ہے آور جب اجتماع شرائط اور رفع موانع ہوگا تو علت تامہ سے معلول واجب ہے کہ پیدا ہو ورنہ علت علت نہین ہے اور جب معلول پیدا ہوا تو علت تامہ کہ جو تاثیر بخشنے والا ہے معلول مین اگر باقی نرہے معلول بھی باقی نرہیگا۔ اگر کوئی کہے کہ معمار نے مثلاً دیوار بنائی اور مرگیا تو چاہیے کہ دیوار بھی اوسکے مرنے کے بعد ساتھ ہی گرجائے اور انیٹ مٹی گچ وغیرہ سب فنا ہوجائین حالانکہ بعد مرنے کاریگر کے بھی مدتون باقی رہتی ہے تو کہونگا یہ غلط فہمی ہے کیونکہ بقائے دیوار کی علت خدا ہے اور معمار بقدرت واعانت خدا حرکت پر قادر ہوا کہ ہاتھ پاؤن کی حرکت سے انیٹین اور پتھر وغیرہ کو حرکت دے سکا اور ایک کو ایک پر ساکن کرنیکا ذریعہ ہوا پس حقیقتہً معمار علتِ موثرہ اور اثر کرنے والا وجود دیوار مین نہین ہے کیونکہ دیوار بسبب ممکن الوجود ہونے کے وجود وعدم کی طرف نسبت مساوی رکھتی ہے اور اپنے وجود مین محتاج ہے قادر مطلق کا یعنی واجب الوجود کا

کیونکہ ہر ممکن واجب الوجود کا محتاج ہے اور معمار خود ممکن الوجود ہے واجب الوجود نہین علت موثرہ فی الوجود کے باقی نرہنے سے ضرور ہے کہ معلول فوری معدوم ہو جائے کیونکہ وجود ممکن الوجود بے اپنی علت کے مستغنی عن الغیر ہوکے نہین پایا جاسکتا اور معمار اپنے ارادہ اور قصد اور معونت و تسلط واجب الوجود سے اسباب و آلات کو حرکت و تیار رہا مگر تاثیر فعل علت موثرہ واجب الوجود کیطرف سے ہے اور علت موثرہ مین ایک یہ صورت ہے کہ ساتھہ امکان اس بات کے ہو کہ غیر مین اثر نکرے اور ایک یہ صورت ہے کہ ساتھہ امتناع اسبات کے ہو کہ غیر مین اثر نکرے جیسے آگ کہ سوختگی شئے سوختنی کی علت ہے جب کوئی مانع ہو تو ممتنع ہے کہ اثر نکرے پس آگ علتہ موجبہ ہے جل جانے شئے کی اور انسان مثلاً علتِ حرکت و سکون ہے مگر چونکہ باامکانِ عدم فعل ہے اس لئے انسان علت موجبہ نہین ہے بلکہ فاعل قادر مختار ہے اس جگہہ اسی قدر کافی ہے باقی مباحث ذی المقدمہ مین آئینگے *

دسوان مقدمہ قدیم و حادث کے معنے جس موجود کے وجود کی ابتدا اور اول ہو اور لاوجود اوس شئے کے لئے اوس شئے پر مقدم ہو یعنی جس شئے کے لئے اوس سے پہلے عدم ہو وہ شئے حادث ہے یا ایسا

نہو تو وہ شئے قدیم ہے یا ازلی ہے یعنی جس کے وجود کی ابتدا اور آغاز نہو وہ قدیم ہے اور قدیم یا ذاتی ہے یا زمانی - قدیم ذاتی وہ ہے کہ جس شئے کے وجود سے پہلے نہ عدم ہو نہ وجود نہ زمانہ یعنی اوسکی خود ذات قدامت اور سبقت کی مقتضی ہے نہ غیر کے ذریعہ سے یعنی قدیم علی الاطلاق ہو - اور قدیم زمانی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے وجود سے پہلے صرف عدم نہو عام اس سے کہ غیر عدم مثل وجود و زمان وغیرہ کے اُس سے پہلے ہو یا نہو پس قدیم زمانی عام ہے اور قدیم ذاتی خاص اور اس محل مین اتنا ہی بس ہے *

گیارہوان مقدمہ

جوہر و عرض کے بیان مین جس شئے کے لئے نہ وجود ضروری ہو نہ عدم یعنی جسکو ممکن کہتے ہین دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ پایا جائے مستقلاً قائم بالذات ہوکے نہ یہ کہ کسی مین ہوکے پایا جائے اور خارج مین اوسکا وجود ہو تو اوسکو جوہر کہتے ہین جیسا کہ انسان جوہر مجرد ہے یا بدن انسان جوہر مادی ہے مثلاً - اور اگر شئے ممکن مستقلاً نہ پائی جائے بلکہ غیر مین ہوکے پائی جائے اوسکو عرض کہتے ہین بفتح راے مہملہ جیسے رنگ کہ جسم مین ہوکے پایا جاتا ہے کہ جسم جوہر ہے اور رنگ عرض اور تفصیل اعراض کی مثلاً حیوۃ شہوۃ و نفرت و قدرت و ارادہ و کراہتہ و اعتقاد و ظن وغیرہ اور الم و سرور و حرکت و سکون اجتماع و افتراق و ثقل و خفتہ و حرارۃ و برودۃ و رطوبت و یبوست و رنگ

وصوت و بو و ذایقہ و فنا ر و سوت یا طول عرض عمق لاغری و فربہی وغیرہ اور زیادہ طول دینا مناسب حال اس رسالۂ مختصرہ کے نہین ہے۔

بارہوان مقدمہ وجوب و امکان و امتناع کے بیان مین جسکو شئے اور چیز وغیرہ کے ساتھ عبارت کرسکین دو حال سے خالی نہین یا موجود ہے یا معدوم جیسا کہ اوپر گذرا اگر موجود ہے تو اوسکا وجود یا ضروری ہے یعنی واجب و لازم ہے یا وجود اوسکا ایسا نہین ہے یعنی عدم اوسپر طاری ہوسکتا ہے۔ اور جب عدم اوس پر آسکتا ہے تو نہ اوس کا وجود ضروری ہے نہ عدم اوسکا ضروری ہے پس موجود کی دو قسمین ہوئین ضروری الوجود اور غیر ضروری الوجود۔ اور اگر معدوم ہے تو اوسکا عدم یا ضروری ہے یا نہین اگر معدوم کا عدم ضروری نہین ہے تو اگر کبہی موجود ہوگا تو وجود بہی اسکا ضروری نہوگا پس معدوم کی دوسری قسم وہی موجود کی دوسری قسم ہے کہ نہ وجود ضروری نہ عدم ضروری صرف فرق یہ ہے کہ موجود بوجود غیر ضروری ہے اور معدوم بعدم غیر ضروری ہے موجود بوجود ضروری کو واجب الوجود کہتے ہین اور معدوم بعدم ضروری کو ممتنع الوجود کہتے ہین اور موجود بوجود غیر ضروری اور معدوم بعدم غیر ضروری کو ممکن الوجود کہتے ہین پس شئے یا واجب ہے یا ممکن یا ممتنع چوتھی کوئی صورت نہین ہے یعنی شئے یا موجود ہے یا معدوم اگر موجود ہے تو غیر سے مستغنی ہے اپنے وجود مین

یا اپنے وجود مین غیر سے مستغنی نہین ہے مستغنی از غیر واجب الوجود ہے اور غیر مستغنی ممکن ہے اور معدوم بھی یا مستغنی غیر سے ہے اپنے عدم مین وہ ممتنع بالذات ہے اور اگر اپنے معدوم ہونے مین غیر شئے مستغنی نہین ہے تو وہ ممتنع بالغیر ہے یعنی غیر کی وجہ سے معدوم ہے والا موجود ہوتا پس ممتنع بالغیر ممکن بالذات ہے جیساکہ زید ابھی موجود نہین ہوا ہو کل پیدا ہوگا تو اسوقت ممتنع بالغیر ہے اور حقیقتہً ممکن بالذات ہے کہ اگر کوئی اوس کے وجود کی علت موثرہ ہوا اور اوسکے ایجاد کا قصد کرے تو زید وجود مین آجائیگا - اور واجب الوجود کا وجود اگر کسی غیر سے حاصل نہین ہوا ہے بلکہ خود اوس کی ذات اپنے وجود کو مقتضی ہے تو اوسکو واجب الوجود لذاتہ کہتے ہین یعنی آپ ہی آپ واجب الود ہے - اور اگر واجب الوجود کے وجود کو کسی غیر نے حاصل کرا دیا تو اوسکو واجب الوجود لغیرہ یا عن غیرہ یعنی واجب الوجود اپنے غیر کے سبب سے ہے پس جو واجب الوجود بسبب غیر کے ہو وہ محتاج ہوگا اپنے وجود مین غیر کا اور اپنے وجود مین خود اوسکی طبیعت مقتضی نہین ہے پس اپنی طبیعت کی رو سے نہ وجود کو مقتضی ہے نہ عدم کو تو اوسکو واجب الوجود بالغیر ممکن الوجود بالذات کہتے ہین اور جو ممکن بالذات ہے تو اوسکی ذات کی نسبت وجود و عدم کیطرف برابر ہوگی کوئی اولے واقدام

نہو گا جب تک کسی ایک جانب رجحان نہو اور باعث رجحان وجود علت
تامہ ہے کہ اگر کوئی غیر اوسکا موجد ہو گا اور علت ہوگی تو وہ ممکن موجود
ہوگا اور اگر کوئی غیر موجد و علت نہو تو وہ ممکن معدوم رہیگا کیونکہ عدم
موجد و علۃ علۃ و موجد عدم ہے - پس واجب بالذات اور واجب بالغیر
اور ممکن بالذات اور ممتنع بالذات اور ممتنع بالغیر یہ پانچ قسمین ہوئین
مگر واجب بالغیر اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات ہے پس واجب بالذات
اور ممکن بالذات اور ممتنع بالذات یہ تین ہی قسمین ہوئین جیساکہ گذرا
اور ممکن بالغیر کوئی شئے نہین اس لئے کہ جب اوسکی ذات خود ممکن ہے
تو غیر کی وجہہ سے ممکن ہونا کوئی معنے نہین رکھتا - اور اگر ممکن کا موجد
و علۃ تامہ غیر ہے تو ممکن واجب الوجود اور ضروری الوجود ہوجائیگا ضرور وجود مین آئیگا جیساکہ
اسکی تحقیق آگے آئیگی کہ علت تامہ کی وجہ سے ضروری الوجود ہوا ہے ورنہ
نسبتہ اوسکی طرف وجود و عدم کی برابر ہے پس ضروری الوجود بسبب
غیر کے وہ ممکن بالذات ہے اور ممتنع اگر ممتنع بالغیر ہو تو اوس کے
یہ معنے ہون گے کہ غیر اسکا جو علت تامہ ہے اوس نے ممتنع کردیا یعنی
کبھی وجود مین نہ لائیگا و الا خود ممتنع مین صلاحیت وجود کی بھی ہے
پس ممکن بالذات ہو جائیگا پس ممتنع بالغیر اگرچہ لاشئے محض نہین ہے
مگر وہ دوسری شئے نہین ہے وہ ممکن بالذات ہے نہ غیر - اور واجب

اور ممکن اور ممتنع کی تعریف بھی تعریف لفظی ہے مثل تعریف وجود و عدم
سکے والا درصورت اس کے کہ تعریف واجب و ممکن و ممتنع کی تعریف حقیقی ہوتو تعریف باطل
ہوجائیگی اس لئے کہ ایسی تعریفات مین دور محال لازم آئیگا اور اس مطلب کو
اس مختصر رسالہ عام فہم مین خصوصًا رسالہ مختصرہ کے مقدمہ مین لکھنا مناسب
نہین اسکو ہم حاشیہ میر زاہد شرح مواقف مین لکھ چکے ہین اور
دَور کے معنے اور اوسکا محال ہونا سترہوین مقدمہ مین آئیگا اور
اس محل مین اتنا ہی سمجھنا کافی ہے - اور ممکن بالذات اور واجب
بالغیر اور ممتنع بالغیر یہ تینون ایک ہی چیز ہے یعنی ممکن بالذات ہے
ممکن بالذات کی تعداد کی کوئی حد نہین اور ممتنع بالذات لاشئے و فرضی
ہے اور واجب بالذات ایک ہی ہے دو نہین ہوسکتا پس زیادہ
بدرجہ اولے نہوگا اور بیان توحید سے ثابت ہوگا کہ ایک ہی ہے
اور واجب الوجود بالذات عین واجب بالغیر نہین ہوتا والا غیر کے
عدم سے واجب الوجود بالذات معدوم ہوجائیگا کیونکہ بعدم علت تامہ
عدم معلول ہوتا ہے جیساکہ گذرا اور واجب بالغیر ضروری الوجود
نہین ہے تو اس کے عدم سے اسکا عین یعنی واجب الوجود بھی معدوم
ہوجائیگا تو واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائیگا اور نہ وجود اور وجوب
واجب الوجود بالذات مین زاید بر ذات ہوتا ہے اگر صفت زائدہ

ذات کے علاوہ ہو تو واجب الوجود محتاج ہوگا اپنے وجود مین غیر کا بلکہ
عین ذات ہے کیونکہ محتاج نہین ہے والا محتاج ممکن ہو جائیگا واجب بالذات
الوجود بالذات نرہیگا اور واجب الوجود مرکب نہین ہوتا اگر واجب الوجود
بسیط مرکب ہو تو محتاج ہوگا اپنے وجود مین وجود اجزا کی طرف کہ اجزا چاہیئے
پہلے پائے جائین بعد اوس کے مرکب کا وجود ہو اور محتاج اپنے وجود
مین ممکن ہوگا واجب بالذات نرہیگا اور واجب بالذات کسی کا جزو نہین
ہوتا ہے کیونکہ اگر جزو کسی کا ہوگا تو یا ممکن بالذات کا جزو ہوگا یا کسی واجب
بالذات کا جزو ہوگا اگر ممکن کا جزو ہے تو واجب بالذات ممکن بالذات ہو
جائیگا کیونکہ جزو ممکن کا ممکن ہے اور اگر واجب بالذات کا جزو ہے تو جزو
جزو کے ساتھ آمیزش وفعل وانفعال ہو کے مرکب ہوگا اور انفعال
یعنی اثر فعل کو قبول کرنا شان سے ممکن کی ہے نہ شان سے واجب بالذات
کی کیونکہ حالت انفعال مین واجب بالذات ممکن بالذات ہو جائیگا اور
یہ بھی جانا گیا کہ جو موجود بالذات ہے یعنی اوسکی طبیعت خود مقتضی ہے
وجود کو بے احتیاج طرف غیر کے تو وہ ضرور موجود ہوگا یعنے واجب الوجود
بالذات ہوگا کیونکہ جب اوس کی طبیعت خود ہی چاہتی ہے وجود کو تو معلوم
ہوا کہ معدوم نہین ہے اور کبھی معدوم نہین ہوگا وجود و عدم کی نسبت
اوسکی ذات کیطرف مساوی نہین ہے بلکہ عدم اوسپر ہرگز نہ آسکیگا ۔

تیرہوان مقدمہ ذات اور صفات کے بیان مین ذات ماہیتہ متاصلہ مستقلہ ہے یعنی کسی شئے کی ماہیتہ ہے بلکہ حقایق موجودہ مستقلہ فی الخارج سے ہے پس اگر فرضی نہو تو جوہر ہو سکتی ہے اور صفتہ ماہیہ متاصلۂ مستقلہ نہین ہے حقایق موجودۂ مستقلہ سے نہین ہے اگرچہ خارج مین بہی ہو پس قایم بالذات نہین ہے عام اس سے کہ ذات کی عین ہو یا ملحق بذات و منضم بذات و زائد برذات ہو یا ن۔ اگر ملحق بذات اور زاید برذات ہو تو قائم بالغیر اپنے وجود مین محتاج محل وجود کا ہوگا پس وہ صفات کہ بحیثیت صفیتہ و احتیاج بموصوف ہو تو وہ جواہر نہین ہین بلکہ اعراض سے ہین عام اس سے کہ عرض ہو یا عرض کا عرض ہو*

چودہوان مقدمہ تناقض و تضاد کے بیان مین دو شئے دونون ذات ہون یا دونون صفات ہون یا ایک ذات ایک صفت ہو یا دونون جوہر ہون یا عرض یا مختلف۔ دو حال سے خالی نہین یا ایک دوسرے پر طرفین سے صادق آئے یا ایک دوسرے پر صادق نہ آئے نہین کہا جا سکے کہ یہ وہ ہے اگر پہلی صورت ہے یعنی یون کہا جا سکے کہ یہ وہ ہے وہ یہ ہے تو اون دونون مین سے ایک دوسرے کا مساوی ہوگا اور یہ نسبتہ مساواۃ کی دو عام شئے مین ہوتی ہے جیسے انسان و ناطق و منعم و رازق و وجود و تحقق مثلاً*

اور اگر دوسری صورت ہے کہ ایک دوسرے پر صادق نہ آسکے
تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ ایک طرف سے پورے طور سے صادق
آسکے اور دوسری طرف سے پورے طور سے صادق نہ آسکے یعنی دوسری
طرف سے کچھہ صادق آئے یا دونون طرفون سے ایک دوسرے پر کچھہ
کچھہ صادق آئے پس دو حالتین ہوئین ایک یہ کہ ایک صادق آئے
دوسرے پر پورے طور سے اور دوسرا اوس پر پورے طور سے صادق
نہ آئے یا طرفین سے صادق آنا بطور کلیہ ہوا اول انہین کا عام و خاص
مطلق ہے اور دوسرا انکا عام خاص من وجہ ہے عام خاص مطلق کی
مثال جیسے گھوڑا اور کمیت کہ گھوڑا ہر کمیت پر صادق آتا ہے ہر کمیت
گھوڑا ہونے مین داخل ہے اور کمیت کل گھوڑے مین داخل نہین
بلکہ کمیت بعضے گھوڑے کو کہتے ہین پس کمیت ہر گھوڑے پر صادق
نہ آیا اور عام خاص من وجہ کی مثال جیسے ہر گوشت کھانے کے قابل
نہین اور ہر کھانے کے قابل جیسے چاول گوشت نہین یعنی بعضے گوشت کھانے کے قابل
ہین جیسے بکری کا گوشت اور بعضے گوشت کھانے کے قابل نہین جیسے اپنا
گوشت پس تین صورتونکا بیان ہوچکا - یعنی ایک یہ کہ طرفین سے
پورا صدق ہو دوسرے یہ کہ ایک طرف سے پورا صدق ہو تیسرے
یہ کہ طرفین سے صدق پورے افراد پر نہو - اول مین نسبت تساوی کی

ہے کچھہ بہی طرفین سے مغائرت ہنین اور دوسرے اور تیسرے مین
کچھہ کچھہ مغائرت ہے - چوتھے یہ کہ طرفین سے صدق مطلقاً ہنو یعنی
کچھہ بہی ایک دوسرے پر صادق نہ آسکے بلکہ ایک دوسرے کا
بالکل مغائر ہو یعنی یا دوشئے مین کچھہ بہی مغائرت ہنو تو اون دونون
مین مساوات ہے یا اون دونون مین کچھہ مغائرت ہو تو عام خاص مطلق
اور عام خاص من وجہ ہے یا اون دونون مین بالکل مغائرت ہو پس
یہ تیسری قسم یعنی مغائرت کلیہ بلکہ حقیقتہً چوتھی قسم ہے اس مغائرت کو
تباین کہتے ہین اسکی دو حالتین ہین ایک یہ کہ از روے وجود و عدم
دونون صورتون مین مغائرت اون دونون مین ہو یا صرف وجود
کی روسے اون دونون مین غیریت ہو - پس اگر ان دو متبائن مین
وجوداً اور عدماً بہر حالت غیریت ہے تو اس تبائن کو تناقض کہتے ہین
اور اگر صرف وجود مین غیریت ہو تو اس تبائن کو تضاد کہتے ہین مثال
اون دونون کی کہ ایک دوسرے کی نقیض ہو جیسے زید اور لا زید انسان
اور لا انسان شجر اور لا شجر - اور مثال اون دونون کی کہ ایک دوسرے کا
ضد ہو جیسے زید اور بکر انسان اور شجر تساوی اور عموم و خصوص مطلق
اور عموم و خصوص من وجہ عام شئے مین واقع ہوتا ہے اور تبائن یعنے
تناقض و تضاد عام شئے مین بہی ہوتا ہے اور جزئیات مین بہی واقع ہوتا ہے

مگر چونکہ ایسے جزئیات کہ جو بالکل خاص ہوں کسی طرحکا عموم اون مین
ہو یعنی جزئی حقیقی تو کسی دو جزئی حقیقی مین کسیطرحکا التباس و اشتباہ
نہین ہے پس اسکی بھی احتیاج نہین کہ دو جزئی مین نسبتہ تغائر کی بیان
کی جائے اسلئے کہ تبائن یعنی تناقض و تضاد درمیان دو عام شئے
کے کہا جاتا ہے مثل تساوی و عموم و خصوص مطلق و عموم و خصوص من وجہ
کے - کیونکہ تضاد اون مین ہوتا ہے کہ جنکی شان سے تساوی یا تباین یا
عموم و خصوص ہو اور تناقض بھی اون مین ہوتا ہے کہ جنکی شان سے تساوی
وغیرہ ہو پس سمجھنا چاہیئے کہ انسان و حجر مین تضاد ہے یعنی نہین ہوسکتا
کہ کسی شئے پر انسان و حجر دونون صادق آئین مگر عدم دونوںکا ایک جگہہ
یعنی ایک مادّہ سے ہوسکتا ہے مثلاً شجر کہ نہ حجر ہے نہ انسان اور اس سے
معلوم ہوا کہ کسی کلی یعنی عام شئے پر حرف نفی لانے سے اوس شئے کی نقیض
ہو جاتی ہے جیسے مکان و لامکان کتاب و لاکتاب وغیرہ پس موجودات
یا متماثلہ ہوتے ہین یا متخالفہ ہوتے ہین - متماثلہ جیسے دو سفیدی مساوی
درجہ کی اور متضادہ متخالفہ کی قسم ہے جیسے دو رنگ ایک سفید ایک سیاہ
کہ ایک محل مین یعنی ایک کپڑے پر مثلاً دونو جمع نہین ہوسکتے بیک وقت
مگر مختلف وقتون مین ایک کپڑے پر یا مختلف کپڑون مین ایک وقت مین
دو رنگ متضاد یعنی سیاہی اور سفیدی جمع ہوسکتی ہے اور سیاہی

اور سفیدی دونون سے کپڑا خالی ہو یہہ بھی ممکن ہے مثلاً زرد ہو یا سرخ اور یہ
مثال ضد مشہور کی ہے اور ضد حقیقی وغیرہ کی تحقیق اس رسالہ مختصرہ مین
بے محل ہے ؛

پس حاصل تضاد و تناقض یہ ہوا کہ اجتماع ضدین بیک وقت ایک جگہہ
مین محال ہے اور ہو سکتا ہے کہ بیک وقت ایک جگہہ مین دونون نہون جیسے
سرخ کپڑے سے سیاہی اور سفیدی دونون زائل ہین مگر کوئی کپڑا ایسا نہین
کہ سیاہ اور سفید بیک وقت ہو اور جہان پر سیاہی ہو وہین سفیدی
بھی ہو یہ محال ہے پس سفیدی سیاہی ضدین ہین اور اجتماع نقیضین
بیک وقت بیک جا محال ہے اور ایسا ہی ارتفاع نقیضین بھی محال ہے نہین
ہو سکتا کہ ایک وقت مین ایک جگہہ سے دونون نقیضین معدوم ہون جیسے
انسان اور لاانسان کہ ان دونون مین سے ضرور ایک ہو گا ایک نہو گا نہ
دونون کا جمع ہونا جائز نہ دونونکا رفع ہونا جائز اجتماع النقیضین محال
ہے اس وجہ سے کہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی شئے ایک ہی وقت مین موجود
بھی ہو اور معدوم بھی ہو یعنی بحیثیت موجودیت معدوم ہو اور بحیثیت
معدومیت موجود ہو بیک وقت اور یہ محال ہے اور ایسا ہی ارتفاع
نقیضین ٭

پندرھوان مقدمہ جب دلیل عقلی صحیح کا علم ویقین حاصل ہو

توبسبب ایسے علم بدلیل عقلی کے علم ویقین اوس کے نتیجہ کا یعنی دعوی
کا حاصل ہونا ضرور ولازم ہے کیونکہ بعد حصول علم ویقین بدلیل صحیح
اب یہ دعوے کسی دلیل کا محتاج ہنین توحصول اوسکا ضروری وبدیہی
ہوا اِس لئے کہ جب کوئی جانے اِس بات کو کہ دس نصف ہے بیس کا
اور بیس نصف ہے چالیس کا تو ضرور بلا حالت منتظرہ اسکا علم ویقین
ہوجائیگا کہ دس نصف نصف ہے چالیس کا یا یہ کہ دس
نصف ہے بیس کا اور جو نصف ہے بیس کا وہ جُفت ہے تو بالبداہۃ
اسکا علم ہوگا کہ دس جفت ہے نہ طاق بس ثابت ہوا کہ دلیل عقلی صحیح کا
نتیجہ یعنی دعوے کا علم ویقین ضرور ہوگا محض دلیل عقلی کے مقدمون
کے ذریعہ سے ضرور حاصل ہوگا یعنی یقین بدعوے لازم ہے اپنی دلیل
کے علم ویقین کو *

سولھوان مقدمہ العالم ماسوے اللہ یعنی عالم اوسکو
کہتے ہین کہ جو واجب الوجود بالذات کا غیر ہو اور جو اپنے کو موجود
سمجھتا ہے وہ دوسرے موجودات کو بھی ضروری موجود جانے گا نہ
یہ کہ سب چیزین موہوم ہین یا ہنین ہین بلکہ آگ کو آگ پانی کو پانی زمین
کو زمین جانے گا اور موجود سمجھیگا نہ یہ کہ اپنے کو موجود سمجھے اور
دوسرے کو معدوم *

سترہوان مقدمہ دور اور تسلسل کے بیان مین

جب ایک شئے موقوف ہو دوسری شئے پر یعنی وجود اول شئے کا یا جاننا اول شئے کا بے وجود ثانی شئے کے یا بے جانے ثانی شئے کے نہوسکے اور پھر شئے ثانی موقوف ہو اول شئے پر یعنی وجود ثانی شئے کا یا جاننا اوسکا نہوسکے بدون وجود یا جاننے اول شئے کے تو یہ توقف کا دوران ہوا درمیان دو شئے کے کہ یہ اوسپر موقوف ہے وہ اسپر موقوف ہے یعنی مثلاً (آ) کا جاننا یا پایا جانا موقوف ہے (ب) کے جاننے یا پائے جانے پر اور (ب) کا جاننا مثلاً موقوف ہے (آ) کے جاننے پر پس ایک کا علم یا وجود دوسرے کے علم یا وجود پر موقوف ہے اور دوسرے کا اول پر پس اس سے لازم آیا کہ (آ) کا وجود موقوف ہے (آ) کے وجود پر یعنی (آ) نہین پایا جائیگا جبتک کہ (آ) نہ پایا جائے پس ایک ہی شئے اپنے پر موقوف ہوئی یعنی نہین پایا جائیگا جبتک نہ پایا جائے اسیکو توقف شئے علی نفسہ کہتے ہین اور یہ محال و ممتنع الوجود ہے کیونکہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی شئے اپنے ہی پر مقدم ہو اور تقدم شئے علی نفسہ محال ہے اور اس لئے کہ عدم حالت وجود مین لازم آتا ہے ایک ہی شئے کے لئے ایک ہی حالت مین یعنی موجود و معدوم دونون ہون ایک ہی حالت مین

اور یہ اجتماع النقیضین بھی ہے پس توقف شئے علیٰ نفسہ یا تقدم شئے
علیٰ نفسہ یا ایک شئے موجود و معدوم ہوگا اور اجتماع النقیضین بسبب
محال ہین اسکو پھر یون سمجھنا چاہئے کہ (آ) موقوف ہے (ب) پر
اور جو موقوف ہے (ب) پر منجملہ موقوفات کے (آ) بھی ہے وہ
موقوف ہے (آ) پر پس (ا) موقوف ہے (آ) پر
اور یہ مثال دو شئے مین ہے اوسکو دور مصرح کہتے ہین اور توقف شئے
علیٰ نفسہ اگر بواسطہ تین شئے یا زیادہ کے لازم آئے تو اوس کو دور مضمر
کہتے ہین یعنی اسمین کچھ خفا ہے ـ مثال اول ظاہر تر ہے یعنے معلول
علت ہوا اپنی ہی علت کی بلا واسطہ یا بالواسطہ اور متاخر اس حیثیت سے
کہ متاخر ہو مقدم ہوا اپنے مقدم پر اور مقدم اس حیثیت سے کہ مقدم ہو
اپنے متاخر سے اور اگر یہ توقف کا سلسلہ سابق کی طرف سے نہ پلٹے اور نہ کہین
پر منتہی ہو بلکہ توقف ایک کا دوسرے پر دوسرے کا تیسرے پر تیسرے کا
چوتھے پر اسیطرح سے چلا جائے بے انتہا یعنی بفرض اس کے کہ کہین پر
منقطع ہو تو اس توقف کے سلسلہ کو تسلسل کہتے ہین یعنی بشرط ثبوت
توقف و عدم انقطاع لازم آتا ہے کہ امور غیر متناہیہ جمع ہون اور
اجتماع امور غیر متناہیہ و اعداد غیر متناہیہ کا محال ہے عقل کے رو سے
کیونکہ ایسا اجتماع ممکن نہین ہے اور اس تسلسل کے ابطال کے لئے

ایک سوکے قریب دلیلین مختلف کتابون مین مندرج ہین بعضے اون دلیلون کا نام برہان تضعیف ہے بعضے کا برہان سلمی بعضے کا برہان تطبیق یا برہان ترسی وغیرہ کہ ان دلیلون مین سے ہر ایک دلیل سے صاف طور سے تسلسل باطل ہوجاتا ہے اس رسالہ مین اون براہین کا ذکر موجب تطویل رسالہ ہے یہان پر اتنا ہی سمجھنا چاہئے کہ تسلسل یقینًا باطل ہے سب کے نزدیک اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ عدد متناہی ہوتا ہے اس لئے کہ جس عدد کو فرض کرو وہ قابل اس کے ہے کہ اوس مین سے کچھ گھٹا سکین یا اوسپر کچھ بڑھا سکین اور جو گھٹاؤ بڑھاؤ کے قابل ہوتا ہے وہ غیر متناہی نہین ہوتا بلکہ متناہی ہوتا ہے - اور جس عدد کے لئے اول ہو مگر آخر نہو بلکہ ایک کے بعد ایک ہو ختم کہین پر نہو تو یہ اکثرون کے نزدیک محال نہین ہے اور آحاد غیر متناہیہ کا وجود معًا دفعۃً بلا انتہا ہو یا بلا ابتدا نہو یہ سبکے نزدیک محال ہے پس جسکی ابتدا و انتہا نہو تو بدرجہ اولے محال ہے ✱

اٹھارہوان مقدمہ جب ایک شئے کے وجود کا دوسری شئے کا وجود تابع ضروری ہو یا ایک کے جاننے کے تابع دوسرے کا جاننا ضرور ہو تو اوسکو یعنی تابع کو لازم کہتے ہین - اور چونکہ وجود یا جاننا عوارض شئے سے ہے پس لوازم عوارض سے ہوگا ماہیۃ ماہیتہ کو لازم نہین ہوتی اور جسکو کوئی چیز لازم ہو اوسکو ملزوم کہتے ہین جیسے آگ ملزوم ہے حرارت

اوسکولازم ہے مشروط کے وجود کو شرط کا وجود لازم ہے معلول کے
وجود کو علت کا وجود لازم ہے - یعنی علم بوجود معلول کو علم بوجود علت
لازم ہے اور علت تامہ موثرہ کے وجود کو معلول کا وجود لازم و تابع
نہین ہے ہان علت موجبہ کے وجود کو اثر لازم ہے جیسا کہ احراق
لازم ہے وجود نار کو جب ارتفاع موانع ہو دلیل عقلی قطعی کو لازم ہے
دعوی کا علم ثبوت ضد کو لازم ہے سلب ضد آخر اور سلب ضد کو ثبوت
ضد آخر لازم ہنین ہے مثلاً اس طور پر لازم و ملزوم کو سمجھنا چاہئے اور
لازم بین ہے اور غیر بین اور لزوم کی بحث کو کتاب رد الاجابۃ الستخیہ
مین تفصیلاً لکھ چکا ہون*

اونیسوان مقدمہ مقدم اور تالی کے بیان مین

قضیہ یعنی جملہ مین نسبتہ ہوتی ہے درمیان دو شئے کے پس اگر وہ دو شئے
مفرد ہین یا حکم مین مفرد کے تو ایسے جملہ کو قضیہ حملیہ کہتے ہین اور اگر
وہ دو شئے مفرد نہون تو ایسے جملہ کو قضیہ شرطیۃ کہتے ہین - پس
شرطیہ مین وہ جو دو شئے ہین اور مفرد نہین ہین اون مین سے پہلے
کو مقدم کہتے ہین - یعنی شرط اور دوسرے کو تالی یعنی جزا جیسے اگر آفتاب
نے طلوع کیا ہے تو دن ہے پس وہ پہلا مرکب یعنی اگر آفتاب نے
طلوع کیا ہے شرط ہے یعنی مقدم ہے اور دوسرا مرکب یعنی تو دن ہے

جزا ہے یعنی تالی ہے ایسی مثال مین تالی لازم ہوتی ہے مقدم کو - اور جیسے یہ عدد یا جفت ہے یا طاق ہے - پس پہلا مرکب یعنی یہ عدد یا جفت ہے مقدم ہے اور دوسرا مرکب یعنی یا طاق ہے تالی ہے اور اس طرح کی مثال مین جس مین یا حرف تردید ہو تالی لازم نہین ہوتی ہے مقدم کو اور اس بارہ مین بہت طول دینا مناسب محل نہین ہے -

بیسوان مقدمہ جسم اوس موجود شئے فی الخارج کو کہتے ہین کہ جسمین طول اور عرض اور عمق ہو اور اوس کے لئے کوئی جگہہ ہو کسی جہتہ مین ہو عام اس سے کہ مرئی ہو یعنی دیکھائی دے یا کسی موانع کی وجہہ سے دیکھائی نہ دے یا اس وجہ سے کہ دیکھنے والے مین موانع ہون یا اس لئے کہ اوس جسم مرئی مین موانع ہون یارائی اور مرئی کے درمیان مین موانع ہون اور جو شئے مجسم ہے اوسیکو مادی کہتے ہین اور جو موجود ذات فی الخارج مجسم نہون وہ مجردات ہین یعنے مادۂ جسمیہ سے مجرد یعنی خالی ہین جیسے روح مثلاً مجرد ہے ہاتھہ پاؤن مادی ہین مجرد قابل دیکھنے کے نہین ہوتا اور جسم حرکت و سکون سے خالی نہین ہوتا اور تغیرات اوسکو لازم ہین *

الیسوان مقدمہ جو شئے موجود ہو ضرور نہین کہ اوسکو ہم دیکھین یا دیکھہ سکین جیسے روح کہ موجود ہے مگر کوئی اسکو کسیطور سے

دیکھہ نہین سکتا ایسا ہی عقل کو کوئی نہین دیکھہ سکتا حالانکہ موجود ہے اور کھٹا میٹھا اور خوشبو و بدبو یہہ سب موجود ہین مگر نہین دیکھہ سکتے علم حواس سے ہے مگر دیکھنے کے قابل نہین کیونکہ حس بنیائی کا کام عین نہین ہے حس لمس کے کام کا فعل ذوق عین فعل شم نہین ہر حسہ حاسہ کا علیحدہ علیحدہ کام ہے چھونے سے سفیدی سیاہی نہین معلوم ہوتی یہ سب بدیہیات سے ہین اس مین شک کو کچھہ دخل نہین ہے پس محض وجود شئے مقتضی نہین ہے اسکو کہ وہ شئے دکھلائی دے جب تک دکھلائی دینے کے قابل ہو اور یہ بدیہی ہے *

بائیسوان مقدمہ وجود اور عدم اور وجوب امکان امتناع قدم حدوث ماہیتہ اور علتہ و معلول کا علت و معلول ہونا اور کلیتہ اور جزیتہ اور ذاتیہ اور عرضیہ اور جنس ہونا فصل ہونا موجود ہونا محال کا یعنی لازم آنا اوسکا مثلاً اجتماع النقیضین کا لازم آنا اور دور و تسلسل اور دیگر محالات کا لازم آنا یہ سب ذہنی ہین انکا وجود خارج مین نہین اور یہہ سب چیزین وہمی مختص نہین ہین بلکہ ذہن مین حقیقتاً موجود ہوتی ہین اور انپر آثار مترتب ہوتے ہین *

تیئیسوان مقدمہ نظر و فکر کرنا وجود واجب الوجود مین اور دلیل سے معرفتہ اوسکی حاصل کرنا واجب ہے ضرور ہے ہم

ہر فرد بشر پر کہ اپنے مالکِ قادر مطلق منعمِ حقیقی کو پہچانے عقل ہر شخص
کی مقتضی ہے اس بات کو کہ پہچاننا اوسکو ہر شخص پر ضرور ہے - اور
جب عقل گواہی دیتی ہے اس بات کی تو دلیلِ نقلی بھی اس بات کو
مقتضی ہے کہ پہچاننا خالق منعم حقیقی کو ہر شخص پر واجب عین ہے فرض
مطلق ہے - باری تعالے کی معرفت مین نظر و فکر کرنا اور اوسکو بیقین
حاصل کرنیکی فکر کرنا واجب ہے عقل ہر شخص کی اس بات کی تصدیق
کرتی ہے اور اس مین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہر شخص کی عقل
اس بات کو قبول کرلیتی ہے اور اوسپر بھی اگر دلیل عقلی چاہیئے تو منجملہ
ادلّہ کی یہ دلیل ہے کہ جب کوئی نظر کرے طرف عالم کے یا طرف اپنے
یا کسی کیطرف تو ضرور سمجھیگا کہ اوسکا کوئی صانع و خالق ہے جیسا کہ اوسکا
بدیہی ہونا اوپر مذکور ہوچکا اور اوسکی توضیح بدلیل فلسفی مروج اثبات
صانع مین آئیگی اور لاقل سمجھنا اپنے کو ضرور ہے اپنی عقل سے اپنے کو
پہچانے اور ہر شخص اپنے کو پہچانتا ہے اور جب ملزوم کو بعقل سمجھنا
ایک ضروری امر ہے تو اسکا لازم یعنی معرفتہ صانع ضرور ہے - اور
صانع مین غور و فکر و تدبّر ایک ضروری شئے ہوگی نہین ہو سکتا کہ اسکے
لازم کو بعقل نہ سمجھے اور ملزوم کو بعقل سمجھا ہو کیونکہ بانتفاے لازم انتفاے
ملزوم ہوتا ہے پس اگر اپنے کو بقدرِ طاقت سمجھا تو لازم آتا ہے کہ اسکے

صانع کو سمجھ چکا ہے والا مصنوع بے صانع موثر نہین سمجھا جایگا - علاوہ برین جب اوس نے فکر کی اس مین کہ کوئی صانع ہے یا نہین اگر ہے تو کیسا ہے اور کون ہے اور ایک ہے یا کئی اس مین فکر کرکے خود ہی بعقل سمجھا کہ صانع موجود ہے اور ایسا ہے اور ایک ہے اور فلان ہے فہو المطلوب اور اگر کسی کے ذریعہ سے سمجھا ہے تو وہ سمجھانے والے اور ہادی کو اور اوسکے سچے ہونے کو بعقل سمجھا تو جب مخبر کو بعقل سمجھا تو خبر ہی بعقل سمجھی گئی اور اگر مخبر کو بعقل نہ سمجھا بلکہ مخبر کو کسی دوسرے کے ذریعہ سے سمجھا تو کلام میرا دوسرے مخبر مین ہے کہ اوسکو بعقل سمجھا فہو المطلوب اور اوسکو اگر تیسرے کے ذریعہ سے سمجھا تو وہ تیسرا ابھی اگر چوتھے کے ذریعہ سے اور چوتھا کسی پانچوین کے ذریعہ سے اگر یوہین سلسلہ مخبرین کا چلا گیا تو اوسکو تسلسل کہتے ہین اور تسلسل محال ہے باطل ہو چکا ہے تو ضرور سلسلہ کہین پر منقطع ہوگا پس اوس اخیر مخبر کو بعقل سمجھا فہو المطلوب اور یہ ظاہر ہے کہ دلیل سمعی بہی دلیل عقلی ہے پس جسطور سے صانع مطلق کو سمجھیگا لا محالہ ذریعہ عقل کا ہوگا پس جو چیز کہ بعقل سمجھی جائے اوسکے پہچاننے مین نظر و فکر و تدبر کرنا ازروے عقل کے ضرور اور واجب ہے کیونکہ خود صانع کی معرفت بعقل ہوتی ہے پس اوس مین فکر کرنا بھی بعقل واجب ہے اور اس تقریر مین یہ جو مین نے کہا کہ اپنے کو جسقدر سمجھنا ضروری ہی چاہئے کہ سمجھے اگر یہ صحیح

ہے تو اوس کے صانع منعم قادر علی الاطلاق کا پہچاننا بعقل ضرور ہوجائیگا
اور اس ملزوم کی صحت ظاہر ہے بدیہی ہے اس لئے کہ یہ ضرور ہے عقلاً کہ
پہچانے کہ مین کون ہون کسکا باپ ہون کسکا بیٹا کسکا تابع کسکا متبوع
کسکا حاکم کسکا محکوم کہان کا باشندہ کہانکا جانے والا کہانکا رہنے والا
ازین قبیل جملہ امور بدیہیات سے ہین او سمجھے کہ مین کب وجود مین آیا۔ آیا یہ وجود
میرا ہمیشہ سے ہے یا ایک مدت معینہ سے اگر مدت معین سے ہے تو معلوم
ہوا کہ مجھہ مین صلاحیت عدم کی بھی ہے والا ہمیشہ سے موجود رہتا اور
اب موجود ہون تو معلوم ہوا کہ مجھہ مین صلاحیت وجود کی بھی ہے والا
ہمیشہ سے معدوم رہتا پس میری نسبت وجود و عدم کی طرف برابر ہے
کبھی معدوم ہونے کی صلاحیت ہے کبھی موجود ہونے کی پس اگر مین
نے اپنے کو خود ہی موجود کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے ہی موجود تہا معدوم
نہ تھا۔ اور یہ باطل ہے بداہت کیونکہ ابہی معلوم ہوچکا کہ مین پہلے
معدوم تہا اور صلاحیت وجود و عدم کے برابر ہے تو ضرور کوئی غیر میرا
صانع ہے اور صانع مین ایسی صنعت کے لئے کیطرحکی قدرت و اختیار
وغیرہ درکار ہے اسکو بہی اگر سمجھا فہو المطلوب والا ابہی اپنے ہی کو
نہین سمجھا ہے پس صانع کو سمجھنا یا اپنی عقل سے ہو یا خبر متواتر او
عام جمعیت سے ہو یا کسی ایک شخص خاص کے ذریعہ سے اور ان سب

مین عقل کو دخل ہے اور یہ ظاہر ہے کیونکہ اگر پیغمبر کے ذریعہ سے معلوم
ہوا تو پیغمبر کو عقل سے پہچانا اور ایک جمعیت کثیر کے ذریعہ سے جانا تو
تصدیق ایک گروہ کی بعقل ہوئی کیونکہ خبر متواتر مین تصدیق ایک گروہ
کی بعقل ہوتی ہے تب وہ خبر قابل عمل کے ہوتی ہے اگر بعقل نہو تو خبر کا
یقین ہی نہوگا اور گفتگو اس مین ہے کہ صانع خالق کو بیقین معلوم کرے
اگر یقین نہوگا تو اوسکو اعتقاد جازم ہی نہ کہینگے اور گفتگو اعتقاد مین ہے
اعتقاد کے معنی اذعان و یقین کے ہین نہ ظن و گمان قوی نہ شک نہ وہم
پس یہان سے ثابت ہوا کہ معرفت باری تعالی کو بتقلید حاصل کرنا باوجود
امکان یقین کے اسلام و ایمان کو کفایت نہین کرتا کیونکہ تقلید کے معنی
اخذ قول غیر ہے بدون دلیل اور اس مین صاحب قول کے صدق و
کذب کا احتمال باقی رہتا ہے ایک قسم کا ظن البتہ حاصل ہوجاتا ہے جب بھی
تو بہ تشکیک متشکک سیر اعلم تقلیدی زایل ہوجاتا ہے کیونکہ علم تقلیدی
کے معنی یہ ہین کہ کسی شک دلانے والے کی وجہہ سے مجکو ظن مین شک
آجائے پس ایسا اعتقاد وجود باری تعالی مین کس کام کا کہ ذرے سے
شک دلانے مین کہنے لگے کہ خدا نہین ہے یا شاید ہے یا کئی ہین مثلاً اگرچہ
ایسا تقلید بھی موجب یقین ہوجاتی ہے جبکہ دیگر قرائن بھی علاوہ تقلید کے
باعث ہون پس پہر بھی عقل کو داخل ہوا بلکہ جسکی تقلید کی اوس کی معرفت

وتصدیق مین بہی عقل کو دخل ہے پس معلوم ہوا کہ معرفت باری تعالی لبعقل
ضرور ہے اور پیغمبر کے زمانہ مین محض بفرمان واجب الاذعان حضرت کے لوگ
اعتقاد لاتے تھے خدا کو خدا ے واحد جانتے تھے وہ علم اون لوگون کا
تقلیدی نہ تھا بلکہ دیگر قرائن بسیار سے تصدیق پیغمبر کی اور بیقین حکم کا
کرکے ایمان لاتے تھے - علاوہ برین شکرِ منعم واجبِ عقلی ہے اور یہ شکر
موقوف ہے معرفت منعم پر اگر منعم کو نہ پہچانا تو شکر کسکا کریگا - پس شئے
واجب جو میرے اختیار مین ہے جسپر موقوف ہے کہ بے اوسکے یہ واجب
عمل مین نہ آسکیگا تو وہ موقوف علیہ بھی واجب ہوگا پس معرفت منعم
واجب ہے تا شکر واجب عمل مین آسکے - اور اسکو سمجھنا چاہیے کہ ہمین
کوئی نعمت ملی ہے یا نہین مثلاً موجود ہونا جوان ہونا صحت و چلنے پہرنے
کی طاقت یا مال و دولت یا علم وشجاعت یا جو صفت ہو پس نعمت بے
منعم کے نہین ہوتی پس ہمارا کوئی منعم ضرور ہے تو اسکی معرفت بھی ضرور
ہوگی تا ادا ے شکر واجب عقلی عمل مین آوے پس حاصل اس دلیل کا
یہ ہوا کہ اپنے کو اور اپنے عوارض کو بعقل پہچاننا چاہیئے والا سوفسطائی
ہے اور جب بعقل پہچانا تو ضرور ایسے کو علم علت ہوگا بعقل پس معرفت
واجب واجبِ عقلی ہے یعنی معرفتِ حق تعالی اپنی معرفت عقلیہ ضرورۃ
کا لازم ہے اور ملزوم واجب کا لازم واجب ہے اگر علم لازم نہو تو علمِ ملزوم ہی

نہین ہوا ہے اور علم ملزوم بدیہی ہے تو علم لازم ضرور حاصل ہوا ہے کہ شخص اپنے کو مخلوق و معلول سمجھتا ہو تو ضرور اپنے کسی غیر کو علت جانیگا والا اپنے کو مخلوق ہی نہین جانتا ہے تو اپنے ہی کو نہین سمجھا ہے کہ ہم کیا ہین *

یہ تیئیس ۲۳ مقدمات ہین کہ جنکو ہم نے مقدم کرنا چاہا تھا اور جنکا جاننا قبل مقصود اصلی کے ضرور ہے - اب مقصود اصلی کا بیان سمجھنا چاہئے -

باب اول - یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ کے وجود کا ثبوت اگرچہ کئی طور سے ہے اور تقریر ہائے مختلفہ سے ثبوت ہوتا ہے مگر سب کا حاصل اسی قدر ہوگا کہ جب ایک کے لئے دوسرے کا ثبوت ہوگا تو وہی دوسرا موجد ہوگا اوسکا اور پھر سب موجودات کی رجوع علیحدہ علیحدہ اسی دوسرے کیطرف ضروری ہوگی **وجود** کو ہر شخص سمجھتا ہے مثلاً ہم تم یا مثلاً کاغذ قلم یا مثلاً مضمون و تقریر و تحریر یا ازین قبیل جس شئے کو لیجئے اوس موجود کے وجود مین گفتگو نہین کہ بدیہی ہے یعنی ہرگز شک نہین ہے وجود مین شہباکے مثلاً آگ یا پانی مکان آسمان یا انسان و غیرہ ہر ایک موجود ہے پس اگر جمیع موجودات عالم موجود بوجود ضروری ہوان تو چاہئے کہ ہمیشہ سے سب چیزین ہوتین اور رہین اور سب ہمیشہ رہینگی حالانکہ بالبداہتہ ہم جانتے ہین اور سب لوگ جانتے

اور دیکھتے ہین کہ کبھی کسی کے لئے عدم تھا پھر وجود ہوا اور جسکے لئے وجود
تھا وہ معدوم ہوگیا اور جو موجود ہے وہ بداہتہً و بتجربیات جانتے ہین
کہ یہ موجود موجود نہ رہیگا اور جو کبھی موجود نتھا اور نہ ہے وہ آیندہ وجود
مین شاید آجائے کیونکہ آیندہ موجود ہونیکا کوئی مانع ہنین اور جس چیز کو
دنیا مین ہم دیکھتے ہین وہ ایسی ہی ہے کیونکہ تمام عالم مین سب شئے مین
ہم تغیر دیکھتے ہین کوئی شئے عالم مین بے تغیر کے نہین اور تغیر یعنی وجود
وعدم ہر شئے مین پایا جاتا ہے مثلاً پہلے اور طور کا تھا پھر دوسرے طور پر
ہوا اب دوسرے طور پر ہے اور نہ تھا اور پھر ہوا اور پھر نہین ہے
یا نرہیگا ہر شئے عالم مین ایسی ہی ہے پس معلوم ہوا کہ تمام عالم حادث
ہے قدیم نہین کیونکہ عالم کی ہر شئے مین وجود بعد العدم عدم بعد الوجود
پایا جاتا ہے - پس متغیر ہوگا تو اوسکے وجود کی ابتدا ہوگی یعنی عالم کے
وجود کی ابتدا اور اول ہے یعنی وجود بعد العدم ہے - اور جب عالم
معدوم تھا تو اوسکو وجود مین لانے والا یا کوئی غیر ہے یا خود ہی ہے نہین
ہوسکتا کہ خود ہی حالت معدومیت مین فعل ایجاد کا کرے اور اپنے کو
موجود بناوے کیونکہ حالت فعل مین وجود فاعل درکار ہے اور حالانکہ
معدوم ہے تو لازم آئیگا حالت معدومیت شئے مین موجودیت اوس
شئے کی ہو یعنی معدوم بھی ہوا اور موجود بھی ہوا ایک ہی حالت مین

اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور اجتماع النقیضین محال ہے ایک ہی
شئے مین پس معلوم ہوا کہ عالم جو متغیر ہے اوس کے متغیر ہونے کی وجہ
سے حادث ہونا ثابت ہوا یعنی اوسکے وجود کے لئے ابتدا ثابت ہوئی
تو نو پیدا شئے ہے کہ پہلے نہ تھی اور اب جو وجود مین عالم آیا تو اوس کی
خود ہی ذات موجود نہین تو اِس صورت مین اوسکا غیر موجد
وخالق ہوگا نہین ہوسکتا کہ غیر بھی موجد نہ ہو ورنہ جب کہ اوسکی خود
ذات موجد ہوا ور نہ غیر موجد ہوا ور ذات و غیر ذات کے سوا
کوئی تیسری چیز نہین تو ہرگز وجود ہی مین نہ آئیگا اور معلوم ہے کہ
عالم موجود ہے پس کوئی موجد ہے اور خود موجد نہین تو غیر موجد ہے
اگر غیر بھی موجد نہو تو معدوم ہوگا حالانکہ موجود ہے تو کوئی موجد
بھی ہے پس غیر عالم موجد و خالق عالم ہے پس وجود غیر کا ثابت
ہوا نہین ہوسکتا کہ غیر عالم موجد عالم ہوا اور خود معدوم ہو کیونکہ
حالت معدومیت فاعل مین یہ فاعلِ معدوم فعل نہین کرسکتا پس
وجودِ فاعل وعلتہ وخالق عالم ثابت ہوا اور یہی مطلوب تھا *

اس تقریر اثباتِ واجب الوجود مین یہ جو بیان ہوا کہ عالم خود
اپنا موجد و خالق نہین اسکا بیان دوسری تقریر سے یون سمجھنا چاہیے
کہ اگر کوئی بالفرض عالم خود ہی فاعل وعلتہ ہوا اپنے وجود کا تو معلوم ہو

کہ پہلے وجود نہ تھا بعد اسکے اوسکی اپنی ذات نے اوسکو موجود کردیا تو معلوم ہوا کہ خود ذات عالم موجود تھی حالانکہ معلوم ہوچکا کہ معدوم تھی تو اجتماع وجود عدم ایک ہی حالت مین عالم کے لئے ثابت ہوا اور یہ محال ہے کئے طور پر ایک یہ کہ ایک ہی علتہ کے لئے وجود عدم ایک ہی حالت مین مجتمع ہون۔ دوسرے یہ کہ ایک ہی معلول کے لئے وجود و عدم ایک ہی حالت مین مجتمع ہون۔ تیسرے یہ کہ ایک ہی شئے اپنے سے مقدم ہو اور ایک ہی شئے اپنے سے موخر ہو۔ چوتھے یہ کہ ایک ہی شئے کے لئے بہت سی ذاتین ہون یعنے ایک ہی شئے بہت سے ہون۔ پانچوین یہ کہ ایک ہی شئے فاعل ہو یعنی نہو فاعل ہو یعنی فاعل و علتہ ہو۔ پس اس تقریر سے اتنا ثابت ہوا کہ عالم کے ہر شئے کا بلکہ تمام عالم کا صانع کوئی دوسرا ہے اور تمام عالم مخلوق و مصنوع ہے اور یہ ثابت ہوا کہ کوئی اپنا آپ خالق نہین ہوسکتا اب یہ سمجھنا چاہئے کہ تمام عالم کا جو غیر ہے وہ خالق ہے یا ایسی عالم مین سے ایک دوسرے کا خالق ہے اسکو یون سمجھنا چاہئے کہ اگر (آ) خالق (ب) کا ہوا اور (ب) خالق (آ) کا تو لازم آئیگا کہ (آ) خالق (آ) کا ہو اس مین وہی قباحت ہے یعنی دور لازم آتا ہے یعنی تقدم شئے علیٰ نفسہ یا تاخر شئے عن نفسہ یا اجتماع نقیضین یا بحالت موجودیت شئے

معدوم ہونا شئے کا اور توقف شئے علی نفسہ آور یہ محال ہے ایسی چیز ممتنع الوجود ہے یا تمام عالم کا ایک سلسلہ ہو اس طرح سے کہ (آ) خالق (ب) کا (ب) خالق (ج) کا (ج) خالق (د) کا (د) خالق (ہ) کا اسی طور سے شروع سے سلسلۂ خالقیت ومخلوقیت چلا آتا ہے آور چلا جائیگا یا کئی سلسلہ علیحٰدہ علیٰحدہ ہون اور خالقیت ومخلوقیت بہ ترتیب یکے بعد دیگرے ہو تو یہ دونون صورتین سلسلہ کے بہی محال ہین کیونکہ (آ) کا خالق ہونا (ب) کے لئے اس مین خالقیت (آ) کو ترجیح ہوگی اوپر خالقیت (ب) کے (آ) کے لئے مثلاً اور ترجیح کی کوئی وجہ نہین کیونکہ عالم مین سب موجودات برابر ہین ترجیح بلا مرجح خلاف عقل ہے اور محال ہے کہ بے مرجح کے سبقت کسیکو ہو کسی فعل مین۔ علاوہ اس کے جب تمام عالم من حیث ہو عالم متغیر ہے تو وجود و عدم دونون کی طرف عالم کی نسبتہ مساوی ہوگی یعنی ممکن ہوگا تو اسمین لیاقت نہین ہوسکتی اس بات کی کہ عالم مین سے ایک دوسرے کا خالق ہو اگر لیاقت خالقیت کی ہے تو کیا وجہ ہے کہ عالم مین ایک شئے اپنے سوا خالق تمام عالم کا نہو ورنہ ترجیح بلا مرجح ہوگی اور اگر اپنے سوا تمام عالم کا خالق ہو دران حالیکہ خود اوس مین بہی وجود و عدم کی نسبتہ مساوی ہے تو اوسکا کوئی خالق دوسرا سوائے عالم

کے ہوگا فہو المطلوب کہ ایک غیر عالم نے پیدا کیا ایک کو اوس ایک نے
پیدا کیا تمام عالم کو سوائے اپنے یا غیر عالم نے پیدا کیا کئی کو اور یہ کئی نے
عالم کو پیدا کیا سوائے اپنے پس صانع عالم کی صنعت مین وہ ایک یا کئی
ذرایع ہوئے کہ مخلوق عالم کے غیر کا ہے اور خالق عالم کا ہے پس یا یہ کہ
ایک شریک ہے خالق کے فعل مین یا کئی شرکار ہین خالق کے فعل مین یا
یا خالق غیر عالم کا صرف یہی فعل ہوا کہ اس ایک ذریعہ کو
یا ان کئی ذریعون کو پیدا کیا اور اس کے بعد خالق
غیر عالم کا تعطل لازم آیا اوس سے بڑھ کے ان ذریعون سے افعال
صادر ہوئے مگر وجود ذرائع اصل اثبات واجب تعالی مین مضر نہین اثبات
واجب تعالی ہوچکا باقی رہا ابطال ذرائع وہ یہ ہے کہ عالم کا غیر جو عالم کا
خالق ہے وہ اگر محتاج ہو اپنے افعال مین کسی غیر کا تو اپنے وجود مین
بدرجہ اولی غیر کا محتاج ہوگا پس اوس کا بھی کوئی خالق ہوگا پس یہ ممکن
بالذات ہے نسبتہ وجود و عدم کی اسکی طرف مثل سائر ممکنات و اعداد
عالم کے مساوی ہوگی اور ابھی ثابت ہوچکا کہ وہ سب کا خالق ہے اور
غیر عالم ہے تو خلاف مفروض لازم آیا اور یہ صورت اجتماع النقیضین
کی ہے کہ سب کا خالق ہے اور پھر یہ ثابت ہوا کہ سبکا خالق نہین بلکہ
بعضے کا مخلوق ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو واجب الوجود ہے وہ ممکن

نہین ہوسکیگا اور جب احتیاج ثابت ہوگی تو واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائیگا اور یہ خلاف ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جو اپنے افعال مین باوجود اپنی موجودیت کے محتاج سوثر فعل کا اور محتاج غیر کا ہوگا تو وہ اپنے پیدا ہونے مین بدرجہ اولےٰ غیر کا محتاج ہوگا خود مین اثر فعل کی لیاقت نہین *

۲- اور اسی تقریر کو بدل کرکے یون بھی کہہ سکتے ہین کہ اسمین شک نہین کہ عالم موجود ہے پس اگر عالم کے احادِ موجودات مین کوئی موجود بالذات بھی ہے یا سب موجود بالغیر ہین یعنی خود ہی مقتضی ہے وجود کو یا شل اور موجودات عالم کے اوس کی اپنی طبیعت مقتضی وجود کو نہین ہے اگر ہے تو وہ ضروری الوجود ہوگا کیونکہ غیر کیطرف اوسکو احتیاج نہین اور اپنی طبیعت اپنے وجود کو بے موانع کی چاہتی ہے تو وہ ضرور ہمیشہ سے موجود ہے اور ضرور وجود اوسکا ہمیشہ رہے گا وجود و عدم کی نسبت اوس کیطرف مساوی نہین ہے بلکہ عدم اوسپر ہرگز آ نہین سکتا اور یہی واجب الوجود بالذات ہے اور اسیکو خالق وصانع عالم کہتے ہین کہ خود کسی کیطرف محتاج نہین اور دیگر موجودات اپنے وجود ہی مین محتاج ہین اسی کیطرف اور واجب الوجود ایک ہی ہوتا ہے جیسا کہ گذرا اور اثبات توحید مین آئیگا تو یہی سب کا خالق ٹھہرا

اور اگر احاد موجودات عالم مین کوئی ایک موجود بھی ایسا نہین کہ موجود بوجود ضروری اپنی اقتضائے طبع کے روسے ہو بلکہ مثل سائر موجودات کے محتاج اپنے غیر کا ہے اپنے وجود مین کیونکہ دو حال سے خالی نہین کہ وجود شئے کا یا اوسکی طبیعت کی روسے ہے یا غیر کی وجہ سے ہے پس جب مثل سائر موجودات عالم کے اپنے وجود مین محتاج کسی غیر عالم کا ہے کیونکہ فرض یہ ہوا کہ احاد عالم میں سے کوئی ایسا نہین ہے کہ اپنے غیر کا محتاج نہو پس ضرور ایک ذات غیر عالم کا محتاج ہوگا کہ اوس غیر عالم کا وجود اپنے ہی طبیعت کی اقتضا سے ہوگا فہو المطلوب آور اگر وہ بھی ایسا نہین ہے بلکہ وہ بھی غیر کا محتاج ہے مثل سائر موجودات عالم کے تو وہ غیر عالم اگر محتاج ہے اپنے وجود مین کسی ایک آحاد موجودات عالم کی طرف اور یہ اپنے وجود مین اوس غیر عالم کی طرف محتاج ہے اور اوسی کا مخلوق تو وہ محتاج اسکا اور یہ محتاج اوسکا وہ مخلوق اسکا یہ مخلوق اوسکا یہ ادور ہے اور دور محال ہے جیسا کہ سابق مین گذرا کہ تقدم شئے علی نفسہ اور توقف شئے علی نفسہ اور وجود درحالت عدم عدم درحالت وجود اور اجتماع نقیضین محال ہے پس ضرور اپنے وجود مین وہ غیر عالم محتاج ہوگا اور مخلوق کسی اور غیر کا تو وہ دوسرا غیر عالم واجب الوجود بالذات قرار پائیگا اور یہی مطلوب ہے

اور اگر یہ دوسرا غیر عالم واجب الوجود بالذات نہو بلکہ اپنے وجود مین محتاج
کسی غیر کا ہو تو وہ غیر کہ خالق وعلت وجود ہو تو یا وہ غیر پہلا ہے یا وہ غیر
انہین آحادِ موجودات عالم سے ہے دونون صورتون مین پھر دور لازم
آئیگا اور دور محال ہے تو ضرور کسی تیسرے غیر عالم کا محتاج ہوگا اور وہی تیسرا
خالق وعلت وواجب الوجود بالذات ہوگا فہو المطلوب اور اگر بالفرض
وہ تیسرا بھی محتاج ومخلوق ہوا اور واجب الوجود بالذات نہو تو اگر محتاج
ومخلوق اوس دوسرے یا پہلے یا یکے از موجودات عالم کا ہوگا تو پھر
دور محال لازم آئیگا تو ضرور وہ تیسرا بھی محتاج ومخلوق کسی اور چوتھے کا
ہوگا پس جس کسی ایک مین اس سلسلہ کے صفت واجب الوجود بالذات
اور علیتہ وخالقیت کے ہوگی اوس مین مطلب حاصل ہے اور اگر کہین یہ
یہ سلسلہ منقطع ومنتہی نہوگا تو تسلسل لازم آئیگا یعنے امور غیر متناہیتہ جمع
ہونگے اور تسلسل محال ہے جیساکہ مقدمہ مین گذرا اور دور وتسلسل جس کو
لازم آیا ہے وہ بھی محال ہوگا کیونکہ جسکا لازم غیر منفک محال ہو تو ایسے لازم
محال کا ملزوم بھی محال ہوگا اور معلوم ہوچکا کہ دور وتسلسل لازم آیا ہے
کسی ایک کو ان مین سے واجب الوجود بالذات قرار ندینے اور اعتقاد نکرنے
سے پس کسی ایک کو واجب الوجود بالذات قرار ندینا محال عقلی ہے ممکن بامکان
عقلی نہین ہے کہ واجب الوجود بالذات کوئی ثابت نہو اور واجب الوجود

بالذات کا اعتقاد نہو اور یہی مطلب ہے۔

۳ - اور یون بھی کہ سکتے ہین کہ ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ عالم بے شک حادث ہے نو پیدا ہے کیونکہ عالم کے کل موجودات مین تغیر دیکھتے ہین وجود عدم برابر سب مین متعلق ہے اور جو متغیر ہے اور وجود آ و عدماً حالت بدلتی رہتی ہے تو ضرور نسبتہ وجود و عدم کی ہر شئے موجود کی طرف مساوی ہے تو حادث ہوئی کہ پہلے سے موجود کو وجود نتہا تو ضرور ہر حادث کے لئے کوئی محدث اور پیدا کرنے والا ہوگا وہی محدث خالق و علت و واجب الوجود ہے اگر بالفرض وہ محدث بھی خود حادث ہو تو وہ بھی محتاج کسی محدث کیطرف ہوگا وہ دوسرا محدث اگر محدث اول کیطرف محتاج ہے اور مخلوق محدث اول کا ہے تو اول مخلوق ثانی کا ثانی مخلوق اول کا یہ دور محال ہے جیساکہ اوپر محال ہونا اسکا بیان ہوا تو ضرور کہین نہ کہین محدث ایسا ثابت ہوگا کہ وہ مخلوق کسیکا نہوگا حادث نہوگا فہوا لمطلوب اور اگر سلسلہ محدث کا کہین پر منقطع اور منتہی نہوبے نہایتہ محدث جمع ہون تو تسلسل محال لازم آئیگا اور یہ باطل ہوچکا ہے تو لابد از روئے عقل کوئی محدث ایسا ثابت ہوگا کہ سب حادث اوسکیطرف محتاج ہون اور وہ محدث کسی کا محتاج و مخلوق نہو اور یہی مطلوب ہے۔

۴ - یون بھی کہ سکتے ہین وہ یہ ہے کہ جو شئے موجود ہے یا بوجود ضروری

ہے تو یہی مطلب ہے اور اگر بوجود غیر ضروری ہے تو جب وجود ضروری
نہوا تو چاہئے وجود ہو یا نہو پس معلوم ہوا کہ عدم بھی ہو یا نہو نہ وجود ضروری
نہ عدم ضروری تو وجود و عدم دونوں اس موجود کے لئے برابر ہین تو ممکن
ہوا کہ ذات اسکی خود مقتضی نہین ہے وجود کو اگر ذات اسکی خود ہی وجود
کو چاہتی ہے تو اقتضاے طبع عدم کے لئے نہوگا پس ضروری الوجود ہوگا
اور ثابت ہوا کہ غیر ضروری ہے پس ایسا ہی اگر سب موجودات عالم ہین
تو سب غیر ضروری ہوئے تو طبیعت کسی کی مقتضی نہین ہے نہ وجود کو
نہ عدم کو تو سب موجودات کا ایسا ہی حال ہے کہ وجود و عدم کی طرف سب
کی نسبت مساوی ہے تو جب تک کوئی مرجح وجود کا یا عدم کا نہوگا یہ موجود
وجود مین یا عدم مین نہین آسکتا ہے کیونکہ خود کچھ بھی مقتضی نہین ہے تو
غیر ہوگا وجود یا عدم کا مقتضی اور جب عالم کا غیر وجود عالم کو خواہان
ہے اور باعث ہے تو وہی موجد ہوگا عالم کا تو وہ موجد ضرور موجود ہوگا
کیونکہ فعل فاعل سے درحالت معدومیت فاعل نہین ہو سکتا تو موجد
عالم موجود ہوگا اور وجود اس موجد کا اگر محتاج و مخلوق دوسرے موجد کا
ہوگا تو یہ موجد عالم مثل سائر موجودات عالم کے ہوگا تو یہ موجد مع سائر
موجودات عالم کے اوسی دوسرے موجد کا محتاج ہوگا اور فرض یہ ہے
کہ عالم محتاج ہے موجد اول کا تو خلاف مفروض لازم آئیگا پس وہی

موجد جو پہلے مرتبہ مین ثابت ہوا ہے موجد ہے تمام عالم کا اور یہی مطلب ہے کہ مطلب ضروری النبوت اس سے بہی ثابت ہوگیا *

۵ — جو موجود غیر ضروری الوجود ہوگا وہ ممکن ہوگا ضروری الوجود ہوگا یعنی وجود و عدم کی نسبت اس مین مساوی ہوگی اور جو ایسا ہوگا وہ حادث ہوگا کیونکہ یہ اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہوگا بغیر فعل کسی موجد کے معدوم رہیگا کیونکہ نہین ہوسکتا کہ موجد ایجاد کا فعل کرے کسی مین درحالت موجودیت اوس حادث کے والا تحصیل حاصل لازم آئیگی اور تحصیل حاصل بہی محال ہے پس لازم آیا کہ موجد اوس ممکن کو حالت عدم مین وجود مین لاوے پس ممکن کا وجود حادث ہوا کہ اول عدم تھا بلا وجود کے تھا پس ثابت ہوا کہ جو موجود سواے ضروری الوجود یعنے واجب الوجود کے ہوگا وہ حادث ہوگا اور جتنے حادث ہین سب محتاج محدث وموجد کے ہین کہ وہ اوس ممکن حادث کو وجود مین لاوے پس ثابت ہوا کہ جتنے اجسام وجواہر و اعراض ہین عالم مین سب ممکن ہین اور حادث ہین محتاج ہین محدث وموجد کے اور محدث وموجد عالم غیر ممکن وغیر حادث وغیر محتاج وغیر موجد ہے اور یہی مطلب ہے *

۶ — موجودات دو حال سے خالی نہین یا ضروری الوجود ہونگے یا اونکا وجود غیر ضروری ہوگا یعنے موجود یا واجب ہوگا یا ممکن ۔ تیسری کوئی

صورت ہنین ہوسکتی اور جو ممکن ہے یعنی وجود اوسکا ضروری نہین ہے یعنی
عدم بھی اوسکا ضروری ہنین ہے چاہے موجود ہو چاہے معدوم ہو تو ایسی
صورت مین ممکن یعنی غیر ضروری الوجود اپنے وجود مین ضرور محتاج اور
مخلوق کسی موجد و موثر کا ہوگا اگر موجد و موثر کا وجود واجب بالذات ہے
فہو المطلوب اور اگر بالفرض موجد و موثر بھی محتاج و مخلوق کسی اور موجد
اور موثر کا ہوگا تو ثابت ہوا کہ سب موجودات یعنی جسکو موجود کہسکین
وہ سب کے سب ممکن و حادث و غیر ضروری الوجود ہونگے پس تقسیم موجود
کی ضرور الوجود اور غیر ضروری الوجود کی طرف نہوئی اور حالانکہ ثابت
ہوچکا کہ موجود کی دو قسمین ہین ہذا خلف پس ضرور موجد ضروری الوجود
ہوگا یعنے واجب غیر ممکن ہوگا اور یہی مطلوب ہے *

۷ — حرکت کو لازم ہے ہونا ایک شئے کا بعد دوسرے کے کیونکہ
معنی حرکت کے یہ ہین کہ جو شئے موجود ہو بعض حیثیت سے اور معدوم ہو
بعض دوسری حیثیت سے اوسکا خارج ہونا قوۃ سے طرف فعل کے بتدریج
مثلاً عدم سے وجود مین آنا و بالعکس اور سکون بہی شئے وجودی ہے
نہ عدمی یعنی استقرار شئے موجود کا زمان حرکت مین یا ہونا جسم کا ایک
حیز اور جگہہ مین بعد ہونے اوسکے اوسی جگہہ مین پس حرکت و سکون
آپس مین ضد ہین ایک دوسرے کی —

پس جو اجسام کہ ثابت و برقرار ہون اپنی اپنی حالتون پر تو سکون حفظ و نگاہ داری کرتا ہے ان اجسام ثابتہ کی نسبتون کو پس سکون کو بھی لازم ہے ہونا ایک کا بعد دوسرے کے یعنی حرکت کے اول بھی ایک شئے ہوگی اور سکون کے اول بھی ایک شئے ہوگی اور اول حرکت غیر حرکت اور اول سکون غیر سکون ہے تو معلوم ہوا کہ حرکت مسبوق بالغیر ہوتی ہے علی ہذا القیاس سکون بھی مسبوق بالغیر ہے وہ حادث ہے جیساکہ ثابت ہوا پس حرکت و سکون حادث ہے نہ قدیم اور کوئی جسم حرکت یا سکون سے خالی نہین جو حرکت و سکون سے خالی ہو وہ جسم نہین ہے جسم کو باعتبار سکان جسم کی دو حالتین ہونی ضرور رہین جیساکہ اجتماع وافتراق عوارض جسم سے ہے باعتبار انضمام اجسام کے اور یہ سب بدیہیات سے ہین اور جسکا عرض لازم حادث ہو وہ حادث ہی نہین ہو سکتا کہ ملزوم قدیم اور لازم غیر منفک حادث ہو پس کل اجسام حادث ہین- اور جو حادث ہوگا یعنی مسبوق بالغیر ہوگا یعنی اوس کی ابتدا کا کوئی زمانہ ہو تو وہ واجب الوجود بالذات نہوگا بلکہ اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہوگا پس جمیع اجسام عالم اپنے وجود مین محتاج غیر کے اور مخلوق موجد کے ہونگے اور یہی مطلب ہے-

مگر اس دلیل سے اتنا ثابت ہوا کہ عالم جسمانیات ممکن الوجود بالذات

ہے اور اس کے لئے موجد واجب الوجود بالذات ضرور چاہئے - مگر یہ نہین ثابت ہوا کہ مجردات مثلاً نفس ناطقہ کے لئے بہی موجد کی ضرورت ہے یا نہین تو اوسکو سمجہنا چاہیے کہ یہ دلیل اون کے موافق ہے جو لوگ عالم کو محض جسمانی ہی جانتے ہین اور بنابر اون کے ہی جو نفس انسانی کو جسم لطیف جانتے ہین اور نفوس فلکیہ و نباتیہ کو محض فرضی جانتے ہین اور ازین قبیل - علاوہ اس کے نفس جب حال ہے محل بدن مین تو محل متحرک سے حال بہی متحرک بالعرض ہے اور جو متحرک ہوگا ذاتاً ہو یا عرضاً وہ محل تغیر ہے ولو تغیر بالعرض ہوا اور تغیر کو حدوث لازم ہے پس نفوس بہی حادث ہین اور ہر حادث کے لئے محدث و موجد کی ضرورت ہے اور یہی مطلوب ہے *

۸ — جو موجود ہے یا اوسکا وجود ضروری ہے یا نہین تیسری کوئی صورت نہین - اگر وجود ضروری نہین ہے تو عدم بہی اوسکا ضروری نہوگا تو ممکن و حادث و مسبوق بالغیر و مخلوق دوسرے کا ہوگا - اور یہ دوسرا کہ جو خالق و سابق ہے ممکن و حادث اگر ہو اور ایسا ہی تیسرا اور چوتھا اور پانچواں الیٰ غیر النہایۃ لامحالہ سلسلہ منقطع ہوگا کیونکہ جائز نہین کہ قبل ہر حادث کے حادث ہو الیٰ غیر النہایۃ اس لئے کہ حوادث ماضیہ مین زیادۃ و نقصان عارض ہوتا ہے اس لئے کہ حوادث

غیر متناہیہ سے جب بقدر اعداد متناہیہ کے کم کر دین تو محال ہے کہ یہ سلسلہ
کم شدہ مساوی حوادث غیر متناہیہ کے ہو کیونکہ زیادۃ و نقصان ایک
چیز نہین ہے جزو مساوی کل کے نہین ہوتا کیونکہ جب ناقص کو زائد سے
مطابق کرین گے ایک سرے سے تو ناقص کا سلسلہ منقطع و منتہی ہو جائیگا
اور زاید کا سلسلہ بعد انتہای سلسلۂ ناقصہ علیحدہ چلے گا اور زاید کا سلسلہ جواب
علیحدہ چلا ہے اوس مین ہم کسی جگہہ سے کاٹ سکتے ہین اور اوس مین
ایسا ہی ہوگا کہ ناقص کا سلسلہ منتہی ہوگا اور زاید کا سلسلہ پھر علیحدہ
چلے گا اور علی ہذا القیاس تو ثابت ہو جائیگا کہ ہر ناقص متناہی ہوگا اور
جس کے اجزا متناہیہ ہین تو اوسکا کل بھی متناہی ہوگا۔ پس غیر متناہی
ہونا باطل ہوا پس سب حوادث متناہیہ ایک ہی رتبہ مین ہین اور ایک
ذات کی اپنے اپنے وجود کا موجد نہین ہے والا موجود ہوتا حالانکہ مسبوق
بالعدم ہے تو ضرور کوئی موجد و باعث و سبب ہوگا پس جس کیطرف ایک کی
احتیاج ہے ضرور دوسرے حادث کی بھی احتیاج اوسی طرف ہوگی والا
ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور ترجیح بلا مرجح نہین ہو سکتی ہے خلاف عقل ہے لیے وہ
یہی مطلب ہے جو ثابت ہوا *

۹ — عالم مین جو موجود ہے وہ ضرور حادث ہے بسبب اوسکے
تغیرات بدیہیہ کے اور جو حادث ہے اوسکی ابتدا ہے کیونکہ حادث کے

یہی معنی ہین پس ہر حادث کا کوئی موجد ہوگا تو جب موجد ثابت ہوا تو سلسلہ ثابت ہوا اگر سلسلہ ثابت ہو بلکہ ہر موجد محتاج کسی غیر کا ہو تو ہر حادث کیلئے موجد کا سلسلہ غیر متناہیہ ہوگا اور وہ حادث موجد ہے تو لازم آئیگا کہ موجد کے سلسلہ کا ہی وجود ہو بلکہ موجد کا سلسلہ پہلے حادث سے پایا جائیگا تب حادث موجود ہوگا اور مانی ہوئی بات ہے کہ حادث موجود ہے اور محال ہے کہ حادث پایا جائے الا بعد انقضائے جمیع احاد سلسلہ حوادث موجدہ تا اینکہ نوبت اس حادث کی پہونچے اور غیر متناہیہ حوادث کا انقضا کہ سب موجود ہولیوین اس کے کوئی معنی نہین کیونکہ سب موجود ہولینگے تو وہ متناہی ہوجائیگا اور فرض ہوا ہے غیر متناہی پس اجتماع النقیضین ہوا اور یہ محال ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی حادث موجود محتاج حوادث غیر متناہیہ کا نہین ہے بلکہ محتاج ایک کا ہے جو حادث نہو اور جب اس موجد کو حادث مانوگے تو پھر غیر متناہیہ لینا ضرور ہوگا ورنہ دوسرے کے لئے تیسرا اور تیسرے کے لئے چوتھا نہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی *

پس دوسرے سے تجاوز کرنا محال ہے ضرور ہر حادث کے لئے کوئی دوسرا موجد ہے اور اوسی موجد کیطرف سب حوادث مین سے ہر ہر حادث کی علٰحدہ علٰحدہ رجوع ہوگی اوسی موجد کیطرف رجوع جمیع کی نہ ماننے سے

ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہی مطلب ہے *

۱۰ - **عالم متغیر ہے** اس مین شک نہین کہ ہر موجودات عالم چہ آسمان چہ آفتاب ماہتاب وزمین وغیرہ مین عجائب وغرائب تغیرات ہین کہ جسکو ہر شخص سمجھتا ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے کیونکہ متغیر یعنی قبول کرنے والا وجود وعدم کا یعنی مثلاً قبول کرنے والا ایک حالت موجودہ کا بعد دوسری حالت موجودہ کے ضرور ایک حالت کے سابق دوسری حالت ہوگی یعنی مسبوق بالغیر ہوگا اپنے وجود کی حالت مین اور جو محتاج ہوگا اپنے جمیع حالات متعددہ کے وجود مین تو وہ اپنی ذات کے وجود مین بدرجۂ اولی محتاج ہوگا کیونکہ وجود اعراض وصفات وحالات فرع ہے وجود ذات کی جو فروعات مین محتاج ہوگا تو اصول مین بدرجہ اولی محتاج ہوگا والا زیادتی فرع کی اصل پر اور اعلی ہونا فرع کا اور اشرف ہونا فرع کا اصل سے لازم آئیگا اور یہ باطل ہے تو عالم اپنی ذات کے وجود مین اور اپنے اعراض کے وجود مین بہرصورت محتاج موجد کا ہوگا وہو المطلوب *

۱۱ - **نہین ہوسکتا** کہ کسی موجود کی خود ذات موجد ہو اپنی والا درحالتِ عدم وجود لازم آئیگا اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور محال ہے تو ضرور کوئی غیر ہوگا نہین ہوسکتا کہ وہ غیر بھی محتاج و مخلوق غیر کا ہو

والا وہ شئے موجود اول بھی محتاج و مخلوق اسی غیر ثانی یعنی ثالث کی
ہوگی والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی کہ ثالث ثانی کو وجود مین لائے اور شئے
موجود اول کو وجود مین نہ لا سکے کیونکہ موجود اول اور غیر اول دونون
حادث ثابت ہوچکے اور ایک ہی مرتبہ مین احتیاج کے درجہ مین ثابت
ہوئے اور نسبت اس کے غیر کی طرف مثل نسبت موجود اول کے ہے
غیر کیطرف اور یہی مطلب ہے *

۱۲ - عالم مین سے کسی ایک موجود کو لو تو اوسکے وجود کی علت
یا خود اوسکی ذات ہے یا اوسکا غیر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے اور کسکی عقل
مین یہ امر آتا ہے کہ ایک ہی شئے معلول بھی ہوا ور اپنی ہی علت بھی ہو
خود ہی موجد خود ہی موجَد کیونکہ وجود در حالت معدومیت محال ہے
توضرور محتاج غیر کا ہوگا پس وہ غیر جو موجد اس موجد موجود کا ہے وہ حادث
و محتاج غیر کا اور مخلوق غیر کا ہوگا اگر غیر کا مخلوق ہوگا تو موجود اول ہی
کے مرتبہ کا اور اوسی کے ہم صفات ہوگا پس ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی
کہ موجود اول محتاج ہو موجود ثانی کا اور موجود ثانی محتاج نہو موجود
اول کا درحالیکہ دونون ایک رتبہ حدوث و امکان و مخلوقیت
مین ہون -

پس عالم کے جس موجود کو لو وہ محتاج غیر کا ہوگا اور وہ غیر

کسیکا محتاج و مخلوق نہوگا تو حادث نہوگا قدیم ہوگا ممکن نہوگا واجب ہوگا مخلوق نہوگا خالق ہوگا پس سب موجودات عالم کے مخالف ہوگا ذات وصفات مین اگر مخالف نہو تو مثل موجودات عالم ممکن وحادث ومخلوق ہوگا جیساکہ ابھی اس تقریر مین مانی ہوئی بات ہے پس وہ غیر پھر ممکن وحادث ومخلوق ہوگا اورکسی ایک کا بھی خالق وموجد وعلت نہین ہوسکتا اسلئے کہ ابھی اسی تقریر مین گذرا ہے کہ درحالت مخلوقیت خالق نہین ہوسکتا بسبب ترجیح بلا مرجح کے۔ اورحالانکہ ثابت ہوچکا اور یہ بات مانی جاچکی ہے کہ وہ غیر جو ہے وہ خالق وقدیم وواجب ہے اس ایک موجود مفروض کا پس وہ غیر جو ہے مخالف ہے جمیع موجودات عالم کا والا در صورت اتفاق واتحاد یا تشابہ لازم آئیگا کہ جمیع موجودات عالم خالق ہون اس ایک موجود مفروض کا اور مانا جاچکا ہے کہ صرف ایک ہے خالق و موجد ہے اس ایک مفروض موجود کا۔ پس جب ایک موجود کا کوئی غیر موجد ہو تو جمیع موجودات عالم کے مخالف ہوگا حدوث وامکان مین پس یہ غیر واجب بالذات ہوگا۔ اورجب واجب بالذات کا وجود ثابت ہوچکا اس ایک موجود مفروض کے لئے اور دیگر موجودات عالم جو ہم صفات وہم رتبہ ہین اس ایک موجود مفروض کے تو وہ غیر سب موجودات عالم کا موجد ہوگا والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہ خلاف عقل ہے پس جب

ایک کا موجد موثر و خالق و علت واجب الوجود ہے تو سب موجودات عالم کا ہوگا اور یہی مطلب ہے *

۱۳ - عالم کے سب موجودات مین سے جب کسی ایک موجود کو اختیار کروگے تو ہم پوچھینگے کہ اسکا موجد خود البتہ نہین ہوسکتا و الا تقدم شئے علی نفسہ اور توقف شئے علی نفسہ اور اجتماع وجود و عدم ایک شئے مین بیک حالت اور اجتماع النقیضین لازم آئیگا تو ضرور اسکا موجد غیر ہوگا وہ غیر انہین موجودات عالم سے نہین ہوسکتا اس لئے کہ ابھی مانا جا چکا کہ جب موجود عالم کو لو وہ غیر کا مخلوق ہوگا - پس سب کی ایک ہی حالت اور سب کا ایک ہی مرتبہ مساواة کا ہوگا - پس اگر انہین مین سے کوئی خالق ہو کسی ایک کا انہین مین سے یعنی متساوئین سے ایک خالق ہو ایک مخلوق تو متساوی ان متساوی نرہے حالانکہ ہر ایک موجودات کا یہ حال ہے کہ محتاج ہے غیر کا پس سب محتاج بغیر ہونگے اور وہ غیر خالق ہوگا سب کا اس احتیاج مین یعنی غیر عالم وجب الوجود بالذات ہوگا اور یہی مطلب ہے *

۱۴ - بسبب تغیرات بے نہایات و بے حساب کے کہ عموماً سب موجودات مین پائے جاتے ہین ثابت ہوا کہ ہر ایک موجود خواہ آباے علویہ سے ہو یعنی فلکیات سے یا امہات سفلیہ سے ہو یعنی عنصریات سے

یا موالید ثلثہ سے ہو یعنی معدنیات و نباتات و حیوانات سے اپنے اقتضائے طبع سے موجود نہیں ہے والا محالات لازم آئینگے یعنی توقف شئے علی نفسہ وتقدم شئے علی نفسہ واجتماع دونقیض اور وجود و عدم کا اجتماع بحالت واحدہ شئے واحد مین جیساکہ مکرراً بیان ہوچکا پس موجد غیر کی وجہ سے ہوگا تو ممکن و حادث ہوگا کیونکہ اقتضائے طبیعت کی روسے وجود و عدم مساوی ہے نہ وجود کو ترجیح ہے نہ عدم کو جب تک کہ غیر محرک و باعث وعلت نہو توضروری الوجود اپنی ذات کی روسے نہوا پس غیر اوسکا موجد ہوگا نہین ہوسکتا کہ غیر ہی موجد ہوا اور خود بھی موجد ہو اور موجود ہے تو مجموع سلسلہ موجودات بھی محتاج غیر کا ہوگا اور ممکن وحادث ہوگا ضروری الوجود بالذات نہوگا کیونکہ بسبب احتیاج جزو کے احتیاج کل کی مسلم ہے علی الخصوص جب کہ ہر ایک جزو محتاج غیر ہو توکل محتاج غیر کا ہوگا وہ غیر جو ہے وہ موجد و خالق اور غیر اس مجموع سلسلہ آحاد موجودات کا ہوگا - اور یہ فطری القیاس ہے یعنی علم اسکا بدیہی وضروری ہے اس لئے کہ تین صورتون سے خالی نہین یا یہ کہ یہ موجد مجموع موجودات کا عین مجموع موجودات ہے یا جزو مجموع موجودات ہے یا غیر ہے عین وجزو ہونا باطل ہے پس غیر ہونا ثابت ہوا اور عین وجزو ہونا اس سبب سے باطل ہے کہ اگر عین مجموع موجودات ہو تو

لازم آئیگا کہ اپنا آپ خالق ہو تو محالات مذکورہ لازم آئینگے اور اگر جزو ہو مجموع موجودات کا تو اس سلسلہ موجودات عالم مین سے کوئی موجود موجد مجموع کا ہوگا اور منجملہ مجموع خود بھی ہے تو اپنا آپ موجد ہوگا اور اسمین محالات مذکورہ لازم آئینگے تو ضرور اپنے کو چھوڑ کے اور باقی مجموع موجدات کا موجد ہوگا یعنی کل مجموع موجودات کا موجد ہوگا بلکہ بعض کا موجد ہوگا اور فرض ہو چکا اور مانی ہوئی بات ہے کہ موجد مجموع کا ہے اور ذیل کی تقریر مین اسکے خلاف ثابت ہوا کہ موجد بعض مجموع کا ہے ہذا خلف - پس مجموع موجودات کا غیر و خارج از جملہ موجودات عالم موجد مجموع کا ہوگا اور یہی مطلوب ہے - اور نہین ہو سکتا کہ مجموع سلسلہ مذکورہ مین ایک دوسرے کی علت ہو تا انیکہ اپنے نفس کی بھی علت ہو اور محالات لازم آئین اور اور ترجیح بے مرجح بھی لازم آئے اور نہ مجموع مجموع کی علت ہے کہ چونکہ مجموع مین خود بھی داخل ہے اپنی علت ہو جائے گی اور محالات لازم آئینگے —

۱۵ - عالم اور وجود عالم کو - ہر شخص جانتا ہے تو عالم یا قدیم ہے یا حادث اگر قدیم ہے تو اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہے یا نہین اگر اپنے وجود مین محتاج غیر کا نہین ہے تو یا اپنا محتاج ہے یا نہین اگر اپنا بھی محتاج نہین ہے وہ ہمیشہ سے ہے تو یہی معنی واجب الوجود کے ہین تو عالم واجب الوجود ہے تو چاہیے کہ کل عالم اور عالم کا ہر ہر جزو واجب الوجود ہو اگر

ایک جزو بھی واجب الوجود نہوگا تو لازم آئیگا کہ کل بھی واجب الوجود نہو کیونکہ جزو مقدم کل پر ہوتا ہے اور کل محتاج جزو کا ہے کل فرع ہے جزو کی کیونکہ اجزائکے اجتماع سے کل موجود ہوتا ہے اور اصل جب واجب الوجود نہیں ہے تو فرع بھی واجب الوجود نہوگی اور جب ہر ہر جزو اوسکا واجب الوجود ہے اور سب واجب الوجود کے اجتماع سے عالم حاصل ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ قبل اجتماع اجزاء کل نہ تھا مگر بعد اجتماع اجزا تو کل کے وجود سے پیشتر عدم مفروض ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا - علاوہ اس کے اجزاے عالم کا واجب الوجود ہونا بھی غلط اور بدیہی البطلان ہے اسلئے کہ سب لوگ صراحتہ جانتے ہین حوادث یومی وحوادث زمانی کو کہ بعد عدم کے وجود مین آتا ہے اور بعض اجزاء عالم کا وجود چونکہ بہت پیشتر سے ہے تو اسکے وجود سے پیشتر عدم اگرچہ ہمری موجودیت مین نہ تھا مگر چونکہ اون اجزا مین بھی انواع واقسام کے تغیرات ہم دیکھتے ہین اگر وہ تغیرات اون کی اپنی اپنی ذات سے ہوتے ہین بے احتیاج غیر کے تو ان تغیرات کا فاعل اگر خود اوس کی ذات ہے تو یا بے ارادہ وشعور اوس واجب کے ہے یا بارادہ وقصد اگر بغیر ارادہ وقصد کے اوسکی ذات فاعل تغیرات ہے تو چاہیئے کہ کبھی وہ تغیرات وجود مین آئین اور کبھی وہ تغیرات نہ پائے جائین یہ تغیرات دایمی نہ ہونگے اور ایک ہی نظم پر بھی نہ ہون گے کیونکہ یہ افعال اتفاقی

ہون گے علاوہ اس کے چاہیئے کہ ہر جزو عالم مین محض اونکی ذات سے
تغیرات ہون بغیر ارادہ وشعور کے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جب
بے ارادہ وشعور وقصد کے تغیرات اجزا عالم مین صادر ہون توسب
اجزا اس صفت مین شریک ہون گے والا بے وجہ تخصیص بعض اجزا
لغو ہون گی تو ضرور بارادہ وقصد فاعل پائے جائینگے پس یہ قصد
اوسکا باختیار ہے یا باضطرار اگر باضطرار ہے تو معلوم ہوا کہ اوس کی
ذات مجبور غیر کی وجہ سے ہے فہو المطلوب اور اگر باختیار ہے تو چاہیئے
کہ اوسکی ذات کو اختیار تغیرات وعدم تغیرات دونون کا ہو والا مجبور
غیر سے ہوگا تو لازم آیا کہ یہ تغیرات پہلے نہ تھے یا بعد نرہینگے یا کبھی ہون
کبھی نہ ہون تو یہ تغیرات قدیم نہ ہون گے حادث ہونگے اور جو ذات کہ انہی تغیرات کا
محل ہوا اور خود اوسکی ذات مقتضی ہوا ان تغیرات کا اپنے لئے اور ذات
فرض ہو چکی ہے کہ قدیم ہے تو یہ حوادث بھی قدیم ہونگے حالانکہ ابھی ثابت
ہو چکا کہ قدیم نہین ہین ہذا خلف علاوہ اس کے حوادث قدیم ہون یا
نہون محل حوادث قدیم نہین ہوسکتا والا حال یعنی خود حوادث بھی قدیم
ہون گے اور یہ باطل ہے اور جب بعضے اجزا و عالم اپنے تغیرات کے خود
مقتضی نہین ہین بلکہ غیر کیوجہ سے متغیر ہین تو یہ اجزائے عالم بھی حادث ہونگے
پس ثابت ہوا کہ عالم قدیم نہین ہے حالانکہ مانا جاچکا ہے کہ قدیم ہے ہذا خلف

اور یا یہ کہ عالم قدیم ہوا اور اپنا محتاج ہو خود ہی علت ہو خود ہی معلول تو دور
لازم آئیگا اور دور کا محال ہونا ثابت ہو چکا تو ضرور عالم محتاج غیر کا ہوگا
اور جو محتاج غیر کا ہے وہ ممکن الوجود ہے اور ممکن الوجود حادث ہے نہ قدیم
اور مانی ہوئی بات ہے کہ عالم قدیم ہے نہ اخلف اور قباحتین لازم آتی ہین
عالم کو قدیم ماننے سے پس عالم کا قدیم ہونا باطل ہے تو ضرور حادث نو پیدا
اور محتاج غیر کا اور مسبوق العدم ہے اور ہر حادث کے لئے محدث ضرور ہے
تو تمام عالم کے لئے کوئی خالق غیر عالم ضرور ثابت ہوا اس غیر عالم کے خالق
ہونے کو نہ ماننے سے جو جو قباحتین ابھی گذرین لازم آتی ہین اور اس
خالق عالم کو محتاج اپنا یا غیر کا ماننے سے دور یا تسلسل لازم آتا ہے اور
وہ بھی محال ہے تو طرفین کے منع سے ضرور ثابت و لازم ہوا کہ غیر عالم
جو ابھی قرار پایا وہی خالق ہے وہو المطلوب —

۱۶ — کسی موجود کا — وجود ضروری ہے یا نہین اگر کسی کا
وجود ضروری نہین ہے تو ہر موجود کے لئے عدم بھی ماننا ہوگا تا وجود
غیر ضروری ثابت ہوا اور جب موجود ہے تو عدم بھی غیر ضروری ہوگا تو
اوس مین وجود کی صلاحیت ہے ورنہ موجود نہوگا اور اوسمین عدم کی بھی
صلاحیت پائی جاتی ہے ورنہ معدوم نہوگا اور جب دونون طرح کی صلاحیت
اور قابلیت ہے تو دونون قابلیتین مساوی ہونگی اگر گھٹ بڑھ ہونگی

تو درصورت ترجیح وتفضیل وجود کے معدوم ہونا اوسکا تفضیل مفضول لازم
آئیگی اور یہ باطل ہے اور ایسا ہی درصورت ترجیح عدم کے موجود ہونا
باطل ہے - اور جب دونون قابلیتین اور دونون طرحکی استعدادین اوس
مین برابر ہین کسیطرح سے ایک کو دوسرے پر رجحان نہین تو پھر وجود کو ترجیح
دینے والا اور یا عدم کو ترجیح دینے والا خود ہی اپنے لئے نہین ہو سکتا ہے
کیونکہ اوسکی طبیعت کی نسبت دونون کی طرف برابر ہے صلاحیت اور قابلیت
یکسان ہے والا ترجیح بلامرجح لازم آئیگی تو ترجیح دینے والی شئے اور وجود مین
لانے والی چیز کوئی دوسری ہوگی اگر یہ دوسری شئے ضروری الوجود ہے
تو ثابت ہوا کہ کوئی موجود ضروری بھی ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے - اور
دوسرا اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہوگا والا جو اپنے ہی وجود مین محتاج غیر کا
ہوگا تو دوسرے کے وجود مین اور دوسرے کو موجود کرنے مین بدرجہ اولی
محتاج غیر کا ہوگا اور ثابت ہوا کہ دوسرے کا وجود یا عدم اسی سے ہے پس یہ
محتاج غیر کا ہوگا اور یہی ثابت کرنا تھا -

۱۷ - **اوران تقریرون مین** - جہان کہین دور یعنی تقدم شئے
علی نفسہ اور توقف شئے علی نفسہ اور اجتماع النقیضین اور عدم درحالت
وجود وجود درحالت عدم لازم آیا ہے وہ ایجاد شئے لنفسہ مین ہے یعنی
اپنے کو آپ ہی پیدا کرے پس یہی شبہ واجب الوجود بالذات مین بھی ہوتا ہے

کہ اوس نے اپنے کو کیونکر پیدا کیا - تو اسکا جواب یہ ہے کہ جس علت مین
وجود زاید بر ذات ہے عارض ذات ہے اور صفت زائدہ بر ذات ہے
وہان اس دور کی تقریر جاری ہوگی یعنی حوادثات و ممکنات مین نہ واجب
الوجود بالذات مین اس لئے کہ واجب الوجود بالذات کا وجود عین ذات
واجب الوجود ہے یعنی جو واجب الوجود ذاتاً ثابت ہوگا اوسکے معنی یہ ہین
کہ وجود عین ذات ہے اگر عارض ہوگا اور غیر ذات ہوگا تو وہ وجود یعنی
عارض محتاج ہوگا موجود یعنی معروض کا کیونکہ حال محتاج محل ہوتا ہے
بے وجود محل وجود حال کا نہین ہو سکتا پس وجود اوسکا ممکن ہوگا بسبب
احتیاج بغیر کے تو محتاج بغیر ہستند علت کی طرف ہوگا اس وجود کے لئے
کوئی علت ہوگی اور علت موثرہ اگر ذات واجب الوجود کی ہوگی لازم
آئیگا کہ ذات واجب الوجود بالذات قبل اپنے وجود کے پائی جائے کیونکہ
علت موجدہ شئے کے وجوداً مقدم معلول پر ہوگی پس شئے موجود
ہوگی قبل اپنے وجود کے اور یہ محال ہے جیسا کہ مکرر گذرا اور معدوم کی
تاثیر موجود مین لازم آئیگی اور یہ بھی محال ہے تو ضرور غیر واجب الوجود
بالذات علت ہوگی واجب الوجود بالذات کے وجود کی تو واجب الوجود
محتاج غیر کا ہوگا اپنے وجود مین تو واجب الوجود بالذات ممکن الوجود
بالذات ہو جائیگا اور کلام ہے واجب الوجود بالذات مین ہذا خلف

اور جسکو واجب الوجود بالذات ہونا ثابت کر چکے وہ محال ہے کہ ممکن بالذات ہو تو جو واجب الوجود از روئے اپنے ذات کے ہوگا وہ ضرور محتاج کسی کا ہوگا اور وجود اوسکا اوسکی ذات کا عین ہوگا اور یہی مطلب ہے اور شل وجود کے واجب تعالے کے لیے وجوب اور تعین یعنی متشخص ہونا عین ذات ہے۔ اگر وجوب وجود عین ذات واجب تعالے ہو تو یا جزو ذات واجب تعالے ہو یا خارج مگر عارض ذات واجب ہوگی کیونکہ وجوب وجود صفت ہے نہیں ہو سکتا کہ جزو ذات ہو والا ذات باریتعالے مرکب ہوگی اور مرکب بسبب احتیاج باجزا و ممکن ہے تو ذات واجب ممکن ہوگی اور یہ محال ہے تو ضرور عارض ذات واجب ہوگا اور عارض محتاج معروض کا ہے تو یہ عارض ممکن ہوگا اوسکے لئے کوئی علت موثرہ ہوگی اور چونکہ یہ عارض وجوب وجود ہے کیونکہ اس کے لیے غیر علت ہوگی تو وجوب وجود علت ہوگی وجوب وجود کی یعنی اپنے لئے آپ ہی علت ہے تو توقف شئے علیٰ نفسہ لازم آئیگا یعنی وجوب وجود نہیں پایا جائیگا جب تک یہی وجوب وجود نہ پایا جائے اور یہ اجتماع النقیضین بھی ہے اسکو تقدم شئے علےٰ نفسہ بھی کہینگے کیونکہ علت مقدم ہوتی ہے معلول پر اور یہاں خود ہی علت خود ہی معلول ہے اور یہ بالبداہت باطل ہے تو ثابت ہوا کہ وجوب وجود باریتعالے عین ذات باریتعالی ہے اور تعینات

وتشخصات واجب تعالے کے عین ذات واجب تعالے کے ہین اگر عین
نہون تو یا جزو ہون گے یا عارض اگر جزو ہون تو واجب الوجود بسیط نہ ہوگا
مرکب ہو جائیگا اور مرکب ہوگا تو واجب نہ رہیگا ممکن ہو جائیگا کیونکہ
مرکب محتاج اجزاء کا ہوتا ہے اور اگر عارض ہون زاید اور غیر واجب
تعالے سے تو محتاج معروض کا ہوگا اور ممکن ہوگا تو اوسکے لیے علت
چاہئیے اور اوسکی علت ذات واجب الوجود کی نہین ہوسکتی کیونکہ واجب
تعالے ابھی متعین ومتشخص نہین ہوا کیونکہ اوسکے تعین وتشخص مین
تو ابھی گفتگو ہے اور علت کو پہلے معلول سے متعین ومتشخص ہونا
چاہئیے تو چاہئیے کہ خود تعین وتشخص علت اپنی ہو اور اس
مین تقدم شئے علی نفسہ وغیرہ لازم آئیگا پس تعینات وتشخصات باریتعالے
حادث ہونگے والا پہلے سے ذات واجب تعالے متعین ومتشخص نہو گی
اور نہ علیحدہ قدیم ہونگے والا کئی قدیم موجود ہون گے حالانکہ قدیم
ایک ہے یعنی خدا وبس جیسا آئیگا اور نہ عارض ذات واجب تعالے
اور نہ جزو ذات واجب تعالے ہون گے بلکہ جملہ تعینات وتشخصات
باریتعالے عین ذات واجب تعالے ہین - اگر کوئی کہے کہ وجود عارض
ہوتا ہے موجود کو اگر وجود عین ذات واجب الوجود ہو تو عارض عین
معروض ہوگا حالانکہ عارض محتاج معروض ہوتا ہے حال ومحل ایک

نہین ہوتا بلکہ ش ازین نیست کہ عارض لازم ہوگا معروض و اجب الوجود
کو عین نہین ہو سکتا تو کہونگا کہ جب عارض حقیقۃً عارض ہو اور معروض
معروض ہو تو دونون مین فرق ضرور ہے اور عارض و معروض کا اطلاق
وہان کیا جاتا ہے جہان کوئی شئے علت ہو عارض و معروض دونون کے
لئے کیونکہ معروض علت نہین ہو سکتا عارض کے لئے والا عین العلیت تجرد
وعلیحدگی عارض کی معروض سے لازم آئیگی علی الخصوص عارض لازم کی علت
معروض نہین ہو سکتی والا عین العلیتہ انفکاک لازم و ملزوم مین لازم
آئیگا تو غیر معروض علت ہوگا عارض و معروض دونون کے لئے جیسا کہ جمیع
ممکنات مین عارض و معروض کے لئے دونون کا غیر علت ہے تو وجود عارض
موجود ممکن کو ہوگا اور وجود زائد موجود پر ہوگا اور واجب الوجود جب
علت ہے کل موجودات کے لئے تو وجود واجب تعالے کے لئے بھی خود
واجب تعالے چاہئے کہ علت ہو غیر ذات واجب علت نہین ہو سکتا کیونکہ
ثابت ہو چکا کہ جسکی علت ذات واجب تعالے ہے تو چاہئے کہ اس اپنے
وجود کی علت بھی خود ہی ہو نہ غیر اور علت کو پہلے سے موجود ہونا چاہیئے
اگر پہلے معلول سے علت موجود نہو تو محال ہے کہ معلول پایا جائے کیونکہ
وجود علت واجب ہے تا اوسکے وجود سے معلول کا وجود ضرور ہو
اور یہان پر علت کا وجود واجب لغیرہ نہین ہے تا واجب الوجود ممکن الوجود

ہوجائے اور یہ محال ہے تو اس علت کا وجود واجب بذاتہ ہوگا تو یہان تک
وجود واجب بالذات کے لئے ایک دوسرا وجود واجب بالذات کا ثابت ہوا
تو کلام اس دوسرے وجود مین ہوگا کہ یہ وجود اگر واجب بالذات کو عارض
ہے اور غیر اوسکا ہے تو اس دوسرے وجود کے لئے کون علت ہے کوئی
دوسری چیز علت نہین ہوسکتی سواے ذات واجب الوجود کے تو واجب
بالذات کو پہلے سے وجود کے موجود ہونا چاہیئے کیونکہ واجب ہے وجود علت کا
قبل از وجود معلول کے تو اس تیسرے وجود علت مین گفتگو ہوگی اور اس
تیسرے وجود کے لئے بھی کوئی علت نہین بجز ذات واجب الوجود کے ذات
واجب الوجود کو پہلے سے پایا جانا چاہئے تو اس چوتھے وجود واجب الوجود
بالذات مین گفتگو ہوگی یہان تک کہ وجودات غیر متناہیہ کا اجتماع ہوجائیگا
اور یہ محال ہے کیونکہ تسلسل لازم آتا ہے تو ضرور وجود زائد وعارض ذات
واجب الوجود کے لئے نہین ہوسکتا تو اس سے ثابت ہوا کہ ممکنات مین وجود
عارض ہوتا ہے اور زاید ذات موجودیہ اور واجب الوجود بالذات مین
ضرور عین ذات موجود ہوگا والا کوئی واجب الوجود بالذات ثابت ہوگا
اور واجب الوجود بالذات ثابت ومبرہن ہے تو وجود واجب الوجود عین
ذات واجب الوجود ہوگا یعنی ذات واجب الوجود وہی اوسکا وجود محض
ہے نہ اور کوئی چیز ہے اس لئے ذات واجب الوجود مین ہو موجود بمعنی ہو وجود کی ہے

یعنی موجود بمعنے وجود نہ یہ کہ وہ موجود ہے یعنی صاحب وجود ہے یعنی حمل اشتقاقی نہیں بلکہ حمل اولی ہے پس ہو موجود کے معنی ہو اللہ بھی کہہ سکتے ہیں بسبب عینیت ذات و وجود کے ہاں جو صفات کہ عین ذات واجب نہیں ہیں اونمیں ایسا حمل صحیح نہوگا بلکہ حمل اشتقاقی ہوگا اور ممکنات مین بھی حمل اشتقاقی ہے یعنی صاحب وجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ وجود سابقہ ہی شئے موجود کے ہے - اور اس محل مین عینیت وجود و واجب الوجود کو زیادہ طول دینا مناسب معلوم نہین ہوتا ورنہ رسالہ مختصرہ ظاہر ۃ البیان مطول و مشکل ہو جائیگا اور محض اُردو خوانان کے لئے بنا اس رسالہ کی ہوئی ہے - اگر کوئی کہے کہ وجوب و امکان و امتناع کو منطقیین قضایائے موجہات مین کیفیات سے کہتے ہین پس کیفیت عین ذات نہین ہوسکتی تو کیونکر وجوب کو عین ذات واجب الوجود کہنا صحیح ہوگا تو کہون گا کہ وجوب کا عین ذات واجب تعالے کا ہونا بدلائل عقلیہ ثابت ہے اور اس رسالہ مین بھی ثابت کیا گیا عینیت مین وجوب کی شک نہین ہا پھر وہ جو خلاف آرائے منطقیین کے لازم آتا ہے کہ وجوب کو کیفیت کہتے ہین اور کیفیت عین ذات نہین ہوتی وجہین اوسکی بہت سی ہین مگر وقت کرنی اس رسالہ مین نہین چاہتا ہون صرف اتنا سمجھنا چاہئے کہ جس وجوب کو منطقیین کیفیت جانتے ہین اوس وجوب کو ہم عین واجب الوجود نہین

کہتے ہین بلکہ عین ذات واجب الوجود جو وجوب ہے وہ اور ہے اور جو وجوب کیفیت ہے وہ اور ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ہو واجب الوجود بالضرورۃ یہان ربط وجوب بذات تعالےٰ ضروری اور واجب ہے یہ وجوب اور ضرورت نسبت سے متعلق ہے نہ ذات موضوع سے یا کہا جاتا ہے ہو موجود بالضرورت یعنی ربط وجود کا ذات واجب تعالےٰ سے ضروری اور واجب ہے تو وجوب وضرورت نسبت سے علاقہ رکھتا ہے نہ خود ذات موضوع سے اور جو وجوب کہ عین ذات موضوع ہے وہ قضیہ موجہ مین جہتہ وکیفیت نہین ہے یا جیسے ممکنات مین کہا جاتا ہے یہ شئے موجود ہے بالضرورت تو موجود اور شئے مین جو نسبت ہے وہ نسبتہ ضروری ہے یعنی واجب ہے وجوب جہتہ نسبتہ ہے اور کیفیت نسبتہ کی ہے نہ کیفیت خود ذات موضوع کی یعنی شئے کی - اگر جو وجوب کہ عین ذات واجب الوجود ہے اوسکو کیفیت کہین اور جہتہ نسبتہ کی قرار دین تو قضیہ ہو ہو بالضرورۃ جس جگہ مساواۃ دو ممکن مین ہو غلط ہوجائے اس لئے کہ معنی ہو ہو بالضرورۃ کے ہو واجب ہو جائیگا حالانکہ مطلب اوس سے یہ ہے کہ ضروریہ وہ ہے نہ یہ کہ وہ واجب ہے ٭

خلاصہ یہ کہ نسبتہ کا ضروری ہونا اور چیز ہے اور موضوع کا ضروری ہونا اور شئے ہے خصوصاً موضوع اور ضروری کا ایک ہونا اور شئے ہی ہو واجب

وجوباً کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وجوباً عین موضوع ہے بلکہ وجوباً صفت و جہتہ نسبتہ کی ہے اور جو عین موضوع ہے وہ وہ وجوب ہے جو محمول سے پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ معنی ہی ہو وجوب وجوباً یعنی ضرور وہ وجوب ہے یہاں پر ضرور اور وجوب ایک حیثیت سے نہیں ہے جو کیفیت وجہتہ و صفت نسبتہ کی ہے وہ البتہ عین موضوع نہیں ہے اور جو عین ہے وہ صفت او کیفیت اور جہتہ نسبتہ کی نہیں ہے وبس۔ اور آیندہ اوسکے صفات کے بیان سے بھی معلوم ہو سکتا ہے *

۱۸ - تشخص یا موجود کو موجد جانتا ہے یا نہیں صورت ثانیہ میں وہ تشخص مجنون ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور صورت اولے مین موجود کا موجد خود اوسی موجود کو نہیں جان سکتا ہے کیونکہ وجود در حالت عدم اور عدم در حالت وجود کو عقل قبول نہیں کرتی تو ضرور موجود کے غیر کو موجد جانیگا اور موجد کا موجد موجد کا موجد بے انتہا بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ امور غیر متناہیہ کے اجتماع کو عقل محال جانتی ہے پس عقل کی رو سے چارہ نہیں ہے کہ جنون اور دور اور تسلسل سے عقل کو بچا کے کسی موجد معین کو موجد موجود قرار دے وھو المطلوب *

اور جب عالم کے لئے علت تامہ موثرہ فی الوجود ثابت ہوا تو اس کے بعد اسکا یقین بدیہی ہے کہ واجب الوجود بالذات ہمیشہ سے ہے ازلی و

قدیم ہے اور ہمیشہ رہیگا باقی ابدی ہے اسکا بیان تفصیلاً واجب الوجود کے صفات کے بیان مین آئیگا مگر ہر ایک کی تفصیل کے لکھنے کو اس مختصر رسالہ مین ضرورت نہین ہے *

باب دوم

واجب الوجود بالذات کی وحدانیت مین

۱ - **اثبات** واجب الوجود کی تقریرون مین بعض ایسی تقریر ہے کہ اوس سے کسی ایک موجود کے لئے علت موجدہ ضرور ثابت ہوا ہے پس جب ایک موجود ممکن حادث کے لئے علت تامہ موجدہ موثرہ کافی ووافی ہے تو دوسرے موجودات جو محتاج ہین کسی علت کیطرف تو ایسی صورت مین دوسری علت غیر اس علت کی ثابت نہین ہوسکتی ہے کیونکہ علت تامہ ہے بلکہ دوسری علت اگر ہوبھی تو اوسکو اس علت تامہ موثرہ پر کسیطرح سے ترجیح نہین اور ترجیح بلا مرجح محال ہے علی الخصوص اس صورت مین کہ جب ایک علت موثرہ سے ایک موجود کو یا ایک سلسلہ موجودات کو وجود مین لانے کے لئے کافی ہو تو ترجیح اس علت تامہ کو ہوئی پس تفضیل مفضول کی فاضل پر لازم آئے گی اور تفضیل مفضول کی فاضل پر خلاف عقل و باطل ہے پس معلوم ہوا کہ جب ایک علت موجدہ موثرہ یعنی واجب الوجود

ثابت ہوا تو بھی ایک ہی سب کی علت ہوگی - حتے افعال عباد مین بھی قوۃ موثرہ کی علت ہے وہو المطلوب ٭

۲ - جب - ثابت ہوچکا کہ کسی ایک موجود کے لئے ایک علتہ تامہ موثرہ واجب الوجود بالذات ہے اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ سب موجودات عالم کی احتیاج اوسی علت تامۂ موثرہ کی طرف ہے پس اس واجب الوجود کے سوا جو موجود ہے وہ ممکن الوجود بالذات ہوگا کیونکہ واجب اور ممکن کے درمیان کوئی تیسری چیز نہین ہے اور جب ممکن ہے تو حادث بھی ہے اپنے وجود مین محتاج اوسی علت تامہ موثرہ کا ہوگا پس سوائے اس علت تامہ کے دوسری کوئی علت اگر ہو تو وہ عالم و ممکنات مین داخل ہوگا نہ یہ کہ واجب الوجود ہو اور ایک کوئی دوسرا ہو اور جب دو ہو سکا تو دو سے زیادہ کا وجود بدرجہ اولے باطل ہے - پس ایک کے سوا اور کوئی خدا نہین ہے ٭

۳ - اگر ہم فرض کرین کہ دو خدا ہین یعنی دو واجب الوجود بالذات ہین تو یہ دونون ذاتین شریک ہونگی وجود بالذات کے وجوب مین دونون کی ماہیتین یکسان ہونگی اور وجوب دونون کی ذات کا عین ہے تو از روئے صفت وجوب بھی دونون فرق ہا پس فرق ان دونون واجب الوجود مین از روئے ذات و ماہیت کے ہوگا مگر ہان عوارض و تشخصات و تعینات یعنی صفات کی روسے دونون مین فرق رہیگا یعنی اشتراک از روئے

ذات کے ہوگا اور امتیاز از روئے صفات کے ہوگی یعنی اشتراک اور حیثیت

سے اور امتیاز اور حیثیت سے نہین ہوسکتا کہ دونون مین امتیاز و فرق

دونون کی ذات کے روسے ہو اس لئے کہ دونون کی ذات واجب الوجود

بالذات فرض کی جاچکی ہے اگر بالفرض اگر ایک کی ذات واجب الوجود بالذات

اور دوسرے کی ذات ایسی نہو یعنی واجب الوجود بالذات نہو یعنی واجب الوجود

بالغیر یا ممکن بالذات ہو تو عین مقصود میرا ہے کہ واجب الوجود بالذات

ایک ہی ہے مگر فرض ہوچکا ہے بقول خصم کہ دو ذاتین واجب الوجود بالذات

ہین پس ضرور امتیاز دونون مین صفات کے روسے ہونا چاہئے اگر

صفات کے روسے بھی کچھ فرق نہ ہے تو دو ہونا باطل ہوجائیگا دونون

ایک ہی شئے حقیقتہً و صفاتاً ہوگی - اور مقصود خصم اثنینیت اور

دوتائی ہے - پس جب دونون مین فرق اور دو ہونا صفات کی روسے

ہے تو معلوم ہوا کہ ایک مین بعضے یا کل وہ صفات و خواص و عوارض

ہین کہ وہ دوسرے مین نہین ہین بلکہ دوسرے مین بعضے یا کل دوسری

صفات و عوارض ہونگی تو ہر ایک واجب الوجود بالذات مین دو قسم کی

چیزین جمع ہون گی ایک ذات اور دوسری صفات اور غیر ذات ہونگی

اگر صفات غیر ذات نہون بلکہ عین ذات ہون اور دونون کی ذاتین بھی

عین ہین تو دونون واجب الوجود مین فرق نہ رہیگا کیونکہ صفات دوسرے

واجب الوجود کے عین ذات ہون اور دوسرے کی ذات عین ذات اس سے
پہلی کی ہے اور مساوی مساوی مساوی ہے تو دوسرے کی صفات
عین ذات پہلی کی ہونگی اور پہلی کی صفات ہی عین ذات اوسکی ہون
اور پہلی کی ذات عین ذات دوسرے کی ہے اور مساوی کا مساوی مساوی
ہے تو پہلی کی صفات عین ذات دوسرے کی ہونگی تو دونون واجب الوجود
بجمیع جہات ایک ہی ہے اور یہی میرا مطلب ہے کہ دو نہین ہو سکتا۔ حالانکہ
دو ہونا اور ایک دوسرے سے غیر ہونا بقول خصم جانا جا چکا ہے پس
دونون واجب الوجود مرکب ہونگے دو چیز مختلف سے ایک ذات دوسری
صفات جوکہ غیر ذات ہین یعنی جنس اور عرض عام یا جنس وخاصہ سے ماہیت
واجب الوجود کی مرکب ہوگی یعنی دونون واجب الوجود تحت مین ایک جنس
کے ہون گے اور فرق دونون مین بسبب عوارض وصفات کے ہوگا
جیسا کہ انسان کی تعریف حیوان ضاحک اور فرس کی تعریف حیوان
وخاصئہ فلانی مثلاً اور یہ ظاہر ہے کہ حیوان غیر ضاحک ہے اور ایسا ہی
حیوان غیر خاصہ فرس ہے پس جسطرح سے انسان وفرس مرکب شئے ہے
ویسا ہی دو واجب الوجود بھی مرکب شئے ہون گے بسبب اس کے کہ دونون
متغائر ہین اور ایک ماہیت جنسیہ مین شریک ہین اور مرکب اپنے اجزا
کیطرف محتاج ہوتا ہے تو واجب الوجود بالذات مرکب ہوگا اور محتاج

غیر کیطرف جو ہو وہ ممکن ہے تو دونون واجب الوجود واجب الوجود نہے بلکہ دونون
مین انقلاب ماہیت لازم آئیگا کہ دونون ممکن ہوجائین اور فرض ہوچکا ہے کہ
دونون واجب الوجود بالذات ہین ہذا خلف اس دلیل پر اگر کوئی ایراد وارد
کرے کہ واجب الوجود خارج مین مرکب نہین ہے محض ذہن ہی مین مرکب ہے
پس صرف ترکیب ذہنی موجب اسکو نہین ہے کہ واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائے
توجواب اسکا یہ ہوگا کہ اگر ترکیب ذہنی مطابق ترکیب خارجی نفس الامری کے
نہو تو وجود ذہنی خلاف وجود نفس الامری کے ہوگا اور یہ جہل ہے کیونکہ علم مطابق
واقع کے خود عالم کے اعتقاد مین بھی نہین ہے تو خود اوسی کے اعتقاد مین
جہل ہے *

اور اس جواب پر یہ اعتراض نہین ہوسکتا کہ جہل جب لازم آئیگا کہ عقل حکم
کرے اسطور پر کہ یہ صورت ذہنیہ یعنی مرکب ذہنی مطابق واقع کے ہے اور
حقیقت مین مطابق واقع کے نہین ہے تو جہل لازم آئیگا اور اگر عقل حکم کرے
اس طور پر کہ صرف ذہن مین صورت ذہنیہ مرکب ہے نہ خارج مین تو جہل
کیون لازم آئیگا اس لئے کہ اگر عقل یون بھی حکم کرے کہ یہ مرکب ذہنی مطابق
واقع کے ہے اور حقیقت مین مطابق واقع کے نہین تو یہ علم ہے اس عالم کے
اعتقاد مین جہل ہان دوسرون کے نزدیک جہل ہو وہ اس کے علم کو مضر
نہین — علاوہ اس کے مطابقت و عدم مطابقت کا علم علم بمرتبہ ثانی ہے

اور گفتگو پہلے علم مین ہے - مگر ہان یون اعتراض اصل مطلب پر ہوسکتا ہے
کہ ذہن مین مرکب ہوا ہے کلیات سے یعنی جنس اور خاصہ سے مثلا اور چونکہ
کلیات کا وجود خارج مین نہین ہوتا پس خارج مین مرکب ہوا پس واجب الوجود
ممکن ہوگیا ذہن مین اور خارج مین واجب الوجود واجب الوجود ہی رہا اور گفتگو
ہے واجب الوجود خارجی مین تو اوسکا جواب ہم یون دینگے کہ یہ دو واجب الوجود
خارج مین جو پائے گئے آیا دونون دو کلی کے مصداق ہین یا دونون دو جزئی
متشخص و معین کے مصداق ہین نہین ہوسکتا کہ دونون دو کلی ہون کیونکہ
کلی کا وجود یا اوس کے مصداق کا وجود خارج مین نہین ہوتا پس لا محالہ دونون
دو جزئی حقیقی کے مصداق متشخص و معین ہین اور جزئی حقیقی کا مصداق خارج مین
مرکب ہوتا ہے عوارض خارجیہ سے کیونکہ مادہ اور صورت نوعیہ و صورت شخصیہ سے مرکب ہوگا اور
مادہ مرکب ہے اجزائے انفکاکیہ سے اور صورت شخصیہ مین کمیت داخل
ہے اور کم کی تقسیم اجزائے فرضیہ اور وہمیہ کیطرف ہوتی ہے اور یہ سب
موجب ترکیب ہین اور ترکیب موجب احتیاج باجزا ہے اور احتیاج باجزا
موجب امکان مرکب ہے پس مرکب واجب نہوگا بلکہ ممکن و حادث ہوگا
اور یہ نہین ہوسکتا کہ دونون جزئی حقیقی بھی نہون کیونکہ جب دو شے تحت
مین ایک ماہیت اور ایک کلی کے ہونگے تو خارج مین وہ دونون دو جزئی
حقیقی ضرور ہونگے اگر خارج مین اونکا وجود ہوا ور محض عوارض خارجیہ

وتشخصات وتعینات کے روسے دونون مین فرق ہوگا اگر خارج مین وجود
علیحدہ علیحدہ ہوگا تو وہ حقیقتہً دو ہونگی ٭

پس ثابت ہوا کہ واجب تعالی اگر دو ہون تو ذہن مین اور خارج از ذہن
مین دونون مرکب ہون گے اپنے اپنے اجزا سے اور حادث ہونگے واجب الوجود
نہون گے اور اگر واجب ہوگا تو ایک ہی ہوگا ذہن مین بھی خارج مین بھی اور
جب ایک ہے تو وہ جیسا کہ کلی نہین ہے جزی حقیقی بھی نہین کیونکہ کلیات
وجزئیات ازروے اشتراک وافتراق مفاہیم کے ہوتے ہین اور جب ایک ہے
تو اشتراک وافتراق کو کیا دخل پس مطلب ثابت ہوا اور جو دلیل کہ مانع
ہے دو موجود واجب الوجود ہونے کو وہ مانع نہین ہوسکتی دو موجود کو
ایک واجب الوجود اور دوسرا عالم یعنی مخلوق اس لئے کہ یہ دو واجب الوجود
اور ممکن الوجود نہ تحت مین ایک کلی کے ہین اور دو متباین تو مین نہین
ہین اور نہ ایسے ہین کہ ایک جنس عالی کی نوع ہو اور ایک جنس سافل
کی نوع ہو اس لئے کہ وجود جو اعم الاشیا ہے وہی عین ذات واجب
الوجود ہے تو وجوب وغیرہ بدرجہ اولے عین ذات واجب الوجود ہے
پس واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی پس اوس کو اشتراک ممکنات سے
نہین ہے تا اینکہ ما بہ الامتیاز سے اون مین افتراق اور تخصیص ہو

۴۸ — اور مختصر دلیل توحید یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگر واجب الوجود

رو ہوں تو اشتراک ہوگا ایک حیثیت سے اور امتیاز و افتراق ہوگا دوسری
حیثیت سے اور جس چیز میں مشترک ہیں وہ غیر ہوگا اوس چیز کا کہ اوسکے
رو سے دونوں میں فرق ہے - یعنی مایہ الاشتراک غیر ہوتا ہے مایہ الامتیاز کا
پس ہر ایک میں دو دو چیزیں متغائر پائی جائینگی پس دونوں مرکب ہونگی
ولو ذہن میں مرکب ہوں کہ ترکیب ذہنی سے اسکا امکان و احتیاج ذہناً
ثابت ہوگا اور امکان و احتیاج و حدوث واجب الوجود بالذات کا ذہن
میں بھی نہیں ہوتا ہے کیونکہ جو واجب الوجود ہے وہ خارجاً و ذہناً بہر
حالت واجب الوجود ہے جو ممکن ہے وہ حادث و محتاج ہے اور ذہناً و
خارجاً بہر حال ممکن و محتاج ہے *

۵ - جب - ثابت ہو چکا کہ وجود واجب الوجود عین ذات واجب الوجود
ہے تو اگر دوسرا واجب الوجود بالذات مثل اسی کے پایا جائے تو وجود
اوسکا بھی عین ذات ہوگا اور جب دونوں واجب الوجود بالذات
ہیں تو دونوں کی ذات ایک ہی ہوگی از روے ذات کے کچھ فرق نہیں
رہیگا جیسا کہ گذرا تو دونوں ایک ہی وجود میں ایک ہی ذات میں شریک
ہونگے یعنی دونوں موجود ایک ہی چیز ہے وجود دوسرے کا علیحدہ نہیں
ہوا اور جب وجود علیحدہ نہوا تو عوارض و صفات بدرجہ اولے علیحدہ نہونگے
کیونکہ لحوق عوارض فرع موجودیت ہے اگر عوارض علیحدہ ہوں تو لازم آئیگا

کہ مختلف عوارض ایک ہی موجود ایک ہی معروض مین بائے گئے تو اجتماع
النقیضین یا اجتماع تضادہ لازم آئیگا اور اگر عوارض بھی ایک طور کے ہین
کچھ فرق نہین ہے تو دونون معروض ذاتاً و وجوداً و صفاتاً بہر حیثیت ایک
ہی ہے فہو المطلوب -

۴ - واجب الوجود - بالذات ایک ہے اگر ایک نہو بلکہ زیادہ
ہون تو کم سے کم دو ہون گی پس دونون کی ذاتین دو ہون گی کیونکہ
دونون کی ذات اگر ایک ہے تو لازم آئیگا کہ جمیع جہات و جملہ صفات و عوارض
دونون ایک ہونگے اس لئے کہ وجود عین ذات واجب الوجود ہے اور جب
اعم اشیا کہ وجود ہے عین ذات ہے تو دیگر اشیا کہ خاص تر ہین وجود سے
بدرجۂ اولے عین ذات ہون گے اس لئے کہ عینیتِ خاص لازم ہے عینیت
عام کو کیونکہ جب حیوان مثلاً عین ہو گا کسی کا تو انسان بھی عین ہو گا اوسکا
اس لئے کہ خاص تحت مین عام کے داخل ہے پس دونون کو ضرور دو ذاتین
مختلف ماننا ہو گا - اور جب دو ذاتین مختلف ہین تو وجود کہ جو عین واجب
الوجود ہے وہی وجود عین واجب الوجود دوسرے واجب الوجود کا بھی
ہوگا اور دونون وجود مین کوئی فرق نہین ہے پس یہ واجب الوجود عین
وجود ہے اور وہ وجود عین اوس واجب الوجود کا ہے اور عین کا عین
عین ہو گا مساوی کا مساوی مساوی ہو گا پس یہ ذات عین وہ ذات ہے اور

فرض کیا تھا کہ یہ غیر اوسکا ہے ہذا خلف پس دونون مغائر ہون گے تو مابہ الامتیاز دونون کا مغائر ایک دوسرے کے ہوگا اور مابہ الامتیاز مغائر نہین ہو سکتا بسبب اتحاد وجود کے تو عین ہوگا پس خلاصہ یہ کہ اگر دو ہون تو ایک ہونا لازم آتا ہے اور دو کو ایک کہو تو دو ہونا لازم آتا ہے اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور یہ محال، دو فرض کرنے سے لازم آیا تو ملزوم بھی اوسکا باطل ہے یعنی دو ہونا باطل ہے اور یہی مطلوب ہے *

۷ - **خدا** - ایک ہی ہے اگر بالفرض دو خدا ہون یعنی دو واجب الوجود ہون بالذات تو دونون مین کچھ فرق ہوگا اس لئے کہ وجود واجب الوجود اور وجوب واجب الوجود اور تعینات وتشخصات واجب الوجود سب عین واجب الوجود ہین جیسا کہ اوپر ثابت ہوا اور جب ہر مابہ الاشتراک ایک ہی ہے اور مساوی کا مساوی مساوی عین کا عین عین ہے تو یہ واجب الوجود عین اپنے وجود ووجوب وتشخصات وجمیع تعینات کا ہے اور وجود وجوب وجملہ تعینات عین اوس واجب الوجود کا ہے پس یہ واجب الوجود بالذات عین اوس واجب الوجود بالذات کا ہوگا بجمیع جہات وحیثیات پس دو بھی ہوئے تو ایک ہی ہے اور یہی مطلوب ہے -

۸ - **واجب الوجود - بالذات ایک ہے**، اگر ہم فرض کریں کہ دو موجود واجب الوجود بالذات ہون تو دونون شریک ہون گے وجوب الوجود مین

اور جب دونون مین اشتراک وجوب وجود مین ہے تو دونون مین فرق
و امتیاز بھی ضروری ہونا چاہئے و الا دو نہو سکیگا اور فرق کسی حیثیات سے
ہو مثلا ایک خالق ہو تو ایک رازق ایک عالم ہو تو ایک قادر ہو پس
جس حیثیت سے فرق ہے یعنی جو چیز کہ فرق دینے والی اور امتیاز دینے
والی ہے تین حال سے خالی نہین یا یہ کہ ما بہ الامتیاز دونون مین عین و تمام
حقیقت و ماہیت اوس واجب الوجود کی یا اوس واجب الوجود کی یا دونونکی
ہوگی یا جزو تمام حقیقت ہوگی اسکی یا اوسکی دونون کی یا یہ کہ خارج تمام حقیقت
سے ہوگی نہین ہو سکتا کہ ما بہ الامتیاز تمام حقیقت و ماہیت ہو و الا جو شئے کہ
دونون مین مشترک مانی گئی ہے یعنی وجوب وہ خارج دونون کی حقیقت سے
ہوگی کیونکہ جسکی وجہ سے فرق ہے وہ ہی تمام حقیقت اور نوع ہے کہ جس
نوع کے تحت مین وہ واجب الوجود ہے پس دونون کی حقیقتین ایک نوع
ہوگی تو فرق نرہیگا تو وجوب کو ما بہ الامتیاز قرار دینا پڑیگا کیونکہ سواے وجوب
کے جتنی چیزین ہین وہ سب ما بہ الامتیاز قرار پائی تھین اور وہ اب باعث
اشتراک ہوگئین تو اب سواے ان ما بہ الامتیاز کے کوئی چیز سواے وجوب
کے نہین ہے پس وجوب خارج از حقیقت ہوگا اور وہی ما بہ الامتیاز ہوگا
اور یہ خلاف ہے اوس کے کہ جو ثابت ہو چکا کہ وجوب عین واجب الوجود کے ہے
تو ضرور تمام حقیقت نہ ہوگا پس ما بہ الامتیاز یا جزو حقیقت ہوگا یا خارج

از حقیقت اگر جزو حقیقت ہے تو حقیقت واجب الوجود کی مرکب ہوگی
جنس وفصل سے ما بہ الاشتراک جنس ہوا ور ما بہ الامتیاز فصل پس ذہن
مین ترکیب واجب الوجود کی ہوگی اور مرکب محتاج اپنے اجزا کیطرف ہوتا
ہے اور محتاج ممکن و حادث ہے پس ذہنًا ممکن ہوگا اور وہ نہ ذہنًا ممکن
ہوتا ہے نہ خارجًا پس واجب الوجود نہ رہا اور فرض کیا تھا واجب الوجود کو۔
ہذا خلف ۔ علاوہ برین خارج مین بھی مرکب ہوگا اس لئے کہ واجب الوجود
شخص ہے اور تشخص داخل ہوتا ہے متشخص مین ۔ پس
واجب الوجود متشخص و مرکب ہوا خارج مین ۔ علاوہ برین جب
ثابت ہوچکا کہ جمیع تعینات عین واجب الوجود ہوتے ہین تو پھر کیونکہ جزو
واجب الوجود کا ہوگا ۔

اب باقی رہا یہ کہ ما بہ الامتیاز کہ جو سوائے وجوب ہے وہ خارج حقیقت ہو
واجب الوجود سے یہ بھی باطل ہے اس لئے کہ پھر بھی دونون واجب الوجود
مرکب ہونگے بیش ازین نیست کہ مرکب ما بہ الاشتراک سے یعنی جنس سے
اور ما بہ الامتیاز سے یعنی تعینات یعنی عوارض مشخصہ سے ہوگا پھر واجب الوجود
واجب الوجود نرہیگا بلکہ ممکن الوجود و حادث ہوجائیگا اور فرض کیا گیا کہ
دو واجب الوجود بالذات ہین پس دو ہونا باطل ہوا تو دو سے زیادہ
ہونا بدرجہ اولٰے باطل ہوا پس ایک ہونا ثابت و متحقق ہوا اور یہی

مطلوب ہے *

۹ - واجب الوجود - بالذات کا اگر ثبوت ہو تو ملغ شرکت و ثنیت
ہوگا اور وہ ثابت ہو چکا تو دو واجب الوجود کا ہونا باطل ہے اس لئے
کہ واجب الوجود ممکن الوجود نہیں ہو سکتا ورنہ اجتماع النقیضین لازم
آئیگا اور جب واجب الوجود دوسرا فرض کیا جائیگا تو لازم آئیگا کہ یہ نزاع جب
الوجود بانا ہوا ممکن الوجود بالذات ہو جائیگا یا دوسرا واجب الوجود
ممکن الوجود ہوگا کیونکہ تمام عالم کی احتیاج اوسکے وجود و افعال و بقا
وغیرہ میں - واجب الوجود بالذات کیطرف ثابت ہو چکی اور اوس کا
واجب الوجود و علت تامہ موثرہ ہونا اوسکے کل غیر کے لئے ثابت و مبرہن
ہو چکا پس اب جو دوسرا واجب الوجود و علت تامہ موثرہ تجویز کیا
جاتا ہے وہ کیا چیز ہے اگر وہ غیر اوسکا ہے تو ممکن ہوگا کیونکہ واجب الوجود
کا کل غیر نہیں ہوتا مگر ممکن اور اگر وہی واجب الوجود ہے تو یہ واجب الوجود
جو ثابت ہو چکا واجب الوجود نرہیگا بلکہ غیر اوس واجب الوجود کا ہوگا
اور جو غیر ہے وہ ممکن الوجود بالذات ہے - خلاصہ یا وہ ہو یا یہ ہو ضرور
ایک ہی واجب الوجود ثابت ہوگا اور ما بقی ما واجب الوجود کا غیر ہوگا اور
واجب الوجود کا غیر نہیں ہوتا مگر ممکن بالذات پس واجب الوجود ایک ہی
ہے اور یہی مطلوب ہے *

۱۰ - تمام عالم کے لئے کوئی ایک علت تامہ موجدہ مستقلہ ضرور
ہے - اس لئے کہ یہ ظاہر ہے کہ جو معدوم کہ سابق مین موجود تھے یا
نہ تھے اور جو معدوم کہ آیندہ موجود ہون گے یا نہون گے ان معدومات
کا حال تو ظاہر ہوچکا کہ اونکو اپنے وجود وعدم پر اختیار نہین ہے اگر سابق
والونکی طبیعت کو اپنے عدم پر اختیار رہتا تو درحالت معدومیت موجود
تھے یہ باطل ہے اور بے موجودیت فعل ظہور مین نہین آسکتا اور جب اونکو
اپنے عدم پر اختیار نہین تھا اور محتاج غیر کے تھے تو اپنے وجود پر اونکو
اختیار نہیا کیونکہ اگر اون کی خود طبیعت کو اپنے وجود مین اختیار رہتا اور
کسی سے مجبور نہ تھے تو ہمیشہ رہتے اور ایسا ہی آیندہ والون کی
طبیعت کو اپنے وجود پر اگر اختیار ہے تو موجود ہوتے ہمیشہ اور کسی
سے مجبور نہوتے اور جب موجود ہون گے تو اپنی طبیعت سے موجود ہونگے
والا وجود درحالت معدومیت لازم آئیگا لیکن کچھ بحث گفتگو ہی اپنی موجودات مین ہے جو خیر مین ہیا
کہ موجود مین اگر ایک موجود کو دوسرے موجود کے وجود وعدم پر اختیار
ہو تو اوس موجود کو اپنے وجود وعدم پر بدرجہ اولے اختیار ہوگا کیونکہ
دوسرے پر اختیار رکھنا فرع اسکی ہے کہ پہلے اپنے پر اختیار رکھتا ہو
اور جب اپنے ہی پر اختیار رکھنے مین محتاج غیر کا ہے تو بدرجہ اولے
دوسرے پر اختیار رکھنے مین محتاج غیر کا ہوگا پیش ازین نیست کہ دونون

اگر اختیار رکھتا ہو بالفرض و بوفی الجملہ سہی تو علت مستقلہ اور موثرہ وجود
وعدم مین نہوا بلکہ علت بواسطہ اپنے خالق کے ہوا اور کلام اس مین ہے
کہ کون علت مستقلہ ہے عالم کا اور اثر کرنیوالا ہے عالم کے وجود
وعدم مین حالانکہ کوئی علت ناقصہ بھی نہین ہے والا علت تامہ مستقلہ
محتاج واسطہ کا ہوگا تو مستقلہ اور تامہ نرہا بلکہ یہ بھی ناقصہ ہوجائیگا۔
اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی اپنے وجود وعدم پر اختیار نہین رکھتا والا چاہیے کہ
اپنے کو موجود کرے اور آپ اپنے کو معدوم کرے تو لازم آئیگا وجود
درحالت عدم اول اور وجود درحالت عدم آخر اور یہ محال ہے اس سے
ثابت ہوا کہ ان موجودات بالفعل مین کوئی کسی دوسرے پر وجود
وعدم مین اختیار نہین رکھتا پس موجودات سابقہ اور موجودات آیندہ
اور موجودات بالفعل سب کے سب محتاج غیر کے ہوئے اور وہ غیر
چاہئے کہ خود ہمیشہ سے موجود ہوا اور ہمیشہ موجود رہے اپنی طبیعت و اختیار
سے بے احتیاج غیر کے اگر وہ غیر ہمیشہ سے موجود نہوا اور اپنے کو
موجود کرے تو وہی قباحت لازم آئیگی کہ وجود درحالت عدم ہوگا اور ایسا ہی
اگر ہمیشہ آیندہ موجود نرہے تو اپنے عدم کو آپ ہی اختیار کریگا تو وجود
درحالت معدومیت ہوگا پس معلوم ہوا کہ کوئی غیر ہے کہ جو ہمیشہ سے
ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ ہی دوسرون کے وجود وعدم پر اختیار

رکھتا ہے پس وہ غیر جو علت موجودہ ہے اگر کئی ہین تو اکنین سے
ایک دوسرے پر اختیار رکھتا ہے تو دوسرا اس پر اختیار نہ رکھیگا و
الا وہی قباحت پھر لازم آئیگی پس جو مختار ہے سب پر وہی واجب الوجود
ہے اور باقی سب اس ایک کے محتاج ہونگے اپنے اپنے وجود و عدم مینا
اور اگر ایک دوسرے پر اختیار نہین رکھتا ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم
آئیگی کیا وجہ ہے کہ سب اغیار پر اختیار رکھے اور اون اغیار پر جو شریک
کہلاتے ہین اونپر اختیار نہ رکھے اگر کہا جائے کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ
سب مساوی ہین واجب الوجود کے دو برابر قوت والون مین کیونکر
ایک دوسرے پر غالب آئیگا تو کہون گا کہ ابھی ثابت ہی نہین ہوا ہے کہ
وجود و عدم مین یہ اوسپر اختیار نہ رکھتا ہے تا اونکی مساوات ثابت ہو
اگر یہی مساوات مرجح ہے تو اول البحث ہے کہ ایک دوسرے کا مساوی
ہے یا نہین جب مساوات ثابت نہین ہوئی ہے تو ایک کے دوسرے پر
غالب نہ آنے کی کیا وجہ ہے جب تک کوئی وجہ نہ معلوم ہو گی تو ایسا ہی
سمجھینگے کہ ایک دوسرے پر غلبہ و قوت و اختیار رکھتا ہے اور دوسرا اوسپر
نہین رکھتا تو عدم مساوات مرجح ہے اس لئے کہ مساوات ثابت نہین
ہوئی تو ایک ہی قادر مطلق واجب الوجود ہے باقی سب محتاج سب حادث
و مخلوق اوس کے ہونگے اور یہی مطلوب ہے *

۱۱ - ثابت ہوا - کہ علیت و قومیت واجب الوجود بالذات کو ہے خالقیت و موثریت بمرتبہ کمال و بالاستقلال اوسیکو ہے تمام کائنات کے لئے تو ضرور ایک واجب الوجود ہے اگر دو ہون تو دوسرا اگر معطل ہے فہو المطلوب کہ وہ دوسرا موثر و خالق نہین ہے اور اگر موثر و علت ہے معطل نہین ہے تو آیا یہی دوسرا بالاستقلال و بمرتبہ علت موثرہ و خالق ہے فہو المطلوب کہ ایک ہی خالق و موثر ہے اور اگر یہ دوسرا علت و موثر بالاستقلال و بدرجہ کمال نہین ہے بلکہ اوس اول کے ساتھہ مین اشتراکت و معونت ایک دوسرے کے کچھہ اسکا اثر ہے کچھہ اوسکا تو یہ دوسرا جو ہے وہ واجب الوجود بالذات استقلالاً وکملاً و محتاج الیہ کل کائنات کا نہین تو اوسکا واجب الوجود بالذات ہونا ثابت نہین ہے اور اول جو ثابت ہوچکا ہے وہ باطل و غیر ثابت نہین ہے اور اول کا نقصان فرضی اہی مانا گیا تھا دوسرے کے ثابت کرنے کے لئے اور بسبب فرضِ باطل فرضِ باطل ہے اور یہی مطلوب ہے *

۱۲ - ذات - واجب الوجود بالذات کی ثابت ہوچکی پس اگر بالفرض یہ ذات دو ذاتین ہین تو دوسری ذات ضرور اوس ذات کے اختیار نہ رکھے گی و الا وہ واجب الوجود بالذات نہین ہے ہف اور جب

اوس ذات پر اختیار نہین رکھتی تو یہ دوسری ذات واجب واجب الوجود
بالذات نہین کیونکہ واجب الوجود وہ ہے کہ جو سب پر اختیار کامل رکھے تو
جو خود ناقص ہو اور بے اختیار ہو غیر پر تو ایسی ذات محتاج الیہ
کائنات کی نہین ہے اس لئے کہ جسکی علت تامہ قدرت و اختیار مین
نہین تو اوس کا معلول بھی قدرت و اختیار مین نہین ہے ✱

۱۳۱ - جب یہہ ثابت ہو چکا - کہ تمام عالم کے لئے کوئی علت
ہے اور وہ واجب الوجود ہے اور اوسکا وجود عین ذات ہے اور اُسکا
وجوب بھی عین ذات ہے اور اوس کے کمال بھی عین ذات ہین اور
وہ واجب الوجود بالذات ہے اور ازلی اور قدیم اور باقی اور دائم
اور ابدی و سرمدی ہے اور وہ محتاج کسی کا نہین وہ حادث نہین وہ
ممکن نہین وہ کیسیکا مخلوق نہین وہ کامل ہے ناقص نہین اور اوس
کے کمال مین کوئی حالت منتظرہ نہین اور وہ سب کا خالق ہے اور
خود ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا تو ان امور کے اعتقاد کے بعد ایسا
اعتقاد یا ایسا شک بھی نہین ہو سکتا کہ دو واجب الوجود ہون دو علت
ہون اور دونون مین ہر طرح کی مساوات ہو اس لئے کہ ایسے دونون
ضرور حقیقتہً دو ہون گے ایک دوسرے کا عین نہین ہو سکتا والا
مطلب کے خلاف نہین ہے اور جب دو حقیقتہً ایک دوسرے کے

مغائر ہے عین نہین ہے تو ایک دوسرے کا محتاج بھی ہنوگا ورالا محتاج
نہ عالم کی علت ہوگی اور نہ اپنے مثل کی بلکہ محتاج الیہ علت ہے اپنے مثل
کی بھی اور اگر طرفین سے احتیاج ایک کو دوسرے کیطرف ہے تو دونون
ناقص و محتاج ہین تو ان دونون مین سے ایک بھی واجب الوجود بالذات
نہوگا تو ضرور کوئی ایک ان مین سے محتاج دوسرے کا ہنوگا دونون
علحیدہ علحیدہ مستقل ہون گے اور دونون مین شرکت بھی ہنوگی یعنی
عالم کی علیت مین شریک ہونگے ورالا دونون ناقص ہون گے بسبب
احتیاج ایک کی دوسرے کیطرف اور جب اسطرح کے ہونگے تو عالم کی
مخلوقیت اور معلولیت ضرور ایک کیطرف مستند ہوگی اور دوسرے سے
کچھہ تعلق ہنوگا تو اس صورت مین وہ دوسرا علت نہین ہے خالق نہین
ہے تو واجب الوجود بالذات بھی ہنوگا کیونکہ وجود اوسکا ضروری ہنوا
بلکہ عبث ہوگا تو بدتر از ممکن الوجود ہوگا کیونکہ ممکن الوجود بھی عبث نہین
ہے اور لااقل اگر ممکن الوجود بھی ہو جب بھی واجب الوجود بالذات علت
عالم و خالق نہین ہے پس واجب الوجود بالذات ایک ہی ہے فہو المطلوب

۱۴ — واجب الوجود - علت تامہ عالم کا غیر اگر واجب الوجود
علت تامہ عالم ہے تو یہ غیر اوس واجب الوجود پر قدرت و اختیار
رکھتا ہوگا تو وہ واجب الوجود نہین ہے بلکہ یہ غیر واجب الوجود بالذات

وعلت تامۂ عالم ہے اور اگر اوسپر کچھہ قدرت و اختیار نہین رکھتا ہے
تو عالم پر بھی قدرت و اختیار نہین رکھتا ہے کیونکہ جب علت تامہ اختیار
مین نہین تو اوسکا معلول بھی اختیار مین نہین ہے اور جب عالم پر قدرت
و اختیار نہین رکھتا ہے تو یہ عنر جو ہے وہ علت تامہ اور واجب الوجود
بالذات ہی نہین ہے نہ علت تامہ ہے نہ اوس کا وجود ضروری ہے
تو یا ممکن الوجود ہے یا ممتنع الوجود و ہو المطلوب یا بطور فرض محال کے
ہے اور یہ مفر نہین +

اور یون بھی جاننا چاہئے کہ

۱۵ - جب تمام - ممکنات موجودات گذشتہ و موجودہ و
آیندہ کو بحیثیت امکانیت وجود کے ایک سلسلۂ ممکن قرار دین پس
آحاد مجتمعہ کا ایک مجموع ممکن اپنے تحقق مین جس علت تامہ کیطرف محتاج
ہے جیسا کہ ثابت ہوا تو ضرور دوسری کوئی علت ہوگی اس مجموع
کے لئے سوائے واجب الوجود ثابت شدہ کے کیونکہ جب اپنے تحقق
مین محتاج ایک علت کیطرف ہے تو پھر دوسری علت کیطرف محتاج
ہوگا اگر اس دوسرے کی طرف سے محتاج ہو تو معلوم ہوگا کہ اوس
اول ہی کیطرف اس ممکن کو احتیاج کم تھی اور یہ خلاف ثابت شدہ کے

ہے پس سواے اس واجب الوجود کے کوئی دوسرا واجب الوجود بالذات نہوگا فہو المطلوب *

جاننا چاہئے کہ تمام

۱۶ ا- عالم مین - دو حیثیتین ہین مجموع آحادِ عالم والعیاذ عن مجموع عالم یعنی آحادِ مجموعِ عالم اگر عالم علت تامہ وموجدہ ہے عالم کے لئے تو یا مجموع عالم علت ہے مجموع عالم کی یا آحاد علت ہے مجموع کی یا مجموع احاد کی یا احاد احاد کی یہ چار صورتین ہوئین اول باطل ہے کیونکہ علت و معلول مین مخالفتہ ذاتیہ لازم و واجب ہے والا مجموع مقدم ہوگا مجموع پر کیونکہ علت مقدم ہوتی ہے معلول پر اور خود کا خود پر مقدم ہونا اس کو لازم ہے خود کا موخر ہونا ہذا خلف اور خود کا خود سے موخر ہونا اسکو لازم ہے خود کا مقدم ہونا ہذا خلف *

پس اجتماع وجود و عدم کا بیک حالت ایک شئے مین لازم آیا اور یہ محال ہے *

اور دوسری صورت بھی باطل ہے کیونکہ مجموع اگر علت ہو ہر واحد آحاد کی تو یہ قباحت مذکورہ بھی لازم آئیگی کل واحدین اور آ علت ب کی۔ اور ب علت ہو آ کی تو آ علت ہوگی آ کے پھر وہی قباحت

لازم آئیگی اور ہر جود مین اجتماع وجود بالفعل ور وجود بالذات کا بھی ہو گا - اور یہ اجتماع المتنافیین ہے - اور اگر مجموع علت ہو بعض احاد مجموع مین تو تخصیص بے مخصص ہے اور ترجیح بلا مرجح و بے وجہ لازم آئیگی اور چونکہ یہ بعض احاد جو معلول ہے مجموع مین داخل ہے تو سابق کی قباحت بھی لازم آئیگی اور تیسری صورت بھی باطل ہے کیونکہ یا ہر ہر واحد احاد سے علت ہے مجموع کی تو وہی سب قباحتین صورت اولے اور ثانی کی لازم آئیگی اور اگر کوئی ایک اون آحاد سے علت ہے مجموع کی جب بھی صورت ثانیہ کی قباحتیں یعنی کل قباحتین لازم آئینگی - اور چوتھی صورت بھی باطل ہے کیونکہ اگر احاد علت ہے احاد کی یعنی اگر ہر ہر واحد علت ہے ہر ہر واحد کی تو صورت اولے کی قباحتین لازم آئیگی اور یا ہر ہر واحد علت ہے کسی ایک خاص مین تو کل قباحتین لازم آئیگی اور یا بعض احاد علت ہے بعض دوسرے احاد مین شلاً ا علت ہے (ب) کی (ب) علت ہے (ج) کی (ج) علت ہے (د) کی تو جو معلول ہے اپنے سابق کا وہ اپنے لاحق کی علت تامہ ہو گی اور موجد و موثر ہو گا بلکہ علت متوسطہ ہو گی اور علت متوسطہ علت ناقصہ ہے نہ تامہ اور کلام تامہ مین ہے ہذا خلف کیونکہ وجود و عدم مین معلول کے علت تامہ موثر ہوتی ہے نہ علت ناقصہ اور علت معدہ بلکہ علت ناقصہ بھی نہیں ہے یعنی علت تامہ موثرہ کا اثر

معلول کے وجود مین اور عدم مین ہوتا ہے نہ علت ناقصہ کا
اور جب (ب) کو اپنے وجود و عدم مین کچھہ قدرت
و اختیار ہی نہین ہے تو (ب) کو (ج)
معلول پر بسبب عدم قدرت و اختیار کے اپنی علت پر
کچھہ اختیار و قدرت نہین ہے پس وجود و عدم غیر کی علت ہی
نہوگی تو وہ سلسلہ ہی باطل ہوگیا — اور مثل اس کے ہے اگر چند آحاد کا
ایک سلسلہ اور چند دیگر احاد کا دوسرا سلسلہ لیا جائے تو یہ سب سلسلے ہی ٹوٹ
جاوینگے اور جب چارون صورتین باطل ہین تو معلوم ہوا کہ عالم
و عالمیان کی علت غیر عالم و عالمیان ہے اگر وہ علت دو ہین اور دونون
موجد و موثر نہین ہین اس معلول کے لئے فہو المطلوب — کیونکہ علت
و موجد و موثر ایک ہی ثابت ہوا دوسرا جو ہے وہ علت ہی نہین ہے
موجد و موثر بھی نہین ہے وہ خالق ہی نہین ہے — اور اگر علت و موجد و
موثر و خالق ہے تو دونون شریک ہین ایجاد و تاثیر و خلق و علیت مین تو ہر ایک
کا فعل دوسرے کی مدد سے ہوا تو دونون علیحدہ علیحدہ ناقص ہین اور ایک
دوسرے کا محتاج ہے تو ضرور وہ دونون اپنے وجود مین بھی محتاج
دوسرے کے ہونگے کیونکہ جب معلول پر قادر ہونے مین محتاج غیر کے
ہین تو اسکی علت مین بدرجہ اولے محتاج غیر کے ہونگے تو واجب الوجود بالذات دو نہین ہوسکتے

کوئی ہوا ہان دونون ملکے کامل ہوئے تو واجب الوجود بالذات علت موثرہ و موجد خالق مجموعہ
اون دونون کا ہوا تو مرکب ہوا تو مجموع من حیثیت مجموع اپنے اجزا
کیطرف وجود و عدم مین محتاج ہے کہ جب اجزا موجود ہون تو مرکب موجود
ہوگا و الا فلا تو مجموع بھی واجب الوجود بالذات ہوا اور واجب الوجود
بھی ہے کیونکہ مفروض ہوچکا ہے تمام عالم منسوب اسیطرف ہے سب معلول
اسی کا ہے ہفت تو یہ مرکب ہوگا اور دو ہون گے ایک ہی ہوگا فہو المطلوب

بیان صفات واجب الوجود

ذات واجب الوجود بالذات کا وجود اور اوسکا خالق ہونا اور علت
تامہ ہونا اور علت موثرہ و موجدہ ہونا اور فاعل باختیار ہونا اور قادر
و قدیم ہونا اور کل کائنات کا محتاج الیہ ہونا اور ایک ہونا اور بسیط یعنی
غیر مرکب ہونا وغیرہ جب ثابت ہوچکا تو یہی وجود و خلق و فعل و قدرت
و اختیار و قدامت و بے مثالیت و غیر محتاج یعنی غنی ہونا اور سب کا
محتاج الیہ ہونا یہ سب صفات ہین اوس ذات واجب کے لئے جب اوس ذات کا
ثبوت کوئی مصداق نہین ہے تو ضرور وہ موجود ہی نہین ہے اور موجود ہونا ثابت
ہوا تو اوس کا کوئی مصداق ضرور ہے اور موجود ہے اور اوسکا فعل بھی
ثابت ہوچکا تو ضرور معین و مشخص موصوف بصفات ہے و الا نہ موجود

سے ہے نہ واجب الوجود ہے نہ خالق نہ علت نہ با ختیار نہ بے اختیار نہ قدیم
نہ حادث نہ قادر نہ محتاج الیہ وغیر ذالک بہت تو ضرور صفات ہین *

اقسام صفات باری تعالے

اور صفات باری تعالے کے جو اوسکی ذات سے متعلق ہین دو طرح کے ہین یعنی بعضے صفات سے کمال موصوف کو ہوتا ہے اور بعضے صفات اوسکے صفات کمالی نہین کہلاتے یعنی صفات جو عین ذات ہین وہ صفات کمال کہلاتے ہین اگر یہ صفات کمالی غیر ذات باری تعالے اور اوسکی ذات پر زائد ہون تو استکمال ذات باری تعالے غیر سے بلکہ اغیار سے ہوگی پس اغیار کیطرف محتاج ہوگا تو ممکن وحادث ہوجائیگا واجب الوجود نہ ہیگا اور کمال اوس کو ضرور ہے ورنہ نقصان باعث اسکا ہوگا کہ واجب الوجود واجب الوجود نہ ہے ممکن وحادث ہوجائے اور یہ محال ہے پس کمال اوسکو ضرور ہے تو ہر طرحسے اور ہر حیثیات سے ہر جہات و اعتبارات سے وہ کامل ہوگا ورنہ اگر کسی ایک چیز مین بھی وہ ناقص ہوگا تو وہی محالات لازم آئینگے پس جب ہر طرح سے کامل ہوگا نہ یہ کہ رازق ہو عالم نہو قادر ہو ارادہ کنندہ نہو یا مرید ہو سمیع و بصیر نہو تا نقصان لازم آئے اور نقصان اوسکے لئے روا نہین تو ہر طور سے کامل ہوسکے

یہ معنی ہوں گے کہ کسی کمال مین اوسکو حالت منتظرہ اور آیندہ ہونے والا کمال
ہنین ہوگا یعنی من جمیع الجہات کامل ہے بلکہ اکمل ہے *
اس لئے کہ خود اوسکی ذات کافی ہے جمیع صفات کے پائے جانیکے لئے
اگر اوسکی ذات کمال اور صفات کے لئے کافی ہو تو وہ کمال کہ جو ضروری
شئے ہے کسی غیر ذات واجب تعالے کیطرف سے ہوگا اور لااقل یہ ہے
کہ کوئی ایک صفت کمالی کسی غیر ذات واجب تعالے کیطرف سے پائی جائیگی
تو ترجیح بلے مرجح کے لازم آئیگی اور یہ محال ہے پس جمیع صفات کمالی غیر
کیطرف سے ہونگی تو ذات واجب اپنے کل کمال مین محتاج غیر کی ہوگی
پس واجب الوجود واجب الوجود نہ ہا بلکہ محتاج غیر ممکن و حادث ہوجائیگا
کیونکہ شئے محتاج غیر ممکن و حادث ہے نہ واجب الوجود بالذات جیسا کہ
مکرر گذرا - علاوہ اس کے وہ غیر جو علت اور باعث صفات کے لئے
ہوگا وہ غیر اگر قدیم ہے تو کئی قدیم ہونگے اور قدیم سوا لئے واجب تعالے
کے اور کوئی ہنین ہے جیسا کہ گذرا اور آئیگا اور قدیم ہو تو ضرور حادث
ہوگا تو اوس حادث کے لئے ضرورت دوسری علت کی ہوگی پہر وہ علت
یا قدیم ہے یا حادث اگر قدیم ہے تو تعدد قدما لازم آئیگا اور وہ باطل ہوچکا
اور ہوئیگا اور اگر حادث ہے تو پہر اوسکے لئے کوئی علت چاہیئے پہر ایسا ہی
کلام اوس مین ہوگا یہان تک کہ غیر متناہیہ جمع ہون گی اور علت ہاسے

غیر متناہیہ یعنی امور غیر متناہیہ مطلقًا کا جمع ہونا تسلسل ہے اور تسلسل محال ہے - پس غیر ذات واجب تعالےٰ کا تجویز کرنا صفات کے لئے محال ہوا پس ذات ہی واجب تعالےٰ کی کافی ووافی ہے اپنے صفات کمالیہ کے پائے جانے کے لئے یعنی یہ صفات کمالی عین ذات واجب تعالےٰ کی ہونگی اور یہی مطلب ہے کہ ذات واجب تعالےٰ کے لئے کوئی حالت منتظرہ نہین ہے تا نقصان واجب تعالےٰ لازم آئے - اور یہان سے یہ بھی ثابت ہوچکا کہ استکمال بالغیر یعنی اپنے کمال مین احتیاج اور افتقار غیر کی ذات واجب تعالےٰ مین خلاف عقل ہے ورالا محتاج وممکن وحادث ہوجائیگا۔ پس اب تفصیل صفات باری تعالےٰ کی سمجھنی چاہئے -

صفات

باری تعالےٰ کے دو طور کے شمار کئے جاتے ہین بعضے ایسے صفات ہین کہ اوس کے لئے ثابت و موجود ہین اور بعضے ایسے ہین کہ اوس سے نفی کئے جاتے ہین یعنی اوسکے لئے نہین پائے جاتے ہین یعنے چند چیزین ایسی ہین کہ اوس سے معدوم ہین مگر اونکو بھی صفات کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین جو صفات کہ پائے جائین اونکو صفات ثبوتیہ کہتے ہین اور جو صفات کہ اوس مین نہین پائی جاتی ہین اور اوس سے وہ چیزین نفی کیجاتی ہین اونکو صفات

سلبیہ کہتے ہین صفات ثبوتیہ یہ ہین - [1] ازلیہ + و [2] ابدیہ + [3] قدرۃ +
[4] علم + [5] حیوۃ + [6] ارادہ + [7] ادراک + [8] تکلم + [9] بقا + [10] صدق + [11] غنا +
[12] عدل + [13] افعال بندگان مین قوۃ موثرہ کا خالق ہے + [14] مستحق کو عوض
دیتا ہے + [15] خواہان اطاعت + [16] کارہ معصیت سے ہے ان
صفات کے اعتبار سے باری تعالے کو ازلی ابدی قادر عالم + حی + مرید +
مدرک + متکلم + باقی + صادق + غنی + عادل وغیرہ کہتے ہین یہ سب
صفات ثبوتیہ ہین + اور دوسری قسم کہ جو باری تعالے مین نہین پائی جاتی
ہین انکی بھی دو صورتین ہین ایک یہ کہ عدم صفات مذکورہ اوسمین ہو یعنی انہین صفات مذکورہ کے
خلاف کو فرض کرین کہ باری تعالیٰ مین نہین پائے جاتے ہین مثلاً قدرت اوس مین
ہے عدم قدرۃ نہین علم ہے جہل نہین بقا ہے فنا نہین صدق ہے کذب
نہین وازین قبیل + دوسری قسم کہ جو اوس مین معدوم ہین وہ یہ ہین کہ
وہ کسی کا مماثل ومثل نہین ہے مرکب نہین ہے + وہ کسی خاص جگہہ مین
نہین ہے جیسے کہ کوئی جسم کسی معین جگہہ مین ہو - وہ کسی سمت کسی جہتہ
مین نہین ہے + وہ کسی حوادث کے ساتھہ متصف نہین ہے اور محل تغیرات
وتبدلات نہین اوسکو لذت والم نہین ہوتا + وہ آلات جسمانیہ نہین
رکھتا + نہ اوسکی کنہ وحقیقت معلوم ہوتی ہے اور نہ وہ دیکھنے مین
آتا ہے + اوسکا کوئی شریک نہین + وہ فاعل قبیح نہین + وہ فاعل فعل

عبث نہین + اوس کے لئے کوئی حالت منتظرہ غیر حاصلہ نہین ہے اولاً میرا ارادہ ہوا کہ ان صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کو بدلیل نہ لکھون اس لئے کہ رسالہ طولانی ہو جائیگا مگر کچھ بہی دلائل نہ لکھے جائین یہ بھی پسندیدہ نہین اس لئے اکثر کو بدلائل اجمالیہ بطور اختصار بیان کرتا ہون صفات ثبوتیہ کو صفات کمال بہی کہتے ہین کیونکہ ہر شخص کا کمال اوسکی صفات سے ہوتا ہے اور توضیح ہر ایک کی یہ ہے وہ ازلی و ابدی ہے اور ہمیشہ رہیگا یعنی قدیم ہے اگر ازلی نہو تو ابتداً اوسمین عدم پایا جائیگا اور ابدی نہو تو آیندہ اوسمین عدم پایا جائیگا اور جب اول و آخر یا اول یا اخر مین اوسکے لئے عدم ہے تو وجود و عدم کی نسبتہ اوسکی طرف مساوی ہوگی اور ممکن بالذات ہوگا حالانکہ وہ واجب الوجود بالذات ہے اور ثابت ہو چکا تو ضرور ازلی و ابدی یعنی قدیم ہے حادث نہین ہے

اور واجب الوجود تعالے ہی صرف قدیم ہے سوائے اوس کے کوئی قدیم نہین ہے اس لئے کہ سوائے اوس کے کوئی واجب الوجود بالذات نہین ہے سب ممکن ہین اور جو ممکن ہے اوسپر عدم طاری ہوتا ہے تو قدیم کیونکر ہوگا کیونکہ قدیم مین کبھی ازلاً ابداً عدم نہین ہوتا و الا حادث ہوگا قدیم نہ رہیگا اور صفات باری تعالے کے جو قدیم ہین تو اس لئے کہ صفات باری تعالے کے عین ذات باری تعالے ہین جو صفت کہ ذات

پر زاید اور غیر ذات ہون وہ قدیم نہین ہین - اور صفات غیر قدیمہ بھی
بعضے اوس کے لئے ہین اونکا بیان آئیگا -

۲ - وہ قادر ہے یعنی ہر مقدور غیر ممتنع و محال پر اوسکو قدرة
واختیار ہے یعنی جس شئے سے ازروئے عقل کے قدرت متعلق ہوسکتی
ہے اور وہ موجود ہوسکتا ہے عقل کی رو سے تو اوسپر وہ قادر ہے
کسی شئے پر تسلط و قدرت سے وہ عاجز نہین اور جو شئے کہ اوسکا وجود
مین آنا عقلاً محال ہے اور وجود اوسکا ممتنع ہے اوسپر قدرت و اختیار بھی
محال ہے ورنہ ممتنع الوجود فرض کیا ہوا ممکن الوجود بلکہ موجود ہوجائیگا یا
قدرت قدرت نرہیگی کیونکہ محال پہ قدرت محال ہے اور محال شئے معدوم
ہے اور چونکہ قدرة فعل اور اختیار و تسلط اوسکا محال نہین ہے اس لئے
قدرة اوسکی متعلق شئے غیر مقدور و محال و ممتنع سے نہین ہوتی کیونکہ وہ
قدرة متعلقہ بمحالات حقیقتہً قدرة نہین ہے وہ قدرة ممتنعہ ہے اور جو شئے
ممتنع و محال حقیقتہً ہے وجود اوسکا ممتنع و محال ہے تو قدرة اسطرح کی
وجود مین نہین اسکتی یعنی باری تعالےٰ اپنی قدرة سے وجود و عدم کو
بیک حالت ایکجگہ مین مجتمع نہین کرتا کہ اوسکی قدرت سے معدوم درحالت
معدومیت موجود ہو یا چار دونا کو پانچ کر دے درحالیکہ آٹھ ہو جیسا کہ
محال ہے کہ وہ خود اپنے کو معدوم کر دے یا کبھی اپنے کو مجسم بنا دے یا کبھی

اپنے کو چار اور دس نہیں خدا بنا دے یہ سب محال ہین اور نقص اوسکا ہے واجب الوجود واجب الوجود نرہیگا ممکن ہو جائیگا اسی طرح ایسا فعل بھی نہین کرتا کہ جس سے اوسکا نقص ہو کیونکہ محال کو ممکن کر دینا یا واجب الوجود کو ممکن یا ممتنع کر دینا محال ہے اور موجب نقص ہے بلکہ مقدور کے محال ہونے سے قدرۃ اوسپر بھی محال ہو گی اور محال نہین ہے مگر ممتنع الوجود بالذات پس ایسی قدرت ممتنع ہو گی اور جو ممتنع الوجود بالذات ہے وہ لاشئی ہے ازروے موجودیت کے پس ایسی قدرت حقیقتہً عدم القدرۃ ہے اور واجب تعالے عدیم القدرۃ نہین بلکہ قادر ہے یعنی چونکہ قادر ہے اس لئے سوئی کے سوراخ سے تمام عالم کو نہین نکالتا مگر قادر ہے کہ سوراخ کو بڑا کر دے یا عالم کو چھوٹا کر دے پس عوام الناس کی غلط فہمی ہے کہ شک کرتے ہین کہ خدا ممتنعات اور محالات کے پیدا کرنے سے مجبور ہے حالانکہ امر بالعکس ہے چونکہ قادر ہے اور قبح اور نقص اور عجز اور ممکن ہونا اور ممتنع ہونا یہ سب اوس ذات اقدس و منزہ سے محال ہین اور اضطرار و مجبوری بھی ذات مقدس مین نہین ہے لہذا وہ علت موجبہ کسی معلول کے لئے نہین ہے مثل آگ کے کہ وہ علت موجبہ ہے کہ جلا دینا اوسکو لازم اور واجب ہے بلکہ باری تعالے علت موثرہ ہے معلول مین علت موثرہ مین قصد و ارادہ و اختیار و مشیت کو

دخل ہے اور علت موجبہ مین قصد و اختیار کو دخل نہین علت موجبہ غیر ذی حس چیز ہوتی ہے فاعل مختار سے فعل و ترک دونون ہو سکتے ہین اور فاعل موجب سے فعل ضروری ہے اور ترک اوس فعل کا اوس سے ممکن نہین مختار سے تاخیر فعل ہو سکتی ہے اور موجب مضطر سے تاخیر نہین ہو سکتی - اور حق یہ ہے کہ آگ کو اگرچہ احراق لازم ہے مگر حقیقۃً و بالذات یہ فعل آگ کا نہین آگ فاعل اثر حقیقۃً نہین مگر علت موثرہ کے سمجھنے کے لئے علت موجبہ بھی ایک اصطلاح قرار پائی ہے اور اوسکے لئے مثال آگ کے دیجاتی ہے والا حقیقۃً کوئی علت باستقلال موجبہ نہین اور اگر باری تعالی علت موجبہ ہو کسی معلول کی یا تمام عالم کی تو بوجود باری تعالی ساتھ ہی معلول یعنی تمام عالم بھی چاہیئے موجود ہوا اور وجود علت قدیم ہے ازلی ہے تو معلول بھی یعنی تمام عالم بھی قدیم ہو گا حالانکہ سوائے واجب الوجود کے کوئی قدیم نہین ممکن قدیم نہین ہوتا بلکہ بالبداہتہ ہم دیکھتے ہین کہ آج کل جو پیدا ہو رہے ہین وہ یقیناً قدیم نہین ہین حادث ہین تو ایسا ہی برسون اور بار ہا سال کی پیدا کئے ہوئے بھی حادث ہین اور ایسا ہی زمان ماضی بعید کی چیزین نظم

پس ایسا ہی تمام عالم ہے حوادث یومی اور حوادث قبل از طوفان نوح اور حوادث قبل خلقت جن و انس مین کوئی فرق نہین کہ جسکی وجہ سے

عالم قدیم ہو یا بعضے عالم قدیم ہوا گر بعض چیز عالم مین سے بھی قدیم ہو تو
چاہیئے دوسری چیز بھی بلکہ تمام عالم قدیم ہو اس لئے کہ ممکن کو ممکن سے
از روے وجود کے کوئی تفرقہ و امتیاز نہین سب مساوی ہین از روئے
وجود و عدم و احتیاج بغیر کے پس ایک کو از روے وجود کے دوسرے پر
ترجیح ہونی چاہیئے تاکہ ایک کا وجود دوسرے پر اعلے و اقدم ہو وہ
باعث تقدم و سبب ترجیح یعنی مرجح صرف وجود علت نہین ہے تا وہ علت
موجبہ ہو اور معلول وجود علت کے ساتھہ ہی وجود مین آوے بلکہ
مرجح اوسکا ارادہ و اختیار و مشیت و قدرت و علم ہے جو اوس علت تامہ
موثرہ مین پایا جاتا ہے جب چاہے پیدا کرے جب چاہے پیدا نکرے
ہان علت تامہ موثرہ سے معلول فوری وجود مین آئیگا جب کوئی مانع
نہو اور کل شرائط پائے جائین مثلاً جب واجب تعالے نے ارادہ
کیا اور داعی اور مشیت و مصلحت و نیت وغیرہ سب پائے جائین
تو معلول ضرور پایا جائیگا - اگر ارادہ و اختیار اوسکو نہو تو وہ مجبور
ہوگا اور مجبور محتاج غیر کا ہوتا ہے پس واجب الوجود ممکن ہو جائیگا
اس سے ثابت ہوا کہ وہ عاجز نہین کہ مقدور شئے کو پیدا نکرسکے اور وہ
مجبور و مضطر نہین کہ مقدور شئے کو بے ارادہ و مشیت کے فوری و ضروری
مثل جلا دینے اگ کے پیدا کر دئے کہ بوجہ وجود علت معلول ضرور رفوری کا

وجود مین آجائے وہ معذور و معطل نہین کہ محالات سے اختیار رفضی کو
متعلق کردے تا محالات کو ممکنات بنانا چاہے — اور اگر ایسا ہوگا یعنی
موجبہ ہو تو معلوم ہوا کہ خالق عالم کا اور علت معلول کی کوئی اور ہے
اور یہ خدا ایک ذریعہ ہوگیا ہے مثل آلہ کے کہ جب آلہ علت فاعلی کیطرف
سے معلول پر واقع ہو تو ضرور عمل آلہ کا ہوگا اور ایسا ہی نہین ہے
کہ واجب تعالے بعضے ممکنات پر قدرت رکھتا ہے بلکہ وہ قادر ہے ہر شئے
پر جو وجود مین آنے کے قابل ہو یعنی سوائے محال کے ہر شئے اوس کی
قدرت مین ہے حتے افعال عباد پر بھی قدرت و تسلط اوسکو ہے
اسکا بیان آئیگا نہ یہ کہ اوس نے صرف ایک کو پیدا کیا و بس پھر دوسریکو
پیدا کرنے سے مجبور رہ گیا ایک سے کئی چیزین نہین پیدا ہوتین جیسا کہ
بعضے فلاسفہ والے کہ وہ حقیقۃً کامل فلاسفہ دان نہین ہین اس کے
قائل ہوئے ہین حالانکہ یہ محض بے عقلی ہے اور نہ یہ کہ اکثر ممکنات و
مقدورات پر واجب تعالے قادر ہے اور بعضے موجودات
ممکنات پر باوجود مقدوریت کے واجب تعالے قادر نہین ہے
جیسا کہ بعضے اس کے بھی قائل ہوئے ہین کہ یہ بھی خلاف عقل ہے
اور ہم نے بخوف طوالت ان سب باتون کو ترک کیا اور کتاب مسائل
اعتقادیہ مین کچھہ تفصیلاً ہم لکھہ چکے ہین *

بلکہ وہ قادر مطلق ہے قدرت اوسکی عام ہے کل مقدورات پر قدرت ہے نہین ہو سکتا کہ شئے اگر ممتنع الوجود بالذات اور محال نہو یعنی ممکن الوجود بالذات ہوا ور اوسپر قدرت واجب الوجود بالذات کی نہو کیونکہ ممکن قابل قدرت غیر ہوتا ہے والا ممکن ممکن نرہیگا واجب الوجود بالذات ہوجائیگا حالت امکانیت مین اور یہ محال ہے - اور جب قابل قدرت غیر ہے تو یہ ثابت ہوچکا کہ ممکن ممکن کو وجود مین نہین لاتا ہے بلکہ جمیع ممکنات محتاج واجب الوجود بالذات کے ہین پس کل ممکنات مقدور ہونگے واجب الوجود بالذات قادر علی الاطلاق کے اسلئے کہ سب کی احتیاج اوسی کیطرف ہے یہ ثابت ہوچکا ہے اگر قدرت واجب الوجود بالذات کو بعض ممکنات پر نہو تو وہ ممکن مقدور رہی نہین ہے یا واجب ہے یا ممتنع اور حالانکہ مانا ہوا ہے اور ثابت ہوچکا ہے کہ ممکن ہے تو بلا شک مقدور رہی ہے - علاوہ برین اگر بعض مقدورات یعنی بعض ممکنات پر واجب تعالے کا قادر ہونا ثابت ہو جیساکہ خصم بھی اسکا مقر و معترف ہے تو واجب و ضرور ہے کہ قادر ہو کل مقدورات پر اس لئے کہ مقدور ہونے کا باعث بعض ممکنات مین سوا ئے امکان کے اور کوئی چیز نہین ہے اس لئے کہ واجب اور ممتنع مقدور نہین ہے جیساکہ گذرا اور جب صرف امکان ہی باعث مقدوریت

ممکنات ہے تو امکان ایسی صفت ہے کہ وہ مشترک ہے تمام ممکنات مین برابر صفت امکان کلی مشکک نہین یعنی گھٹ بڑھ نہین ہوتی جیسا کہ مکرر آگذا پس کل ممکنات صفت مقدوریت مین برابر ہون گے تو ایسی صورت مین واجب تعالے اگر بعض پر قادر ہوا ور بعض پر نہو تو سمجھنا چاہیئے کہ بعض کے ساتھہ قدرت کو شامل کرنے والا کون ہے اور بعض دوسرے کے ساتھہ قدرت کو روکنے والا اور منع کرنے والا کون ہے یعنی مخصص وجود قدرت بعض کے ساتھہ اور مخصص عدم قدرت بعض کے ساتھہ کیا چیز ہے دو حال سے خالی نہین یا مخصص خود مقدورات کی ذات ہے یا ذات واجب تعالے کہ جو ممکن و مقدور کا غیر ہے نہین ہوسکتا کہ ذات مقدور مخصص ہو کیونکہ ابھی ثابت ہو چکا کہ مقدور ہونا اور ممکن ہونا سب ممکنات مین یکسان اور مشترک ہے تو تخصیص بلا مخصص لازم آئیگی اور یہ محال ہے تو ضرور مخصص اور مرجح اور بعض مقدورات کی تعین کرنیوالی ذات واجب الوجود تعالے شانہ ہوگی مگر ذات وجب تعالی بھی مخصص و مرجح نہین ہوسکتی اس لئے کہ ذات وجب تعالے مجردہ بسیط سب کیطرف نسبتہ مساوی رکھتی ہے باوجود تساوی نسبتہ ترجیح چہ معنی دارد پس کوئی مخصص نہوا اور بے مخصص تخصیص محال ہے تو بعض کا مقدور ہونا بھی محال ہے اور بعض مقدور ہونا مسلم عند الخصم ہے تو کل کا مقدور ہونا بھی لازم آئیگا

حاشیہ

متعلق صفحہ ۱۲۱ ع

اور اگر کوئی یون کہے کہ معدوم جب کہ کوئی چیز نہیں ہے تو اوسکا
شئے اور چیز کر دینا اور پھر اوسکو موجود بنا دینا کیونکر ہو سکتا ہے
اور جب نہیں ہو سکتا ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ خدا ابتدا سے خالق
کسی چیز کا نہیں ہے بلکہ کوئی کسی کا خالق نہیں ہے
یون ہے کہ مخلوق ہے تو کوئی خالق ضرور ہے اور شاید خالق
کہ سوا سے خدا کے کوئی خالق نہیں ہے تو قدیم ورنہ کا ذی خالق
ہے ادسم موجود سوا سے خدا کے پہلے معدوم تھا تو شئے قدیم
سکے موجود ہونی ہے ایسی شکل نہیں ہے کہ معدوم کو موجود
بنا دینا اوسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ اوس کا یا تکمیل ان کا
ان ابتدا یعنی جو چیز بنائی جا سکے اور جو شئے
ہو یعنی اوسپر قدرت ہو سکتی تھا تو وہ شئے ہو

ہونی سبب یا وہ شئے
معدوم ہو یا وہ شئے موجود ہو کیونکہ
موجود اور معدوم دونون سے شئے ہیں اور چیز ہیں الّا
معدوم کو شئے نہ کہیں یا کہہ سکیں تو معدوم کو معدوم بھی نہ کہہ سکینگے
بلکہ معدوم کو نہ معدوم نہ موجود کچھ بھی نہ کہنا چاہیئے اور جب
معدوم کو معدوم کہتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ معدوم کو
بیافت موجود کے مقابل ہونے کی ہے اور معدوم کی تعریف
جانتے ہیں سمجھے کہ معدوم کو شئی موجود کے بدیہی اور ضروری
جانتے ہیں تو جاننا چاہیئے کہ موجود اور معدوم شئے معلوم
کی قسمین ہیں عام اس سے کہ شئے معدوم معلوم بالفعل ہو
یا معلوم بالقوۃ والاستعداد ہو یعنی معدوم کو باعتبار وصف
معدومیت مطلقہ کے جانتے ہیں تو معلوم کی قسم اور موجود
کا قسیم و مقابل اور معلوم کی فرد اور موجود کا مباین
یعنی غیر کائن یعنی جو ہونے والا امر ہے
بلکہ معدوم کی ذات

[illegible] سمجھتے ہیں
یعنی معدوم معلوم الصفات ہے اور
مجہول الذات ہے پس معدوم موجود ذہنی کی فرد ہے
خواہ موجود ذہنی بالفعل کی فرد ہو خواہ موجود ذہنی بالقوہ کی فرد ہو
اور اسکی شان سے معلوم ہونا ہے خواہ ذہنا بالفعل خواہ
بالقوہ یعنی ذہن میں موجود ہے یا ذہن میں موجود ہو سکنی
مسئلہ [illegible] معلوم ہے کہ معدوم وہ شئی ہے کہ جسکو سمجھ سکے
[illegible] کہتے ہیں اور اسکی دو قسمیں ہیں ایک معدوم
ممتنع [illegible] بعض [illegible] کی اصطلاح میں قسمیں
ممتنع دوسرا معدوم ممکن ہے اور بعض علما کے نزدیک ثابت
سمجھتے ہیں موجود خارجی معدوم ممکن [illegible] سمجھتے ہیں ذہنی سے شئی معدوم کو
کی قسمیں موجود اور معدوم ممتنع اور محال ہے جو پایا
[illegible] معدوم [illegible] ذہنی کی قسم ہو تو ایسی معلوم
تحقیق [illegible] سمجھتے ہیں اور ثابت [illegible]
کو [illegible] یا معدوم [illegible]

یعنی جسکے
ہونا اور پایا جانا خارج میں ہو یا نہ ہو سکے
تو وہ معدوم ممکن ہے یا معدوم ممتنع ہے پس جس چیز کا
پایا جانا ازروئے تصور و ادراک قاصر ہے شئی معدوم کو اس طرح
سمجھتے ہیں اور شئی موجود سے شئی معدوم کو فرق کرتے
ہیں سے کہ معدوم ممتنع کو بھی سمجھتے ہیں اور معدوم ممکن کا مقابل
جانتے ہیں ممتنع اور محال کو اسکے اوصاف کر کر ذریعہ لوازم اجمالا
سمجھتے ہیں اور محال شئی کا تصور کرتے ہیں اور محال کو
غیر موجود فی الخارج اور غیر ممکن کی صفت کیساتھ تعبیر کرتے
ہیں تو معدوم ممکن کو بدرجہ اولی سمجھتے ہیں پس معدوم اور
عدم کا تصور بدیہی ہے پس خداوند کریم کو شئی معدوم کا
علم بدرجہ اولی ہے اور اسکو علم معدوم ممکن کا بھی ہے۔ اور
معدوم ممتنع کا بھی ہے لا اقل اجمالی علم ہے اور اسکا
انکار بہ غور کوئی عاقل نہیں کر سکتا
ہے اور یہ معلوم

ہو چکا ہے کہ
سوائے محال کے سب مقدور علیہ ہیں
یعنی ممکن موجود اور ممکن معدوم مقدور ہیں اسی قدرت
قادر کا تعلق ہو سکتا ہے کیونکہ غیر مقدور شے محال اور ممتنع ہے
اور مقدور شے ممکن ہے خواہ بالفعل موجود ہو یا بالفعل معدوم ہو
صلاحیت و استعداد موجود ہونے کی اوسمین ہے کیونکہ عدم ضروری
محال کو ہے نہ معدوم ممکن کو بلکہ معدوم ممکن کو اگرچہ اوس وقت عدم
ضروری ہے مگر لیاقت وجود غیر ضروری کی بھی اوسکو ہے
پس ایسا معدوم کہ جسکو وجود اور عدم دونوں کی لیاقت حاصل ہو
اور دونوں لیاقتیں اوسکی ذات میں مساوی ہوں اوسکی
ذات خود چاہتی ہو وجود اور عدم کو اور ایسی ہی اون میں بالفعل وجود
ہونا اور بالفعل معدوم ہونا ایسی ہی شے کا ایک حیثیت اور اعتبار
سے محال ہے تو کبھی موجود ہوگی کبھی معدوم ہوگی اور
اوسکی خود ذات اور طبیعت دونوں
کو یکساں چاہتی ہے

تو بغیر ذات و طبیعت
کیطرف سے کبھی موجود اور کبھی معدوم
ہوگی بے کسی محرک اور معاون کے خود ہی نہ صرف
موجود ہوگی نہ فقط معدوم ہوگی والا اجتماع النقیضین لازم آئیگا
کہ جس حال میں اوس شے کی خود ذات وجود و عدم دونوں کو
برابر چاہے اوسی حال میں ایک وقت میں صرف وجود کو یا
صرف عدم کو اختیار کرے کیا اقتضائے طبعی اور اعتبار ذاتی
کے خلاف اور مباین ہے اور قادر کی قدرت و اختیار کا تعلق
اوس شے سے ہو سکتا ہے کیونکہ قادر مختار کیطرف سے
موانع نہیں ہیں اور وہ شے مقدور اور قابل فعل محرک ہی تو اوسکا
صرف عدم بھی کسی قادر کیطرف سے ہے اور محض وجود بھی کسی
قادر کیطرف سے ہی ہوگا اور خالق علی الاطلاق کی قدرت اور اوسکا
اختیار بدلیل ثابت ہے تو خدائے تعالے نے اپنی
قدرت سے اوس شے معدوم کو
عدم کی
۲

صفت وجودی ہے
اور عدم وجود کی صفت دیکھا معدوم ہے
قادر علی الاطلاق کی قدرت ہونا محال ہے۔ قدرت
شے مقدور ہے اپنے قادر کی قدرت ہی اور جب قادر کی قدرت
میں شے معدوم ممکن مقدور ہے تو اوس پر قدرت ظاہر ہو جانا
ممتنع و مستبعد نہیں ہے بلکہ ضرور نہیں ہو تو محال و خلاف عقل
ہے پس کسی شے معدوم کو خدا نے موجود کر دیا اور وہی موجود کرتا ہے
اور موجود کرے گا اور چونکہ بدلائل عقلیہ مانا ہوا ہے کہ سوا خدا کے
کوئی دوسرا قادر خالق نہیں ہے تو وہی نے ہمیشہ معدوم کو
موجود کیا اور کرتا ہے اور کرے گا اور معدوم کیا اور کرتا ہے اور کرے گا
وہو المطلوب۔ اور ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ جو شے معدوم ہے
وہ حقیقتہً معدوم محض ہے یعنی وہ شے ہی نہیں ہے حالانکہ وہ
شے ہے لا شے نہیں ہے کہ محال بھی شے ہے
لاشے تو شے نہیں ہے مگر عوام موجود کو
شے اور سمجھتے ہیں

اور وجود موجود نہیں
ہے اور شے نزدیک وصف شے نہیں ہے
بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ وجود اور عدم شے کی صفتیں ہیں
اور شے پر زائد ہیں یعنی شے نہیں ہیں اور نہ عین شے ہیں بلکہ
شے سے یعنی ماہیت سے خارج چیزیں ہیں گویا جیسے سیاہی
کپڑے سے خارج چیز ہے جب لفظ موجود کہیں تو سمجھنا چاہیے
کہ ذات بحیثیت صفت تحقق ہے یا جب لفظ معدوم کہیں تو سمجھنا
چاہیے کہ ذات بحیثیت صفت عدم ہے پس صفت وجود اور
صفت عدم دونوں سے ماہیت معرا ہو سکتی ہے یعنی محض
ماہیت حقیقتہ و بمرتبہ ذات و ماہیت نہ موجود ہے نہ معدوم ہے
بلکہ متصف بعوارض وجود و عدم ہو سکتی ہے پس وجود منضم
نہیں ہوتا ہے ماہیت موجود کے ساتھ تا دوبارہ موجود
ہونا لازم آئے اور نہ ماہیت معدوم کے ساتھ
تاکہ اجتماع وجود و عدم لازم آئے
اور نہ عدم ماہیت

وجود و [illegible]

ماہیت معدوم سے [illegible] ثابت متعراعن الوجود والعدم [illegible]

تو ثابت ہے کہ ماہیت متعراعن الوجود [illegible]

[illegible] معدوم یعنی صفات وجودہ عدم [illegible]

اور اس کو وجود و عدم عارض ہوتا ہے [illegible] وجود سے ماہیت محض

موجود ہوتی ہے ماہیت معدوم بھی [illegible] معدوم ہو

پیدا نہیں کرتا ہے یعنی ماہیت متصف بالعدم [illegible] وجود نہیں ہوتی ہے

اور جس حاصل یا فعل حقیقت عدم [illegible] ایجاد کیا ہے

ہے اور جو شے بعد وجود کے معدوم ہو [illegible] تو شے موجود

معدوم نہیں ہوتی ہے بلکہ شے محض معدوم ہوتی ہے یعنی ماہیت

محض متصف بصفت عدم ہوتی ہے پس ماہیت کو بلحاظ وجود

باعتبار عدم خیال کرنے سے اس اشتباہ و مغالطہ پیدا ہوتا ہے

لیکن وہی ماہیت اور جعل کے [illegible] ارتکاب شان سے معلوم

ہوتا معدوم ہونا ممکن ہو اور اس کو [illegible]

پیدا کرتا ہے

یعنی حقیقت اور

اسما صفات اور مقدوریت باعث تعلق

قدرت خلق ہے تو علت موجودہ اپنی قادر عالم اور جس

شے کو خلق کرتا ہے اگر شے کی ماہیت اور مقدوریت

موجودہ کو قادر سے علاوہ ان کی قدرت اور اس سے متعلق ہوتی

اور وہ ماہیت علاوہ اور شے محض ہم لوگوں کو معلوم نہیں ہے

کو خالق کا ثابت کر تو معلوم ہے حالانکہ شے متعراعن الوجود

والعدم کو ممکن ہے کہ ہم لوگ بھی جان سکیں مثلاً جب متصف الصفت

کے خزانے وجود سے ہے اور نہیں کوئی کرنے سے ہم لوگوں کو

بھی وہ شے موجود ہے اسے زوال معلوم ہو سکتی ہے ولو شے

محض بطور شے متصف بوجود کے ہو قبل الوجود معلوم ہو

اس لئے کہ ہم لوگ زمانی ہیں اور وجود و عدم بھی یعنی الصفات

موجود و عدم بھی زمانی ہے تو اسلئے ہم لوگ ہم شے

کو شے زمانی کے طور پر سمجھنا چاہئے

ہیں تو کیونکر غیر زمانی

عہ زمانی معلوم ہوگی

جب کہ انقلاب سے شئی ہو گئی بلکہ

شئی بوجود و معدوم بوجود کو بھی بطور محسوسات کے

ہے بوجود و عدم معقولات ثابت ہے

ہیں دیکھتے ہیں لحاظ شیئیت سے معقولات اور ہے

اور نفس شئی بدون لحاظ شیئیت کے ذہن میں بھی ہو سکتا ہے

ہے اور معقولات ثابتہ کا تحقق خارج میں بھی موجود کر وجود

پس بعد وجود کے بھی موجود متصف بوجود ذات صفت ذہن

معلوم ہوا کہ ان میں ایک بدون ذات صفت بحیثیت انضمام بوجود زمانہ

اس ذہنا و سنا بحیثیت انضمام کہ عالم غیر زمانی یعنی عالم ارواح میں

اگر کوئی کہے کہ بعض نے شئی کو عالم غیر زمانی میں ہو سکتا کیونکر ہو

اور نفس الامر میں قرار دینا خالق سے لاشئی تھی تو جواب ہے

طریان لاشیئیت کے نور دے شئی لاشئی تھی اور شیئیت کی

کہ عالم غیر زمانی میں لاشیئیت کی قبلیت اور شیئیت کی

بعدیت کو تصور کرنا خلاف ہو گا

قبلیت اور بعدیت ہ

نہیں ہے گو زبان

تو عدم زمانہ میں زمانہ کو تصور کرنا اور

مجوز کر لیا جائے معنی دارد اور شئے کو عدم لوگ کبھی لاشئے

نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ لاشئے وہ ہے کہ جو کچھ نہ کہا جا سکے

کسی طرح سے لاشئے کی تعبیر اور بولا جا سکتا ہے اور اسکا تصور نہیں

ہو سکتا لاشئے اسکا امکان ذہن سے خارج ہے اور اسکا

تصور بھی محال ہے حالانکہ محال کا وجود ذہنا ہوتا ہے

کہ لاشئے محال بھی نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے تو کیونکر

اسکا وجود ذہنا ہو گا بلکہ اسطور سے تعبیر کرنا بھی غلط ہے

کہ لاشئے کچھ بھی نہیں ہے پس اعتراض باشتباہ وہم اور

شئے میں ہو سکتا ہے کہ بوجہ من الوجوہ ذہن میں آ سکے

پس لاشئے میں تشبیہ بھی پیدا ہونا غیر ممکن ہے تو جواب

کسی تشبیہ کا دیا جائے شئے موجود امکان عالم کا

مرتبہ میں ضروری العدم نہیں اور اسکا

وجود ہے ہ

اور شئے معدوم ہے
امکان عام سے کہ مرتبہ میں ضروری الوجود
نہیں اور اوسکا عدم مساوات ذاتہ سے ہے پس جسکا عدم
مساوات ذاتہ ہے ایسی حالت میں مساوات کا ماننا اجتماع النقیضین
اور لزوم محال ہے مساوات عقلی میں کلام عقلی محال ہے پس
اس سے کچھ بھی انکار ہو گیا کہ لاشئ محض ذہنا و خارجا
شئے مقدور نہیں یعنی وہ کوئی شئے ہی نہیں ہے جو معدوم
بھی نہیں کہ سکتے ہیں تو ایسی فرضی شئے سے قدرت
باری تعالے متعلق نہیں ہوتی ہے بلکہ شئے محال لامحض کا
نہیں ہے جیسا اس سے قدرت متعلق نہیں ہوتی ہے تو لاشئ
سے بدرجہ اولی متعلق نہیں ہے کیونکہ لاشئ اور محال بر ذات
حقیقۃ عدم القدرۃ ہے تو گویا یوں کہنا چاہیے کہ لاشئے اور
محال پر عدم القدرۃ متعلق ہوتی ہے
نہ مر ظلالسا سے ۱۲

اگر کوئی کہے
کہ جو ممکن ہے وہ مقدور ہے اور قبیح
بھی ممکن ہیں تو کل قبیح مقدور بھی ہیں تو چاہیے
قبیح پر بھی اوسکی قدرت ہو اور فاعل قبیح ہو حالانکہ وہ فاعل
قبیح ہو تو نہ وہ عادل ہے اور نہ وہ خیر محض ہے تو وہ کامل بھی
نہیں ہے ناقص ہے حالانکہ علم و شر اور برائی اور نقصان
سے وہ بری کامل ہے ہر عیب سے وہ پاک ہے تو اس سے یہ
سمجھنا چاہیے کہ بعض مقدور پر اوسکی قدرت متعلق نہیں ہوتی
تو اوسکو پورا تسلط کل موجودات پر بالکل ممکنات پر نہ ہوا
پھر بھی اوس کامل علی الاطلاق کا نقصان لازم آیا تو معلوم
ہوا کہ ذات باری تعالے ناقص ہے یا قبیح سے ممکن نہیں
ہے محال ہے اور قبیح موجود حقیقۃ قبیح نہیں ہے حسن ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ قبیح حقیقۃ قبیح ہے اور
مقدور و ممکن بھی ہے اور اسپر
خدا کی قدرت ہے

قبیح نہیں اگر فاعل

٥
یعنی ہر قبیح میں جہت
و قابلیت واستعداد قبول اثر قدرت کی
مقدوریت اور ذات خالق قادر مختار ہمیں قادر بھی کوئی شے
قبح بیان کی ہے اور اسکی قدرت اور ارادہ سے کیا علاقہ ہے مگر ایسا نہیں ہے مگر ذات
باری تعالی باوجود تسلط وقدرت کے قبیح کا فاعل نہیں ہے اگر فاعل ہو تو
قباحات مذکورہ لازم آئینگی بلکہ یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ ہر مختار قبیح کا
صدور یا فعل یا مطلق وقوع صدور ضرور ہو جو نکہ وہ فاعل مختار و فاعل
بوجہ اختیار وارادہ وقصد فعل کرتا ہے جب چاہے اور جس چیز کو
باقتضا اور بمصلحت داعی ہو تو فعل یا ترک کرتا ہے تو ضرور نہ ہوا کہ
کل مقدور عمل میں آئیں یا ہر وقت عمل میں آئیں یا کل مقدور معدوم
دین یا امر مقدور موجود ہو جو نکہ اسکے تسلط واختیار میں کوئی
قبضہ یا امکان سے کام یا خیر یہ تسلط رکھتا ہے ہر شے اور کسی سے
قبضۂ قدرت میں ہے لہذا ذات باریتعالی کا نقص لازم
نہیں آتا ہے قدرت کیلئے عمل کیا ہو
ہے عدم الملکہ سے ہ

نقصان لازم نہیں
آتا ہے عدم القدرة سے نقصان
لازم آتا ہے اور مقدور کیلئے وجود کیا ضرور ہے یہ نسبت
ذات خدا سے قادر ہے کے مانع قدرت نہیں ہے اور یہ نسبت مقدوریہ
قبیح کے مانع مقدوریت نہیں ہے بلکہ کمال مانع نقصان ہے اور یہ
منع اختیاری ہے تو اوسکی ذات کی مجبوریت بھی لازم نہیں آتی ہر
وہ خود اپنے اختیار سے تارک قبیح ہے اور ترک بھی قدرت ہی سے ہے اور
تعلق قدرت کو معنی وقوع مقدور نہیں ہے اور اوسکا فعل حکمت
خالی نہیں اور قبیح میں کچھ حکمت نہیں کوئی خوبی نہیں بلکہ وہ تو قبیح کا ارادہ
بھی نہیں کرتا ہے کیونکہ ارادہ قبیح بھی قبیح ہے اور ارادہ صفت باریتعالی
ہی اور اوسکی کوئی صفت قبیح نہیں ہے اور قبیح کے ارادہ کرنے سے
یہ خدا راضی نہیں ہے مگر یہاں محض ارادہ ہی مراد نہیں ہے بلکہ ہے
اور وہ تفضل و مہربانی سے الا العبد ارتکاب قبیح - ۱۲ منہ
من خلق العباد ہے
سہ کومہ

نزدیک مسلم ہونا چاہئے پس ثابت ہوا کہ کل ممکنات متعدد رہے واجب
تعالے کا اور واجب تعالی کو قدرت سب شئے پر برابر عموماً ہے تو
وہ ہر شئے پر قادر ہے اس لئے کہ جب امکان ساری ہے جمیع مین تو تعلق
قدرت جمیع مین ہونا چاہئے کیونکہ امکان ہی باعث ہے قدرت کو اور خود
قدرت بھی وجودی شئے ہے یعنی ہونے کی صلاحیت اوس مین سے تو
امکان عام کے تحت مین داخل ہوگا تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ ممتنع الوجود
عقلاً کے ساتھ متعلق ہوگی والا قدرت امکان کی فرد نہ رہے گی ممتنع
و محال ہو جائیگی ہف اور ازین قبیل بہت سے دلائل عقلیہ متعلق
قدرت کے ہین علاوہ نقلیہ کے نقلیہ کا ذکر آیندہ آئیگا اور عقلیہ سمجھنے
والے کے لئے اسیقدر بس ہے رسالہ مختصرہ مین ہم طول دینا نہین
چاہئے ہین ؁

۳- وہ - عالم ہے علم کے معنی یعنی جاننا اور اوسکی تقسیمین متعددات
کے بیان سے معلوم کرنا چاہئے مگر بیان پر پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ علم
واجب تعالی کا ممکنات کے علم کے طور پر نہین ہے ہم لوگون کا علم دو
قسم کا ہے اور اوسکو علم اور قسم کا ہے اسکے بیان کے لئے اتنا ہی
کفایت کرتا ہے کہ جو انسان مثلاً عالم کسی ایک چیز کا نہ تھا پھر اوسکو وہ
چیز جو مجہول تھی ظاہر ہو گئی تو اوس انسان کو ایک حالت ایسی

پیدا ہوتی ہے کہ پہلے وہ حالت نہ تھی یعنی ظہور اوس مجہول کا پہلے نہ تھا
اب ہوگیا ہے یعنی یہ علم حادث ہے ظہور اشیاء و انکشاف اشیاء اوس
ممکن کو نیا پیدا ہوا کہ پہلے نہ تھا - اور واجب الوجود تعالے کو ظہور
الاشیاء و انکشاف الاشیاء اس طرحکا نہین ہے کہ پہلے نہ تھا اب ہے اور
ہوگیا بلکہ اوسکی ذات کو ظاہر ہے اور تھا اور ظاہر رہیگا منکشف ہے اور تھا
اور رہیگا ہمیشہ ازلاً و ابداً کسی طرحکا تغیر اوسکے علم مین نہین ہوتا کوئی
حالت قبل العلم اور بعد العلم علٰحدہ علٰحدہ نہین ہوتی اور قبلیتہ علم اور
بعدیتہ علم اوسکی ذات کو نہین ہوتی اور کوئی اور کوئی چیز اوس کے
علم سے چھوٹ نہین جاتی علم اوسکا عام اور تمام ہے اور پورا ہے کنہ
اشیاء کو اور حقیقت کو جانے ہوا ہے اور اس علم کی وجہ سے اوس مین
کوئی تغیر کوئی حالت کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اوسکی ذات غیر علم
نہین ہے - علم اوس کا غیر اوسکی ذات کا نہین صفت علم عین ذات
باریتعالی ہے - اب اسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ واجب تعالے قادر مختار
ہے اور جو قادر مختار ہے وہ عالم ہے پس واجب تعالے عالم ہے لیکن
صغریٰ یعنی پہلا جملہ ثابت ہوچکا کہ وہ علت موجبہ ممکنات کے لئے نہین ہے
بلکہ علت ہے بالاختیار و الارادہ سب ممکنات کے لئے - اور ثبوت
کبرٰے کا یعنی جملہ ثانیہ کا یہ ہے کہ کوئی مختار کوئی فعل بے ارادہ و قصد

نہین کرنا یعنی بے قصد اور اختیار ومشیت خواہش نہین کرنا تو ظاہر ہے اور اختیار وقصد حالت لاعلمی مین بے حواسی مین معدوم ہی تو اختیار وقصد علم کے ساتھہ ہوتا ہی - اور یہہ بھی ظاہر ہے اور جب صغرے اور کبرے یعنی دونون جملہ ظاہر و واضح ہوئے تو نتیجہ اوسکا بھی ظاہر وروشن ہے کہ واجب تعالے عالم ہے اور یہی مطلوب ہے علاوہ اس کے واجب تعالے خالق بارادہ و قصد ہے اس مین شک نہین کہ ثابت ہو چکا ہے اور ارادہ و قصد بے ادراک وعلم فعل کے نہین ہوتا کیونکہ قصد موقوف ہے ہوش وحواس پر ورنہ فعل اضطراری واختیاری مین کوئی فرق نرہیگا تو اگر بارادہ وقصد فاعل ہے پس بعلم فاعل ہوگا *

مسئلہ علم کے متعلق

جب علم باری تعالے کا ثابت ومتحقق ہے تو جاننا چاہیئے کہ وہ اپنی ذات کو بھی جانتا ہے اگر اپنے کو نہ جانتا ہو تو غیر کو بدرجۂ اولے نہ جانتا ہے اس لئے کہ اپنا علم مقدم تر اور اسہل وقریب تر ہے بہ نسبت غیر کے - اگر کہا جائے کہ وہ اپنے کو اگر جانے تو محال لازم آئیگا اس لئے کہ علم اضافتہ ہے عالم ومعلوم کے درمیان مین یا لازم اضافتہ بین العالم والمعلوم

اور عالم و معلوم مین مغائرۃ ضرور ہے تو دو خدا ہو جائینگے ایک اس حیثیت
سے کہ وہ جانتا ہے اور دوسرا اس اعتبار سے کہ وہ جانا گیا ہے اور
اثبات توحید اس مطلب کو باطل کرتا ہے تو کہونگا کہ مغائرۃ کی دو قسمین
ہین ایک از روے ذات مغائرت ہوتی ہے یعنی دو ذات ہون یہ مغائرۃ
درمیان دو ذات کے ہوتی ہے - اور دوسری قسم مغائرت کی یہ ہے
کہ از روئے ذات کے مغائرت نہو بلکہ ذات ایک ہی ہو بلکہ کسی اعتبار
کی رو سے ہو اور یہان پر مغائرۃ اعتباری ہے یعنی ایک ہی
شئے اس حیثیت سے کہ عالم ہے اور اس حیثیت سے کہ معلوم ہے اسیقدر
مغائرت ہوتی ہے اس سے نہین لازم آیا کہ حقیقۃً اور ذاتاً دو شئے
ہون ؎

غیر پر قدرت رکھنے سے ثابت ہو چکا کہ اپنے غیر کو بھی جانتا ہے
اگر کہا جائے کہ اگر غیر کو جانیگا تو چاہئے کہ سب اغیار کو یعنی سب ممکنات
کو جانے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور سبکو جانیگا تو موجودات کی
ذاتین مختلف ہین پس اگر ایک غیر کو اغیار مین سے جانیگا تو سب اغیار کو
جانیگا جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا اور سب ممکنات کے جاننے سے علم اوسکا
مختلف ہوگا کیونکہ معلوم کے اختلاف سے علم مین اختلاف ہوتا ہے یعنی
کئی قسم کا علم ہوگا - اور علم خدا عین ذات خدا ہے تو خدا کی بہت سی ذاتین

ہون گی بلکہ بعد وممکنات خدا بھی اوسیقدر معدود و متعدد ہوگا تو یا یہ کہ علم خدا عین ذات خدا ہو یا خدا ایک ہو کئی ہون تو کہونگا کہ معلومات کیصورتین مختلف اوس کے علم مین نہین ہوتین یعنی معلومات کے اختلاف سے اوسکا علم مختلف طور کا نہین ہوتا علم اوسکا ایک ہی رہتا ہے اس لئے کہ علم اضافتہ بین العالم والمعلوم اگر ہے تو اضافتہ علم کی سب معلومات کیطرف مساوی ہے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور جب اضافتہ یعنی لگاؤ معلومات کیطرف مساوی ہے تو صورتین علم کی مختلف ومغائر ایک دوسرے کی ہونگی یعنی مغائرۃ خارجیہ ہوگی بلکہ مغائرۃ ذہنیہ ہوگی - اور مغائرۃ ذہنیہ مغائرۃ اعتباریہ ہے تو یہ مغائرت اعتباریہ باعث اسکی ہوگی کہ ایک ذات عالم کئی ذات ہوجائے جیساکہ ہم نے جب اپنے نفس کو جانا تو ہماری صورت علمیہ مغائر ہماری ذات کے نہین ہوتی - اور جب ہم اپنی صورت علمیہ کو جانتے ہین تو باعتبار دوسری صورت علمیۃ کے ہم اول صورت علمیہ کو نہین جانتے بلکہ ایک ہی صورت علمیۃ رہتی ہے والا ہمارے ذہن مین صورت کی صورت کی صورت کی صورت کے جاننے سے چاہیئے کہ بہت سی صورتین ہماری یا ایک معلوم کی جمع ہوجائین اور یہ خلاف ہے پس جب ہماری یہ حالت ہے تو اوس موجد موثر کو بدرجہ اولے ایسی حالت ہوگی کیونکہ نسبتہ حصول

صورۃ کی بلکہ نسبۃ حضور و ظہور شئے اوس موجد موثر کی طرف اولے
اور اشد اور اقوے ہمارے حصول صورت کے نسبتہ سے ہے - اور
جب اوسکا علم سب کے ساتھہ مساوی ہے تو علم اوسکا شدید اور
ضعیف یا گھٹ بڑھ یا مقدم و موخر ہنین ہوتا ہے تا بہت چیزون کے
جاننے سے بہت سی حالتین اوس مین پیدا ہو جائین *

جتنے موجودات ہین سب ایک رتبۂ امکانیت مین ممکن ہین جیسا کہ
گذرا اور ممکن کے لئے علتہ ضرور ہے اور ایک کی جو علت ہے وہی
سبکی علت ہے یہ سب مذکور ہو چکا ہے سابق مین اور واجب تعالے
کو اپنا علم ہے یعنی علت کا علم ہے اور علت کے علم کو لازم ہے کہ معلول
کو بھی جانتے والا علتہ کو ہنین جانا ہے کیونکہ علت کیا ہے علت لامحالہ
کسی معلول کی ہے لامحالہ اسقدر تو علت کا علم ضرور ہونا چاہئے اور
جب وہ موثر ہے کل مین تو اوسکو علت کا علم بہی ہے تو معلول کو خوب
سمجھتا ہے اور جمیع موجودات معلول ہین تو جمیع موجودات معلوم
ہین - پس جاننا چاہئے کہ واجب تعالے جیسا کہ موجود تھا اوس
حالت مین کہ کوئی نہ تھا ویسا ہی عالم تھا جب کوئی نہ تھا اور ہمیشہ
سے جانتا ہے اور ہمیشہ جانتا رہیگا کبھی علم سے خالی ہنین کیونکہ
علم اوسکا عین ذات ہے اور تمام عالم و جملہ کائنات کو کماحقہٗ وہ جزئیہ

جانتا ہے ایک ذرہ کا ذرہ بھی اوس سے مخفی نہین ہے سب اوسپر ظاہر
ہین بلکہ علم اوسکو اون چیزون کا بھی ویسا ہی ہے جو آیندہ ظہور مین آینگے
یعنی قبل وجود اشیاء اشیاء کو جانتا ہے قبلیت شئے اور بعدیت
شئے سے اوسکا علم یکسان ہی رہتا ہے علم مین اوس کے تغیر نہین
ہوتا علم اوسکا قدیم ہے اور اوسکا علم نہ حصولی ہے تا محتاج حصول شئے
کا ہو اور علم اوسکا نہ حضوری ہے کہ حضور معلومات اوسکا عین ہو
ہو جائے ہان اس صورت مین اپنی ذات کا علم اوسکو البتہ حضوری کہ
سکتے ہین اور علم اوسکا حادث نہین ہے اگر بعد وجود شئے اور حین الفعل
اوسکو علم ہو تو لازم آیگا کہ پہلے اوس سے جاہل تھا اور کسی طرح سے
اوس پر جہل روا نہین محال ہے عقلاً اور نقلاً اور معدوم کو وہ اس طور سے
جانتا ہے کہ فلان شئے معدوم ہے وہ اوس طرح کی وجود مین آیگی نہ
یون کہ عدم مین فلان شئے اس طرح پر ہے تا عدم مین وجود لازم آجائے اور
چونکہ واجب تعالے زمانی اور مکانی نہین ہے تو نسبتہ اوس کی سب
جگہون کے طرف برابر ہوگی قرب وبعد اوسکے نزدیک کوئی چیز نہین اور
ایسا ہی قرب وبعد زمانی اوس کے نزدیک کوئی چیز نہین ہے تو نسبتہ
اوس کی سب زمانون کیطرف برابر ہوگی پس سب موجودات چین
وکابل وآمریکہ وآسمان وعرش کے اور سب موجودات گذشتہ اور

حال اور آیندہ اوس کے نزدیک گویا یکجا اور بیک وقت ہین گو میرے نزدیک بعضے آیندہ کہلاتے ہین اور بعضے گزشتہ مگر اوس کے علم مین شد اور شوندہ اور خواہد شد مساوی ہین - اور علم اوسکا یکسان ہے اس لئے کہ جب علت ہونے کو علت تامہ موثرہ موجدہ کل عالم کا جانتا ہے تو علم علت کو علم معلول لازم ہے پس چاہئے کہ تمام معلولات معلومات ہون والا اوسکو اپنی ہی ذات کا علم ہوگا پس یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ جانتا ہے تمام متجددات زمانی کو قبل اوس کے وجود کے زید کل پیدا ہوگا مگر وہ ہمیشہ سے جانتا ہے کہ زید فلان سال اور فلان زمین پیدا ہوگا اگر کوئی یہان پر یہ شبہ کرے کہ اگر علم واجب تعالے کا متعلق ہو معدومات زمانی سے قبل اوس کے وجود کے اور وہ معدوم ممکن بالذات ہے چاہے پایا جائے چاہے نہ پایا جائے وجود و عدم کی نسبتہ اوس کی طرف برابر ہے اور جب علم اوسکا ایسے معدوم کے ساتھہ متعلق ہوا تو چاہئے کہ ضرور پایا جائے والا علم واجب تعالے کا خلاف واقع کے ہوگا اور علم خلاف واقع جہل ہے اور خدا مین جہل محال و خلاف عقل ہے تو کہون گا کہ علم اوسکو بیشک ضرور ہے مگر اس کے یہ معنی نہین کہ اس کے جاننے کی وجہ سے وہ معدوم ضرور ہوگا یعنی علم محض اوسکا علت وجود معدوم ہے اسی علم نے اوس معدوم کو پیدا کر دیا کیونکہ اگر علم علت ہو تو وہ

اپنے کو بھی جانتا ہے تو چاہیئے کہ واجب تعالے کے وجود کی علت اوسکا علم
ہوجائے حالانکہ یہ باطل ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ علم اوسکا مطابق معلوم سے
ہے کہ جو ابھی معدوم کہلاتا ہے پس جیسا کہ وہ پایا جائے گا آیندہ ویسا ہی
وہ جانتا ہے بالفعل یعنی علم مطابق معلوم کے اور تابع معلوم کے ہے نہ بالعکس پس وہ معدوم
جو ممکن بالذات ہے ممکن بالذات ہی رہا ہاں علم کی مطابقت واجب
ہوئی پس واجب جو شئے ہوئی وہ غیر ہے اوس معدوم کا اور ممکن بالذات
جو شئے ہے وہ غیر ہے اوس مطابقت اور تابعیت کا پس ایک ہی شئے
واجب و ممکن نہوئی بلکہ واجب اور ہے اور ممکن اور ہے پس ایسا بھی
ہوا کہ اجتماع وجوب و امکان کا دو اعتبار وحیثیت سے ہوا ہو کہ اسمین
بھی کوئی قباحت نہین بلکہ واجب اور شئے ہے اور ممکن دوسری ہے
پس یہ مسئلہ اور اس طرحکا مسئلہ بھی ضروری اسلام ہے - اور علم کے
ثبوت مین دلایل بہت ہین بخوف طول ترک کیا - وہ حی ہے بمعنی زندہ
صیغۂ اسم فاعل ہے - حَيِيَ يَحْيَيُ حَيِيٌ اصل مین حایوٌ تھا واو بڑا
کنارہ لفظ مین بعد کسرہ کے لہذا واو کو یا کیا اور یا کو یا مین ادغام
کیا اور اجتماع ساکنین ہوا الف اور یا مین الف کو گرا دیا حَيٌّ ہوا خدا
پر حی کا اطلاق چونکہ ہوا کرتا ہے اور لغوی معنی اوسپر نہین آسکتا پس
اصطلاحًا خدا کو اس معنی مین حی کہتے ہین کہ واجب الوجود کا قادر و عالم

ہونا محال نہین ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ قادر ہو عالم ہو یعنی اوس مین قدرۃ وعلم کی استعداد و قوت و امکان ہے اور یہ ثابت ہوچکا کہ قادر و عالم ہے یقینی پس وہ حی ہو یقینی یعنی حیوہ باریتعالے بمعنی اوس کی قدرت وعلم کے ہے استلزاماً و الاحیواۃ لغوی مقابل مین ممات کے ہے یعنی زندہ وہ ہے جو آیندہ مریگا بھی کہ حیوۃ کے لئے موت ضرور ہے - پس حیوٰہ اور ممات دونون ضد ہین آپس مین اور ایک شئے مین دونون ایک ایک کرکے پائے جاتے ہین اور اس طرحکا صادق آنا حی کا خدا پر صحیح نہین ہے تو کہتے ہین کہ وہ حی ہے یعنی قدرت وعلم اوسمین پایا جا سکتا ہے یعنی قدرت وعلم کی قابلیت اوس مین ہے پس حی ہونے پر دلائل وہی ہین جو قادر و عالم ہونے پر کہے گئے ؏

ارادہ یعنی خدا یتعالے مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے یعنی ہر فعل کو بقصد و ارادہ کرتا ہے اس لئے کہ وہ فاعل و مختار ہے اور فاعل مختار اگر بے قصد کے فعل کرے تو وہ فاعل مضطر ہے نہ فاعل مختار حالانکہ فاعل و قادر باختیار ہونا ثابت ہوچکا اور ظاہر ہے کہ اگر باختیار نہو بلکہ بے اختیار ہو تو مجبور و مضطر و بے اختیار قدیم نہین حادث و ممکن ہوتا ہے اور واجب الوجود ممکن و حادث نہین قدیم ہے تو بلاشک فعل اوس کا بقصد و ارادہ ہوتا ہے پس وہ مرید ہے جیساکہ ہم لوگون کا ارادہ ہے

کہ اپنی قدرت سے اور اختیار سے ہوتا ہے مگر واجب تعالٰے کے اور بندون
کے ارادے مین فرق یہ ہے کہ ہم کو پہلے تصور اوس مقصود و مراد کا
ہوتا ہے تفصیلاً ہو یا اجمالاً بعد اوسکے اوسکا فائدہ تصور کیا جاتا ہے
تو رغبت اوس مقصود کے حاصل کرنیکی طرف ہوتی ہے پس اسکا نام ہے
داعی اور باعث یعنی چاہنے والا اور برانگیختہ کرنے والا اور محرک یعنی حرکت
مین لانے والا یعنی ارادہ کرنیوالا اوس فعل پر تا اینکہ بعد عزم مصمم پہونچتا
ہے پھر اوس کام کو کرتے ہین تو ہمارا ارادہ دفعتہً نہین ہو سکتا ہے بلکہ بتدریج و
آہستہ آہستہ اور واجب تعالٰے کا ارادہ اس طور پر نہین ہوتا بلکہ اوسکا
ارادہ دو قسم کا ہے اوسکی دو حالتین ہین ایک ارادہ قدیم ہے اور
ایک دوسری طرحکا ارادہ ہوتا ہے وہ حادث ہے وہ ارادہ کہ قدیم ہے
اوسکی دو صورتین ہین ؛

اوّل یہ کہ جاننا بندونکے افعال کی مصلحتون کو کہ اوس جاننے سے اوسکے
ترک پر فعل کو ترجیح ہو یہی وجہ ہے کہ بعضے فعل واجب تعالٰے سے صادر
ہوتے ہین اور ترک نہین کرتا اور بعضے فعل اوس سے صادر نہین ہوتے
اور ترک کرتا ہے اس لئے کہ اوس کے صادر ہونے کی ابھی مصلحت نہین
ہے جب مصلحت ہوگی صادر ہوگا مگر اوس مصلحت کو پہلے سے سمجھے ہوئے
ہے پس ایک وقت جامہ ہستی کو پہنا تا ہے اور دوسرے وقت مین

جامہ نیسی کو ایک تغیر صبح کو دوسرا تغیر شام کو ازین قبیل بہ نسبت تمام حوادث زمانہ کے اون کے مصالح کو اور اونکے مفاسد کو پہلے سے معلوم کئے ہوئے ہے کیونکہ اگر ایسا نہو تو آیندہ سے اوسکو جہل ہوگا اور جہالت ذات واجب تعالےٰ مین خلافِ عقل ہے اور ناروا اور پہلے سے اونکے مصالح سے وہ ذات آگاہ اگر نہو تو دنیا مین کوئی چیز وجود مین نہ آئیگی تو تمام عالم بھی موجود نہو سکیگا پس ہر چیز کو جیسی وہ مصلحت سمجھتا ہے یکے بعد دیگرے وجود مین لاتا ہے جب تک معدوم رہنا مصلحت ہے تو وجود مین نہین لاتا اس لئے کہ وہ عالم و دانا و بینا ہے اور ہر چیز کی مصلحت کو بطور ظہور و وضوح سمجھے ہوئے ہے پس حکیم کا فعل مصلحت سے خالی نہین اگر مصلحت داتی اوسکو نہو تو وہ حکیم نہین ہے اور حالانکہ وہ حکیم علی الاطلاق ہے وہ بڑی حکمت والا ہے اور جب وہ پوری حکمت والا ہے حکیم مطلق ہے دانا ہے بینا ہے یعنی عالم ہے یعنی ذات اقدس وبے نقصان اوسکی کافی ہے چیزون کی شناخت مین قبل اون چیزون کے اور بعد اون چیزون کے اور ہر شئے کی بھلائی برائی سے واقف بہت اچھی طرح سے ہے کوئی چیز اوس پر پوشیدہ و مخفی نہین ہے تو ضرور ہر چیز کی مصلحت کو جانتا ہے اور اسی مصلحت دانی کو داعی کہتے ہین وہ داعی وباعث ترک فعل کا ہو یا فعل کا ہوا اور علم اوسکا عین ذات ہے یعنی اوس کے

نزدیک سب آشکار ہین تو مصلحت دانی اوس کے نزدیک آشکار ہے تو جو
حال علم کا ہے وہی حال مصلحت دانی یعنی ارادہ کا ہے پس ارادہ عین علم
و قدرت ہے اور علم و قدرت عین ذات ہے تو ارادہ اس معنی سے عین ذات
واجب الوجود ہے اور یہ ارادہ قدیم ہے عین واجب تعالےٰ ہے ہان اگر
غیر ذات ہو تو قدیم ہوگا حادث ہوگا ذات واجب تعالےٰ پر زائد اور
اوس سے علحدہ ہوگا مگر ایسا نہین ہے بلکہ قدیم ہے اور عین واجب الوجود
مثل علم کے کہ عین ہے تو ارادہ بمعنی علم ہوا *

دوسری صورت وہ ہے کہ اوس ارادہ کو نفس فعل بھی کہتے ہین یعنی
وہ جیسا کہ اپنے افعال کی مصلحتون کو سمجھتا ہے ویسا ہی اپنے خود افعال کو
بھی سمجہتا ہے کہ فلان فعل میرا ہے و فلان فعل فلان وقت مین ہوگا یہ
علم فعل اور وہ علم بمصلحت فعل ایک ہی ہے صرف فرق اعتباری ہے لسبب
یہ ارادہ بھی حادث نہین ہے قدیم ہے عین وہی ارادہ مذکورہ ہے لیکن
وہ ارادہ کہ جو قدیم نہین ہے اور عین ذات واجب الوجود نہین ہے بلکہ حادث
ہے اور ممکن الوجود ہے وہ ارادہ اوسکے افعال کے متعلق نہین ہے بلکہ
بندون کے افعال کے متعلق ہے باین معنی کہ بندونکے مطلق اچھے فعلونکا
ارادہ کرتا ہے اور مطلق برے فعلون سے کراہیت رکھتا ہے یہ ارادہ
و کراہت بمعنی علم افعال حسنہ اور علم افعال قبیحہ ہے پس یہ بھی عین ارادہ

مذکورہ گذشتہ کا ہے مگر باین معنی کہ بندون کے فلان فلان فعل موجودہ متعینہ کا ارادہ کرتا ہے اور فلان فلان فعل موجودہ معینہ سے کراہت رکھتا ہے یہ ارادہ البتہ حادث ہے اور غیر ذات واجب تعالےٰ ہے کیونکہ یہ ارادہ اس طور کا گویا امر ہے اور کراہت بھی ہے اور امر و نہی حادث ہے پس اس معنی کے روسے مشیت بھی حادث ہے مشیت بمعنی علم نہین بلکہ بمعنی ارادہ لاحق الذکر معینہ مذکورہ کے ہے اور ارادہ و مشیئت اس طور پر بھی ہے کہ اگر خدا چاہتا تو سب کے سب راہ راست ہی پر ہوتے اور طوعًا و کرہًا سب لوگ ایمان لاتے مگر لوگون کو اچھا فعل اور برا فعل نمعلوم ہوتا اور اچھے برے مین فرق کچھ نہ معلوم ہوتا اور آزمایش لوگون کی نہوتی اور سب بہشتی ہوتے اور ارام کو آرام اور عیش کو عیش اور تکلیف کو تکلیف کوئی نہ سمجھتا نہ معلوم ہوتا لوگون کو کہ فرمابرداری کیا چیز ہے نافرمانی کسکو کہتے ہین گنہگاری کیا شئے ہے علاوہ اس کے جب بقہر و غلبہ و مشیئت ایزدی اور اوسکی تسلط و قدرت کے سبب سے سب ایمان لاتے اور ایک ہی حالت مین ہوتے تو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ آیا یہ ہمارے افعال و اعمال موافق مرضی باری تعالےٰ ہے یا نہین حکم کیا شئے ہے رضامندی و نارضامندی کیا شئے ہے اور جب امر و نہی اور حکم معلوم نہوتا تو یہ بھی نہ معلوم

ہونا کہ حاکم کیا شئے ہے مالک و مملوک و حاکم و محکوم کیا چیز ہے
تو نظم دنیا بھی کچھہ نہو تا اور مخلوق و خالق مین فرق بھی نہ رہتا تو وجود
باری تعالے ہی کا اعتقاد نہو تا پہر وہ اطاعت اور سبب کا ایمان بلا ناہی سمجھہ مین آتا
بلکہ ایمان نہ سمجھہ مین آتا کیونکہ غیر ایمان کو نہ سمجھا یہ سبب باعتبار عقول متوسط شئے
بیان ہوئے - اصل یہ ہے کہ جو شئے اوس سے مخلوق ہوئی ہے اور
ہوگی اور عالم جس طور پر مخلوق ہوتا ہے اور جس طور پر وہ رکھیگا
ایسا ہی ہونا چاہئیے ہر شئے موقع پر ہے کوئی اوسکا مخلوق اور کوئی
اوسکا فعل بے موقع و بے محل و عبث و بیکار نہین ہے ممکن کو ممکن
ہی ہونا چاہئیے ممتنع کو ممتنع ہی ہونا مصلحت ہے - اور سب از روے
عقل کے ہے گو ہماری عقل قاصر ہو ان چیزون کے سمجھنے سے پس
اسی ارادہ حادث کے مقابل مین اور اوسکا ضد کراہت ہے اور
اس مین ہم اس بیان ارادہ کو طول دینا نہین چاہتے ہین - اگر
کوئی شبہ کرے کہ ارادہ اوس معنی اول کی روسے کہ جو ارادہ قدیم
ہے وہ اگر عین قدرۃ و علم ہو جیسا کہ مذکور ہوا اور نسبتہ جمیع ممکنات
کی قدرت واجب تعالے کیطرف مساوی ہے اور اوسکی نسبتہ علم کیطرف
بھی ویسی ہی ہے پس ایجاد بعض ممکنات کی کبھی اور بعض دوسرے
ممکنات کی کبھی اسطرح کی تفریق محض قدرۃ و علم کیوجہ سے نہین

ہوسکتی بسبب مساوات تعلق علم و قدرت بجمیع ممکنات تو ضرور کوئی
مرجح اور مخصص ہونا چاہیئے تا تخصیص بعض ممکنات کی ہو اور وہ
ارادہ ہے یعنی علم بمصالح یعنی علم بدواعی اور علم بدواعی کہ جو محرک
وباعث تعینات ممکنات ہے اوسکو عین علم جبکہ کہا تو پھر مخصص سوا
ارادہ کے کوئی اور شئے ہوگی بلکہ ارادہ بیکار شئے ہوگی تو کہونگا مخصص
اور مرجح بھی ارادہ ہے اور یہ ارادہ عین ذات واجب ہے اگر غیر ہو تو
یا قائم بمحل ہوگا یعنی عرض ہوگا یا علحدہ مستقل پایا جائیگا عرض نہو گا
ہنین ہوسکتا کہ ارادہ عرض ہو درصورتیکہ غیر ذات واجب نہو اگر
عرض ہوگا تو یا ذات واجب تعالے معروض و محل ہوگی یا ممکنات
معروض و محل ہونگے ذات واجب تعالے محل کسی چیز کا ہنین ہے
کیونکہ غیر ذات واجب سب حادث ہین اور ذات محل حوادث ہو
تو تغیر حال سے تغیر محل لازم آئیگا تو ذات واجب تعالے حادث ہوگی
کیونکہ سب متغیر حادث ہین اور اگر قدیم ہو تو لازم آئیگا سواے
واجب الوجود کے اور چیزین بھی قدیم ہون اور یہ باطل ہوچکا ہے
اور ممکنات بھی معروض و محل ہنین ہوسکتے اس لئے کہ صفت غیر
موصوف مین ہنین پائی جاسکتی اور ارادہ فعل خدا ہے اور صفت
اوسکی ہے ہنین ہوسکتا کہ ارادہ کسیکا پایا جائے کسی دوسرے مین

خصوصًا واجب تعالے کا فعل اور اوس کی صفت حوادث مین پائی
جائین صفت اپنے موصوف مین پائی جاتی ہے اور یہ بھی نہین ہوسکتا
کہ ارادۂ خدا علیحدہ اور مستقل بذاتھا پایا جائے کہ اس صورت مین
بھی لازم آتا ہے کہ سوائے خدا کے کئے قدیم ہون حالانکہ سوائے اوس
ذات واجب کے کوئی چیز قدیم نہین ہے اور اگر حادث ہو تو حادث
کے لئے علت موثرہ ضرور ہے تو واجب تعالے اس ارادۂ حادث کے
ایجاد مین ارادہ کریگا کیونکہ ہر فعل مین ارادہ ضرور ہے پس ارادۂ ثانیہ
کے ایجاد مین ارادۂ ثالثہ پایا جائیگا اور ارادۂ ثالثہ کے ایجاد مین چوتھے
ارادہ کا وجود ہوگا اور اسی طرح سے بے انتہا سلسلہ چلا جائیگا
کسی پر منقطع نہوگا اور یہ تسلسل ہے اور تسلسل محال ہے تو ارادہ
حادث بھی نہوگا — او بہ جب حادث و قدیم ہونا ارادہ کا در صورت
غیریت ارادہ باطل ہوا تو ثابت ہوا کہ ارادۂ خدا عین ذات خدا
ہے جیسا کہ یہ مسلم اس معترض کا بھی ہے اور جب عین
ذات واجب ہے تو جو چیز ذات واجب کا عین ہے اوسکا بھی ارادہ
عین ہوگا تو علم کا عین ہے یلئے ارادہ علم مصالح ہے اور علم مصالح
علم ہے پس جو فرق علم واجب متعلق بکلیات اور علم واجب تعالے
متعلق بجزئیات مین ہے وہی فرق علم خدا اور علم خدا بمصالح مین

ہے اور یہ ظاہر ہے کہ واجب تعالےٰ کو کلیات و جزئیات سب کا علم
ہے جیسا کہ ثابت ہوچکا یعنی اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے *
وہ مدرک - ہے یعنی اوسکو علم ہے اون چیزون کا بھی کہ
جو ہم لوگون کو معلوم ہوتی ہین سننے اور دیکھنے اور چھونے اور چکھنے
اور سونگھنے سے یعنی واجب تعالےٰ مثل ہم لوگون کے چیزون کو سننے
اور دیکھنے وغیرہ سے نہین معلوم کرتا بلکہ جو چیز ہم لوگون کو بجواس
معلوم ہوتی ہے وہ بھی اوسکو معلوم ہے مسموعات اور ملموسات اور
متفرقات وغیرہ سے سب سے وہ واقف ہے بغیر اس کے کہ وہ چکھے
اور چھوئے کیونکہ وہ جسم نہین رکھتا ہاتھ پاؤن آنکھ کان ناک وغیرہ
اوس کو نہین ہے جیسا کہ اسکا بیان آیندہ آئیگا اگر محسوسات کا علم اوسکو
نہو تو علم جزئیات کا اوسکو نہوگا حالانکہ ثابت ہوچکا کہ اوسکو جزئیات کا
بھی علم ہے یعنی کوئی چیز اوسکے علم سے چھوٹ نہین گئی ہے سب حاضر
وظاہر اوس کے نزدیک ہین کیونکہ وہ مرید ہے بارادہ وقصد ودواعی
ومصلحت یعنی ہر فعل کو کرتا ہے زید - عمرو - بکر - وغیرہ ہر جزئیات
عالم کو اوس نے پیدا کیا اور پیدا کرتا ہے اور پیدا کریگا سب کا علم اوسکو
ہے اگر بعض جزئیات کا علم ہو اور بعض کا نہو تو ترجیح بلا مرجح لازم
آئیگی اور بے ادراک کے فعل ہی نہو سکیگا اور جہل بھی لازم آئیگا اور وہ

ہمارے افعال سے واقف ہے اگر بعض سے واقف اور بعض سے ناآگاہ ہو تو تخصیص بلا مخصص اور جہل اور وہم لوگون کی ترجیح واجب تعالےٰ پر باعتبار علم جزئیات کے ہو جائیگی اور یہ سب محال عقلی ہین *

وہ متکلم ہے جب اوس کو پوری قدرت ہے اور ہر طرح سے کامل بالذات ہے کسی طور کا اوس کی ذات مین نقصان روا نہین تو اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کلام کرنے والا ہے یعنی کلام کو پیدا کرنے والا ہے جس چیز سے چاہے کلام پیدا کردے کیونکہ وہ قادر ہے کل مقدور پر اور درخت اور پتھر اور حیوان وغیرہ سے کلام مثل کلام انسانی کے پیدا کردینا اوسکے نزدیک قدرت سے باہر نہین تو اوسپر قادر ہے یعنی جب مقدور ہونا ممکن ہے اور ہر مقدور پر وہ قادر ہے تو اوسپر بھی وہ قادر ہے اور دلایل نقلیہ سے تو اسکا ثبوت بھی آسان ہے کیونکہ ایسا کلام بہت مرتبہ پایا گیا ہے جیسا کہ خاتمہ مین مذکور ہوگا *

وہ باقی ہے یعنی وہ ہمیشہ تھا اور ہے اور ہمیشہ رہیگا کبھی اوسکے وجود مین نقصان نہین ہوا اور نہو گا - اس لئے کہ ثابت ہو چکا کہ وہ واجب بالذات ہے اوسکی ذات خود ہی اپنے وجود اور اپنے وجود کے وجوب کی خواہان ہے وجود اور اوسکا وجوب اوس کی ذات سے غیر منفک ہے وجود اور وجوب کسی طور سے عقلاً اوس کی ذات سے جدا

نہین ہو سکتا کیونکہ عین ذات ہے اور یہ بھی ثابت ہوا اور ذات اوسکی
ہر طرح سے ہر حیثیت و اعتبار سے ہر کمال کے رو سے کامل مطلق ہے
اپنے ہر قسم کے کمال مین کسی غیر کا محتاج نہین بلکہ وہ ذات اپنی ذات
کا بھی محتاج نہین کیونکہ کمالات ذات یعنے سب صفات کمالیہ اوس کی
ذات کا عین ہے اور اوسکو کمال کے پورا ہونے مین کبھی کوئی حالت
منتظرہ نہین ہے - اور ازلی ہے یعنے ہمیشہ سے ہے اور ابدی ہے
یعنے ہمیشہ ویسا ہی رہیگا اور سرمدی ہے یعنی مجموعہ ابدی وازلی
کا ہے ایک ہی حالت ہمیشہ سے ہے اور رہے گی اوس مین کسیطرحکا
تغیر حقیقۃً اور فرضاً نہین ہو سکتا تو پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ذات
واجب تعالےٰ باقی نرہے یعنی اوس کا وجود آیندہ باقی نرہے وہ
معدوم ہو جاے اس لئے کہ جمیع امور ثابت شدہ اور مبرہن ومسلمہ کے
خلاف لازم آئیگا اور وہ امور ثابت شدہ ومسلمہ سب بدلائل عقلیہ
ہین تو یہ خلاف لازم آنا بھی خلاف عقل ہوگا مخالفت عقل جو یہان پر
لازم آتی ہے اون مین سے بعضے مخالفت عقل کو بیان کئے دیتا ہون
مثلاً وہ یہ ہے کہ اگر ذات واجب الوجود باقی نرہے معدوم ہو تو وہ
واجب الوجود ذاتاً واجب الوجود نرہیگا اس لئے کہ ذات واجب الوجود
اوس کو کہتے ہین کہ عدم اوس کے لئے محال ہو نہ اوس کو اپنی ذات کی

وجہ سے اور نہ کسی دوسرے کے سبب سے نہ عدم سابق وجود ہو سکتا
ہے تا قدیم و ازلی نہ ہے اور نہ عدم بعد وجود ہو سکتا کہ ابدی نہ ہے
یعنی مطلق عدم اوس کے لئے نہین ہو سکتا ہے نہ سابقاً نہ لاحقاً ہو گا
تا وہ سرمدی نہ ہے حالانکہ وہ قدیم و سرمدی ہے یعنی ازلی و ابدی بلا تغیر ہے
پس بہر حال باقی ہے بلا تغیر و نقصان اور یہی مطلب ہے *

علاوہ اس کے

جس شئے کو عدم بعد وجود کے لاحق ہو تو یہ وجود و عدم صفات
و عوارض و ملحقات سے اوسی شئے کے ہون گے اور اس وجود و عدم
مین تناقض ہے کہ ایک معروض مین وجود و عدم عرضی یکے بعد دیگرے
پایا جا سکتا ہے اور وجود واجب تعالے عرض نہین بلکہ عین ذات ہے
تو قابل اس کے نہین ہے کہ ضد یا نقیض عدم کا ہو تو عدم واجب تعالے
پر طاری ہونے کی لیاقت ہی نہین رکھتا کہ وجود عرضی کا مقابل
عدم ہے نہ مقابل معروض کا اور نہ مقابل ذات کا *

دوسری وجہ

وجود و عدم مثل جملہ جواہر و اعراض کے معلول ہے علت تامہ

موثرہ کا یعنی واجب تعالےٰ کا اور تاثیر معلول کی علت موثرہ بین نہین ہوسکتی بلکہ علت موثرہ کی طرف سے تاثیر معلول مین ہوتی ہے تو کیونکہ عدم تاثیر کریگا واجب تعالےٰ مین اور اگر واجب تعالےٰ کی خود ذات قبول کرے عدم کو تو جب بھی لازم آئیگا کہ علت فاعلہ منفعلہ ہو۔ اور معلول ہوجائے اپنے معلول کا اور اگر ذات اوسکی خود اپنے وجود کو تغیر دے یعنی وجود کو زائل کرے تو ذات اوس کی تغیر وجود کے لئے فاعل ہوگی اور فعل بے فاعل اور اثر بے موثر کے محال ہے جیسا کہ مذکور ہوا تو ذات واجب در حالیکہ اپنے وجود کو باطل کرے ضرور ہے کہ موجود ہو پس وجود در حالت عدم لازم آئیگا اور یہ محال ہے ؛؛

دوسرے طور سے

جو شئے موجود ہے اگر اوس کی ذات اس وجود کو مقتضی نہین ہے یعنی غیر ذات مقتضی ہے اوس کے وجود کو تو اوس شئے کی ذات اپنے عدم کو بھی مقتضی نہین ہے کیونکہ اگر اپنے عدم کو خود اوسکی ذات مقتضی ہو تو وہ ممتنع الوجود بالذات ہے تو موجود نرہیگا حالانکہ موجود ہے اور ایسا ہی جو شئے کہ موجود ہے اگر اوسکا غیر اس وجود کا

مقتضی نہین ہے تو غیر اوسکا اوس کے عدم کو بھی مقتضی نہوگا۔ کیونکہ
اگر اوس کے عدم کو اوسکا غیر مقتضی ہوگا تو وہ موجود ممتنع بالغیر ہوگا
تو اوس موجود کی اپنی ذات اپنے وجود کی مقتضی نہوگی تو غیر اوس کا
مقتضی وجود کا ہوگا اور ابھی مفروض ہوچکا کہ اوسکا غیر اوس کے
وجود کا مقتضی نہین ہے ہذا خلف۔ تو حاصل یہ ہوا کہ ممکن اپنے
سے معدوم نہین ہوتا اور واجب اپنے سے معدوم ہوتا اور
نہ غیر سے ۔

وجہ آخر

اگر واجب تعالے باقی نہ ہے یا باقی نہین ہے بعد وجود ہونے
بالذات کے اور بعد ثبوت واجب الوجود بالذات کے تو اب جو وہ
باقی نہین ہے یا نہ رہیگا یعنی معدوم ہے یا معدوم ہوگا تو نہین
ہوسکتا کہ اوسکی ذات خود ہی اپنے عدم کو خواہان ہو کیونکہ جب
اوسکی ذات خود ہی بلا شرکت و مداخلت غیر کے وجود کو مقتضی
ہے یعنی ازل مین کبھی اوسکو عدم نہ تھا اگر ازل مین وہی عدم کو بھی
مقتضی ہو تو اجتماع النقیضین لازم آئیگا اور یہ محال ہے اور بعد
وجود کے بھی عدم کو مقتضی خود اوس کی ذات نہوگی والا وہی محال

لازم آئیگا کیونکہ بعد وجود ذاتی کے یعنی اب بھی اور آیندہ بھی خود اوسکی ذات ہی مقتضی ہے اپنے وجود کو نہین کہا جا سکتا کہ پہلے سے یعنی ہمیشہ سے تو البتہ اوسکی خود ہی ذات اپنے وجود کی مقتضی تھی مگر اب یا آیندہ خود اوس کی ذات مقتضی اپنے وجود کو نہین ہے اس لئے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اوسکی ذات اپنے وجود کو مطلقاً اور وجود دائمی کو مقتضی ہے - اور اگر بالفرض ایسا ہو کہ یہ صفت پہلے تھی مگر اب یہ صفت اقتضائے طبیعت کی جاتی رہی تو اس اقتضا و عدم اقتضا مین ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور علاوہ اسکے واجب بالذات ممکن بالذات و محتاج غیر و حادث ہو جائیگا یا ممتنع بالذات ہو جائیگا کیونکہ جو اپنے عدم کو خود ہی مقتضی ہے وہ ممتنع بالذات اور محال ہے تو واجب الوجود محال ہو جائیگا ایسا نہین ہو سکتا کہ ایک ہی شئے ایک وقت مین محال نہو بلکہ ضرور محال الوجود ہوا اور پھر حقیقتہً محال و ممتنع الوجود ہو جائے کہ ثانی حالت حالت اولی کی مبطل ہے اور حالت اولی حالت ثانیہ کی توجیہ بھی نہین ہے اور سبب ہے اور یہ محض مہمل اور لغو ہے ؎

وبوجہ آخر

جب گفتگو کسی شئے کی بقا مین کی جائیگی تو بعد تسلیم اس امر کے ہو گیا

کہ وہ شئے موجود ہے کہ بقا فرع وجود ہے اور گفتگو واجب الوجود بالذات
کے باقی رہنے مین ہے تو معلوم ہوا کہ واجب الوجود کو موجود مان لیا
ہے اور موجودیت اوسکی ازروے ذات بطور وجود ثابت بھی ہو چکی
ہے تو وہ موجود بوجود ضروری تھا اور ہے اور رہیگا کیونکہ وجود دائمی
کو یعنی مطلقاً وجود کو بغیر وقت دوان وقت کو خود اوسکی ذات ہے
مقتضی ہے پھر گفتگو بقا مین اوس کے کوئی معنی نہین رکھتا کیونکہ
اوسکی ایسی ذات اور اوسکی ایسے صفات کو ازلی ہونا اور ابدیت
اور بقا اور سرمدیت لا اقل لازم تو ہوگی اور لازم کا جدا ہونا ملزوم
سے محال ہے درصورت وجود ملزوم اور وجود ملزوم مین گفتگو نہین
ہے کہ وہ مانا ہوا اور دلیلون سے ثابت کیا ہوا ہے اور حالانکہ انتفائے
لازم انتفائے ملزوم ہوتا ہے اور ضرور ہے ہذا شئے عجاب خلاصہ یہ
ہے کہ واجب الوجود کو بدلائل عقل و نقل ہر طرح سے جب مان لیا تو
اوسکے بقا کو بھی ضرور ماننا ہوگا اور نہین تو یون کہنا پڑیگا کہ واجب
الوجود کے وجود ضروری کو مانتے ہین یعنی نہین مانتے ہین کیا خوب تدافع
ہے حالانکہ بقاء عین وجوب الوجود ہے کیونکہ وہی موجود دائمی تو بقا سے
کوئی دوسری چیز نہین ہے

والوجہ آخر

وجود موجود کی صفت ہے اور بقا بھی موجود کی صفت ہے بلکہ صفت کی
صفت ہے یعنی وجود کی صفت ہے اور وجود کو واجب تعالے کی ذات
مقتضی ہے تو اوسکی صفت کو یعنی بقا کو اوس کی ذات خواہان ہے
اور وجود عین ذات واجب تعالے ہے جیسا کہ ثابت ہوچکا تو صفت
وجود بھی عین ذات واجب تعالے ہے کیونکہ بقا تابع وجود کے ہے نہین
ہوسکتا کہ وجود کو مقتضی ہو اور بقا کو مقتضی نہو پس اگر واجب الوجود
باقی نہ ہے تو اوس کے یہ معنی ہون گے کہ ذات واجب تعالے اپنے
وجود کو مقتضی وخواہان نہین ہے حالانکہ ثابت ہوچکا کہ اوسکی ذات اپنے
وجود کو بلکہ وجوب وجود اور وجود ضروری کو مقتضی ہے ہذا خلف

اور بطریق دیگر

اگر واجب تعالے باقی نہ ہے تو عدم البقا کا کوئی موثر ہوگا والا
کوئی تاثیر بے کسی موثر کے نہین ہو سکتی اور عدم وجودی شے نہین
ہے کہ کوئی فعل وتاثیر کرسکے تو یا خود ذات واجب الوجود کی عدم
البقا کو مقتضی ہے یا کوئی غیر ہے اس طرف راہ نہین ہے کہ غیر کو
موثر کوئی قرار دے والا واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائیگا کہ غیر نے
اوس کے بقا اور وجود کو زائل کردیا پس یہی غیر جو ہے وہی واجب الوجود

ہوجائیگا اور اگر یہ واجب الوجود ہے تو اوس کے بقا مین بھی گفتگو ہوگی
تو تیسری چیز واجب الوجود ہوگی اور پھر اوس مین بھی ایسا ہی کہا جائیگا
یہانتک کہ بے انتہا چیزین مجتمع ہوجائینگی اور بے انتہا چیزین کا جمع ہونا
تسلسل محال سے باطل ہوچکا ہے تو ضرور خود واجب الوجود کی ذات
اپنے بقا کو فنا کرنا چاہتی ہے اس صورت مین یہ کہا جائیگا کہ بقا اگر عین
ذات واجب الوجود ہے تو عدم البقا نہین ہوسکتا کیونکہ ایک ہی شئے
اپنی ہی ذات کو معدوم نہین کرسکتی والا درحالت معدومیت موجود
لازم آئیگی کیونکہ بے وجود علت تاثیر علت کی نہین ہوسکتی اور بقا اگر
غیر ذات واجب ہے تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ بقا جسکا عدم تجویز
کیا جاتا ہے قدیم ہے یا حادث اگر قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ
رہیگا تو پھر اسکا عدم تجویز کرنا چہ معنی اور وجود کئی قدیم کا بھی لازم
آئیگا اور تعدد قدما محال ہے جیسا کہ اوپر سے بھی ثابت ہوتا آیا ہے
اور آیندہ بھی اسکی تصریح آئیگی تو بقا شئے خدا ضرور حادث ہوگا اور غیر
ذات واجب تعالے اور اوسکا عارض ہوگا اور واجب تعالے
منزہ اور مبرا و پاک ہے محل حوادث ہونے سے یعنی اوس ذات پاک
مین حوادث نہین پائے جا سکتی اگر وہ محل و معروض حوادث کا ہو
یعنی اوسکی ذات مین کوئی حادث حلول کرے یا عارض ہو تو اس

عارض کو لازم ذات معترض کا نہین کہہ سکتے اس لئے کہ حادث لازم قدیم کا ممکن لازم واجب کا متغیر لازم غیر متغیر کا نہین ہوسکتا پس عارض غیر لازم وعارض متغیر دعارض منفک ہوگا اور تغیر حال سے تغیر محل کا ضرور ہے وہ تغیر اعتباری بھی ہو اور کسی طرحکا تغیر اوسکی ذات مین روا نہین کہ خلاف دلایل گذشتہ کے ہے پس ایسی صفت زائدہ یعنی بقا کہ جو خارج از ذات ہو اور عارض غیر لازم ہو ایسی صفت سے وہ تعالے متصف ہی نہین ہوسکتا یعنی وہ ایسا بقا ہی نہین رکھتا تو معدوم پھر کیا شئے ہوگی اگر ایسی چیز کے ساتھ وہ متصف ہو اور اس صفت مین تغیر ہے یعنی ایک حال سے دوسرے حال کیطرف منتقل ہونا اور یہ صفت قائم بذات واجب الوجود ہے تو ذات بھی منقلب ہو جائیگی یعنی ذات واجب مختلف تاثیر و لسنے قبول اثر کرتی رہیگی اور قبول اثر شان سے ممکن کی ہے اور شان سے حادث کی ہے اور وہ ممکن وحادث نہین تو ضرور بقائے باری تعالے نفس ذات باریتعالے ہوگا اور کبھی عدم بقا اوسپر طاری نہوگا اور یہی ثابت کرنا تھا۔

وہ صادق ہے سچا ہونا جب خوبی اوسکی از روے عقل عقلاً ثابت وواضح ہے اور کذب یعنی جھوٹ از روے عقل برا ہے اور صدق کی صفت ایک عمدہ چیز ہے اور وہ تعالے جمیع جہات وصفات

سے کامل ہے کہ یہ بدلیل ثابت ہوچکا تو یہ صفت صدق کی بھی اونمین ضرور ہے ہر عاقل کی عقل اس بات کو قبول کرتی ہے وہ کبھی جھوٹ نہین کہتا کیونکہ ہر برائی سے وہ پاک اور مبرا ہے پس سب اوسکا وعدہ سچا ہے کل قول اوسکا صحیح و سچا ہے اس لئے اس پر بھی ایمان لانا چاہئے یعنی یقین کرنا چاہئے کہ اوسنے جوجو وعدے کئے ہین مثل سزا و جزا کے وہ سب بہت درست و صحیح اور سچ ہین رحمت اور غضب وغیرہ قہاری و جباری سب اپنے اپنے موقع پر ہوتی ہے کوئی شئے اوس مین بے موقع و بے محل نہین ہے ہر چیز مستحق کے لئے ہونا چاہئے اور جب یہ ثابت ہوچکا ہے کہ کسی طرحسے کسی حیثیت سے ذات واجب تعالے مین نقصان نہین ہے من جمیع الجہات کامل ہے اور ایسا کمال بلکہ مطلق کمال بالغیر اوسکے لئے محال عقلی ہے والا ممکن و حادث ہوگا تو جن جن صفات سے اوس کا کمال منصور ہے وہ سب صفات اوس کے لئے ہین اور صفات عین ذات واجب ہین تو صدق و غنی ہونا اور عدالت وغیرہ سب ضروری الثبوت ہوئے مگر کلام اور اوسکا تابع یعنی صدق اور ایسا ہی خلق وغیرہ استعداداً قدیم و عین ذات ہین اور وقوعاً حادث ہین تو زائد ذات پر ہین پس ہر ایک پر علحدہ علحدہ دلائل قائم کرنا اس رسالہ مختصرہ کی شان سے بعید ہے اس لئے بہت سے

صفات کے دلائل کو ترک کیا صفات باری تعالےٰ مثل علم و قدرۃ و ازلیۃ و ابدیۃ و بقا و ارادہ و وجود و وجوب و حیات کے عین ذات ہین قدیم ہین حادث نہین اگر یہ سب عین ذات نہون بلکہ زاید ذات پر اور حادث و مغایر ذات واجب کے اور عارض ذات واجب کو ہون تو لازم آیگا کہ اوسکو استکمال بالغیر ہے اور یہ صریحی نقص و موجب تغیر ذات واجب تعالےٰ کا ہے اور یہ محال ہے کہ ذات واجب متغیر و ناقص و کامل بالغیر ہو کہ یہ سب صفات مخلوق کے ہین نہ خالق و واجب الوجود بالذات کے اگر صفات زائد ہون اور عارض ذات واجب تعالےٰ ہون اور عین ذات نہون تو ضرور یون کہا جائیگا کہ وہ تعالےٰ ازل مین تا در نہ تھا پھر ہو گیا اور ازل مین عالم نہ تھا اور ہو گیا کیونکہ اس صورت مین صفات کو حادث ماننا پڑیگا والا تعدد قدما لازم آئے گا اور وہ محال ہے جیساکہ ثابت ہو چکا اور صفات اوس کے اگر حادث ہون تو لازم آئیگا کہ اولا عدم کمال و غیر قدرۃ و جہل وغیرہ تھے پھر زوال اون حالتون کا ہوا اور یہ صریحی تغیر ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے تو ذات واجب تعالےٰ بھی حادث ہو جائیگی اور لازم آئیگا کہ وجب تعالےٰ نے غیر کے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۵۱

اور یوں کہنا کہ استحالہ بالغیر نہ وجوب لازم آتا ہے کہ

کہ استحالہ غیر ہے بر خلاف کہ استحالہ بالذات خود واجب بطلان

[illegible] ہے بعضہا ہے کیونکہ استحالہ فعل ہے اور وجہ بطلان نفس

فاعل کے بطلان پر نہ ہے پس استحالہ اور اس کی ذات سے نہیں

واجب کے بطلان پر موقوف ہے کیونکہ واجب جو ہے [illegible] ہے

[illegible] کہنا اور اس میں واجب کی ذات سے [illegible] کا

لازم آتا ہے کہ ذات واجب کی ہے کہ ذات واجب

کرنا حالانکہ [illegible] ہے کہ لازم آتا ہے بطلان [illegible] معقول کا

سے صفت کے [illegible] کا بطلان اور [illegible] ہے نا قص

[illegible] عین ذات واجب کی ذات اللازمات ناقص

پس اس سے خود ذات واجب کا نقصان و ملزم ہے اور

[illegible] اور امکان کا

اور اس لئے کہ

صفت ضا نہ میں ہے نہ غیر ہا

بعجہ اصل نہیں ہے کیونکہ عین و غیر میں کوئی واسطہ

سمجھا نہیں جاتا ہے وہ غیر ہی ہے لیکن یہ ہے عین عین کی

حالت میں جو عقیدہ غیریت ہوگی سوائے غیریت ذہنیہ کے عقیدہ

سے اور یہ عقیدہ قباحت بھی ہوگی۔ ۱۲ منہ مد ظلہ العالی

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۵۱ ع

باری تعالیٰ کے صفات ثبوتیہ کے عین ذات باری ہونے کے متعلق جو اعتراضات و شبہات ہیں مع جوابات کے بیان کرتا ہوں۔ صفات باری تعالیٰ عین باری تعالیٰ کے ہوں تو قباحت ہے کہ عوارض عین ذات ہوں۔ ذات عین عوارض ہوں۔ صفت عین موصوف ہو۔ موصوف عین صفت ہو۔ علم عین خلق ہو۔ جو علم ہو خلق ہو خلق علم ہو۔ علم قدرت ہو۔ قدرت علم ہو۔ قدم علم ہو۔ علم قدم ہو۔ ہر ایک صفت کا عین دوسری ہے۔ اللہ عالم کہنا اللہ قدیم قادر کہنا غلط ہو۔ اور اسکے علم یا قدرت یا قدم وغیرہ ثابت کرنا غلط ہو گا۔ مثلاً اللہ کو علم ہو تو اللہ علم ہو گا اور اللہ کو قدرت ہو تو اللہ قدرت ہو گا۔ یعنی علم ہو گا۔ اور اللہ کو حیات ہو ارادہ ہو تو علم ہی حیات ہو ارادہ ہو علم ہے۔ ارادہ کیا ہوں بیکار ہیچ ہو جائیگا۔

اور اس کا جواب یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کسی کے نزدیک عوارض نہیں ہیں۔ کیونکہ عوارض جسم کے لئے ہوتے ہیں اور خدا جسم نہیں ہے اور عوارض جوہر کے لئے ہوتے ہیں اور خدا نہ جوہر ہے نہ عرض اور عوارض حادث ہوتے ہیں اور خدا اور اسکے صفات ذاتیہ کمالیہ حادث نہیں۔ عوارض مخلوقات کی ہیں اور صفات ذاتیہ قدیم ہیں اور جو قدیم ہے وہ ممکن نہیں ہے یعنی جو قدیم ہے وہ واجب ہے پس صفات ذاتیہ واجب نہ ممکن تو صفات ذاتیہ کمالیہ کو عوارض سے تعبیر کرنا کیونکر صحیح ہو گا پس جو عارض ہے وہ عین ماہیت نہیں ہو سکتا اور جو عین ماہیت ہے وہ عارض نہیں ہے اور ذات واجب کو عوارض سمجھنا خطا ہے اور ذات واجب کے لئے تعدد نہیں ہو سکتا ہے اور جو غیر ذات ہیں سے تعدد ہے

ترقی اور چیز پر اور
ہو سکتی ہیں اور حادث اور
علیحدہ ہے سکتی اور لے اور ذاتیہ
شئے ہے یہ جواب ہے کہ ہے اور اس کی صفت
نہیں ہے کہ جواب ہے کا جواب یہ ہے کہ ذات کو موصوف
کا اور شے ہے تا اور ابد اور اس کی ذات سکتی یہ بات
صفت ہے دو نیا کرنا بالفعل ہے اور واجب سکتی ہیں
کہنا اور ہو دنیا ظاہر اعتبار ہے اور وجود ہے
نہیں ہو سکتا تو بین ہو صدوف اعتبار ہے تو ایک اتحاد
صفت اعتبار ہے اور قیام وغیرہ ہے تو تقدم و تأخر
میں خلاف بالفعل موصوف وصفت میں تقدم واجب اور تلیج
ہے بلکہ تقدم و تأخر بالفعل ہو سکتا بلکہ تقدم و تأخر
واجب میں تقدم و تأخر نہیں ہو سکتا موصوف وصفت
ذاتی صنع ہوتا ہے اور بلکہ ذات
میں ہے الا اعتبار اور صحیح ہے اور
واجب عالم اور ہے
ثابت ہے

اور بالارادہ بھی
نہیں ہے ورنہ غیریت صفت کی
موصوف ہے ہو جاتی اور موصوف وصفت حقیقتہ
متحد ملکات ہے کہ ہو جاتی ہے علاوہ اتحاد ذاتی ہے اور فرق
اعتباری ہے اسی لئے ذات واجب اور صفات ذاتیہ میں
حمل مواطاتی سمجھنا ضرور ہے حمل اشتقاقی بیان پر غلط ہے
ورنہ ذات واجب کو ذو علم ذو حیوۃ ذو ارادہ ذو قدرت جاننا
پڑیگا تو علم وحیوۃ وارادہ وغیرہ ملحقات ذات سے سمجھے
جاتے اور توابع اور موخر ہونا اور قائم بالغیر ہونا سمجھا جاتا
تو زائد بر ذات اور حادث ہوتے اور یہ صفات بحیثیت عینیت
نہیں تاکہ صفت کا ذات پر ہو کہ صفات امکانیہ
ذات نہیں میں ملکات پر قیاس کیجئے کہ ان سے ممکنات
پیدا ہوتے ہیں جو صفات ذاتیہ حقیقیہ صفات میں
ہیں یعنی صفات حقیقیہ ذو صفات
میں ذات میں بعینہ

ذاتیہ حقیقیہ ہیں

ہے کہ الگ ہیں معنی زائد قائم ہیں بعض

[illegible] اور بعض زائد ذاتیہ

اور تابع ذات ہوں گی اور حادث [illegible] بالذات واللہ

ذات سے مؤخر ہوں گی [illegible] شان [illegible]

ہیں کامل موجود [illegible] ہوں گی [illegible] صفات [illegible]

ہے بعدیت ذاتی اور [illegible] زمانی ہوں گی تو صفات واجبہ

زمانی ہوں [illegible] بعدیت [illegible] ذات قدیم ہیں

حادث ہوں گی حالانکہ صفات ذاتیہ قدیم ہیں [illegible] قائم ذات

و ذات [illegible] ذات قدیم [illegible] والا قیام [illegible]

و ذات [illegible] ذات سے [illegible] واجب [illegible]

[illegible] ذات ہے [illegible] ذات واجب [illegible]

ہے کہ [illegible] صفات زائدہ عین ذات [illegible]

ہے بدیہی ہے کہ صفات [illegible] سمجھا جاتا ہے [illegible]

ہے اور یہی [illegible] واجب ہے [illegible]

اور [illegible]

وہ ہوئی ہے

اتحاد و درمیان میں دو شئے متغایر میں

ہے کہ ہونا ہے اور عینیت درمیان میں دو شئے متغایر میں

ہے کہ عین ہوں نسبت بھی وہ تعالیٰ قادر بقدرۃ اور عالم بعلم

عین ہے ورنہ غیر ہے صفت کی موصوف سے مثل ممکنات

ہے کہ ہوں حالانکہ ہے تو احتیاج ذات واجب غیر کی طرف

ہوں گی کیونکہ یہ معانی و احوال یعنی مغایر ذات ہیں اور محتاج

ممکن ہے نہ واجب اور واجب مستغنی عن الکل ہے اور سلسلہ

احتیاج محال ہے جیسا کہ وجود واجب اور وجوب عین واجب

ہے اور یہ تشبیہ وارد نہیں ہو سکتی ہے کہ وجود و موجود کہنا اور

وجوب کو واجب سمجھنا خلاف عقل ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا

و لیکن یہی صفات زائدہ کو عین ذات سمجھا جاتا ہے والا لازم اشتباہ

عینیت وجود و وجوب و ذات واجب میں جاری

ہو سکے گی پس اس عقدہ کی تقریر ہے

[illegible]

بوسطه صفات ذاتیه عین ست
دوم الا صفت دوم ای الصفت محمول بو ... ست
بو صفات ذاتیه ذی بن جو عین ذات واجب بن دراسی
کل ست یعنی بوسطه الشراره یعنی معبود برحق معبود برحق
ست قراری جامعی وقوع محمول بن فرق اعتباری تجلیاتی
قالانست ست حمل بو معلوم بو ... واجب کلیاست
... مقصود ذات واجب ... اولدقت ست
العلم قدرة ارادة علم ست بنا بر عینیت ذاتیه اولوب فرق اعتباری
یعنی ذات واجب واجب ... مستلزم ... ست ... جا
حمل جمیع ست جنانچه ... ست واجب بو اوردقت ست تجلی الساری
ست مقصود غیر ذات واجب ... صیغه تجلیاتی ... ادر
بر غیر ... ست کی ... دوم ... ست مغایرت
بوز کلی جمیع بو کلامک علم ... رونده ... شنت ...

بیوتکلم موضوع ...
عین ذات واجب بطریق طبیعی اولوب محمول
عینی ذات واجب باعتبار وصف مرکب بر تعین
ذاتیه باعتبار ذاتی اولدی فرق اعتباری صحت حمل بین کلامیه
اگرچه ما یحصل اول مسئله ... الشرائط ... بو کلام اگر فرق اعتباری اوله
بری کانه کلیا ... ست زید کاتب بین جمعی بطریق ذات
صدمنت اثبات زید زید یحصل ... بکار اوله ... زید ... ست
اوله ... صورت عینیت صفات ذات
ذات واجب صفات کو ثابت ... کلام اگر ...
اوله ... بر فرق ... بر ... تعین ...
کلیه ... ظاهر ست که ... استظهار ... که اولنده ... علم
فراد ... ست بو کلام اوله ... معنی ... بین ... که اولنده
... اولنده بو ... ظاهر ...
... معنی ... کار ... اولنده
... الجبر ...

اور حیثیت صحیح

ہے کیونکہ جب صفات ذاتیہ عین ذات واجب

یعنی تو اس مقام میں علم سے مقصود ذات واجب

تو یوں کہنا صحیح ہوگا کہ اللہ تو الگ علم ہے کیونکہ علم سے مقصود ذات

الخ بحیثیت و اعتبار علیت ہے مگر اوسکا حاصل یوں کہنا کہ اللہ

العلم غلط ہے کیونکہ محض عینیت دو ذاتوں کی مقصود ہوئی

اور اللہ مفہوم لہذا جو اللہ کو الگ اللہ ہو میں لفظ اعلم غلط

ہے بجائے اعتبار صفت کے مقصود غیر العلم ہے تو لیا جز العدیم ہے اسکا

ہے اور حمل سے مقصود ثابت کریں تو موضوع و محمول کی ترتیب

علاوہ جب ایک صفت کو ثابت کریں تو وصف کا ہوگا الا جب ایک شی دوسری پر

بحوالہ اور محمول میں لحاظ وصف کا ہوگا تو سکے بحیثیت میں محض ذات

سکتا ہے ثابت کریں تو اللہ کو اللہ ہو کہنا غلط ہے اور بعد دو میں کہنا

اور تعلقات ہوگا تو اللہ کو اللہ ہو کہنا غلط ہے اور بعد

کا جواب یوں بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارا قول یعنی علم

کو خبر ہے صحیح بھی ہے اور غلط

بھی ہے کیونکہ

علم سے اگر مقصود

ذات واجب ہے تو صحیح ہے اور اگر

علم سے مراد غیر ذات واجب ہے تو خارج از امکان نہ

ہے تو غلط ہے علاوہ بریں جب ممکنات میں مثلاً زید عالم

میں زید مفہوم وصف عدالت اور عدل مفہوم ذات زید ہے

اور کاتب میں کاتب ہے یعنی صفت میں ذات ملحوظ ہے

تو واجب میں بدرجۂ اولے ایسا ہوگا۔ علاوہ بریں علم و

قدرۃ وغیرہ کو محض بحیثیت و اعتبار علیت و قدرۃ وغیرہ سمجھ کر

عین ذات واجب سمجھنا خطا ہے بلکہ بحیثیت صفتیہ صرف سے

قطع نظر کرکے عین ذات واجب سمجھنا چاہیے کیونکہ علم و

قدرۃ وغیرہ زائد بر ذات واجب نہیں ہیں تا کہ صرف

بحیثیت صفتیت لیا جائے اور عین ذات کہا جائے اگر علم

وغیرہ کو محض صفتیت کے رو سے لیں گے تو فرق ذاتی

ہو جائیگا بجز عینیت ذاتی اور اتحاد

ذاتی نہ ہوسکے گا

۱۴۲

اسلئے ایک

عجیب معما ہے بلکہ علم وغیرہ سے

ذات محفوظ ہو تو ذاتی و ذاتی و فرق اعتباری سے کہ رد

سے التزام لیتا ہے جو کہ اور فرق اعتباری جو نکلہ امور ذہنیہ

ہے کہ نہ امور خارجیہ سے تو ذات واجب میں تعدد خارجی

لازم نہ آئیگا اور تعدد باعتبار معتبر باعتبار کہ ذہنی صرف بحیثیت

ذات وصفت سے نہ تعدد اعتباری ذہنی بحیثیت ذہن اور

نہ تعدد خارجی اور بحیثیت ذات وصفت سے بھی موضوع نہیں ہے

اگر کوئی بالفرض یوں کہے کہ ایک شے کو ایک شے کیلئے

ثابت کرنا جو ہم نہیں ہے اگر دو شئے متغایر ہوں ذاتاً وصفۃً

ہیں بس صفت عین ذات کا اثبات ذات کے لئے کیونکر

درست ہوگا تو یہ بھی وہم ہے اور باطل در باطل ہے جو ہوا

حل یہ ہے کہ صرف تغایر اعتباری کافی ہے اور لولا

علم کلام حکمت ہے ولولا الاعتبارات

لبطلت الحکمة

× اگر یہ اعتبارات صحیح نہون تو تثلیث باطل و بیہودہ ہے تو علم کلام یعنی علم اعلیٰ و فلسفہ اونکے باطل و بیہودہ ہو گا حالانکہ اسکی صرف عمدہ معارف ہے۔ تو اعتبارات بھی عمدہ معارف ہیں یقیناً۔ ۱۲ منہ

اثر کو قبول کر لیا حالانکہ وہ فاعل ہے منفعل نہین ہے یعنی اثر غیر کو قبول کرنے والا نہین ہے اور لازم آئیگا کہ صفات کمالیہ سے خالی تھا پھر کامل ہوا تو خلو کمال سے لازم آیا اور کمال سے خالی ہونا ہی نقص ہے اور نقص عیب ہے حالانکہ واجب الوجود ہر عیب سے ہر نقصان سے پاک ہے اور منزہ ورنہ واجب تعالی واجب الوجود نہ رہیگا ممکن ہو جائیگا حادث ہوگا استکمال بالغیر لازم آئیگا اور یہ سب باطل ہین پس معلوم ہوا کہ واجب الوجود محل حوادث نہین ہے اور صفات کمالیہ اوس کے قدیم ہین اور عین ذات واجب ہین وہو المطلوب *

اب صفات سلبیہ مین سے بعضے صفات کو بدلائل سمجھنا چاہیے وہ یہ ہین *

پس صفات سلبیہ مین سے یعنی اون چیزون سے کہ جو جو اوسکی ذات سے نفی کی جاتی ہے ایک یہ ہے کہ اوسکا کوئی شریک نہین ہے یعنی نہ اوس کے وجود مین کوئی شریک ہے اور نہ اوسکے وجوب وجود مین کوئی شریک ہے اور نہ اوس کے علت تامہ موجدہ موثرہ ہونے مین کوئی شریک ہے اور نہ اوسکے صفات قدیمہ مین کہ جو عین ذات ہین کوئی شریک ہے وہ ہر جہت سے یکتا اور

بے ہمتا ہے شریک ونظیر نہین رکھتا اور نہ اوس کے مماثل کوئی ہے اور نہ ایسا ہے کہ کوئی اوسکا شریک مثل ہو اور پھر عین ذات واجب تعالے بھی ہو ان سب امور کو علٰحدہ علٰحدہ بدلائل عقلیہ بیان کرتا ہون ایک ایک کو بگوش ہوش سننا چاہئے اور اسپر یقین کرنا چاہئے۔

اول یہ کہ باری تعالے کے وجود مین کوئی شریک نہین یعنی ایسا نہین ہے کہ واجب تعالےٰ اور کوئی دوسرا ایک ہی وجود سے موجود ہون یعنی نہ کوئی واجب الوجود اوسکے وجود مین شریک ہے اور نہ کوئی ممکن اوسکے وجود مین شریک ہے کیونکہ وجود واجب تعالے عین ذات واجب تعالےٰ ہے اسکا بیان بدلائل اوپر گذرا ایس یہ وجود جو عین ذات واجب ہے اگر عین ذات ہو اوس غیر کا بھی یعنی ممکن کا بھی تو واجب الوجود اور غیر واجب الوجود کی دونون ذاتین ایک ہی ہونگی تو یا واجب ممکن ہوگا یا ممکن واجب ہو جائیگا اور دونون محال ہین اور اگر یہ وجود جو عین ذات واجب ہے وہ غیر ذات ہو اوس دوسرے ممکن کے لئے اور اسی وجود کے ساتھ موجود بھی ہو تو ضرور یہ وجود عارض اس غیر کی ذات کو ہوگا تو لازم ہوگا اس ممکن غیر واجب کو کہ وہ چیز عارض ہے جو کہ عین ذات

واجب ہے تو ذات واجب عارض ہوگی ذات ممکن کو تو نہ ذات واجب قدیم رہے گی کیونکہ حادث کا عارض حادث ہوتا ہے اور نہ علت ممکن کی ہوگی کیونکہ عارض محتاج معروض کا ہوتا ہے اور علت محتاج معلول کی نہین ہوتی یا ممکن ممکن نہ رہیگا کیونکہ قدامت عارض سے قدامت معروض کی اور قدم صفت سے قدم موصوف کا سمجھا جاتا ہے - اور عروض ذات ذات کو چہ معنی دارد یہ سب لغویات و محالات ہین پس اس سے ثابت ہوا کہ واجب الوجود کے وجود مین کوئی ممکن شریک نہین والا اختلاف عقل لازم آئیگا *

دوسرے یہ کہ جب وجود مین کوئی شریک نہین تو اوس وجود کے وجوب مین بھی کوئی شریک نہین ہے کیونکہ جو عام مین شریک نہین تو تو خاص مین کہ ماتحت عام کے ہوتا ہے بدرجہ اولےٰ کوئی شریک ہوگا اور واجب ہونا خاص ہے پائے جانے یعنی وجوب خاص ہے وجود سے پس نہ کوئی وجود مین اوسکا شریک ہے اور نہ کوئی وجوب مین اوسکا شریک ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ ممکن اگر وجوب مین شریک ہو تو یا ممکن واجب ہوگا یا واجب ممکن ہوگا - اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ واجب الوجود کا شریک ہو واجب تعالےٰ کے وجود یا وجوب مین تو بطلان اسکا اوس بیان مین آئیگا کہ واجب تعالےٰ کی علت موثرہ ہونے مین کوئی شریک نہین ہے

یعنی شریک الباری کے ابطال مین آئیگا اور توحید مین بھی گذرا *
تیسرے یہ کہ کوئی شریک نہین ہے واجب الوجود کے علت تامہ
موثرہ ہونے مین یعنی کوئی سوائے واجب الوجود کے علت تامہ موثرۂ
موجدہ نہین ہے یعنی خالق عالم نہین ہے کیونکہ بمبحث توحید وغیرہ مین
ثابت ہو چکا کہ علت تامہ اور موجد اور موثر کوئی نہین ہے الا واجب
الوجود تو جو علت تامہ موجدہ ہوگا وہ واجب الوجود ہوگا اور واجب
الوجود کے وجود و وجوب مین کوئی شریک نہین ہے جیسا کہ ابھی گذرا
شرکت بممکنات مین کہ اوسی سے یہ شرکت بھی باطل ہے اوس دلیل
کو مکرر لانا تطویل بے فائدہ ہے تو کوئی علت تامہ و خالق عالم و موجد و موثر
شریک نہین ہے پس خالق عالم نہین ہے مگر ایک یعنی محض واجب الوجود
یکتا خالق عالم ہے کوئی اسکا شریک نہین کوئی دوسرا واجب یا ممکن علت
نہین وہو المطلوب *
علاوہ اسکے اگر وجود عالم کے لئے دو علتین ہون یعنی دو موجد موثر
ہون تو نظام عالم بلکہ اصل وجود عالم فاسد و باطل ہو جائیگا یا وہ علت
موجدہ کہ جو سوائے واجب الوجود مین کے ہے باطل و فاسد ہوگا - اور
اگر دو مین سے کوئی فاسد و باطل ہوگا تو دونون کا فساد و بطلان لازم
آئیگا یعنے اگر دو نون باطل ہون تو دونون کا بطلان لازم آئیگا لیکن اول

یعنی نظام عالم باطل ہوگا اوسکی یہ وجہ ہے کہ جب دونون علتین موجود و موثر ہین اور علت تامہ ہین تو ایک نے مثلاً چاہا کہ ایک جسم کو حرکت دیوے اور علت موثرہ کا اثر ضرور معلول مین پایا جائیگا تو جسم ضرور متحرک ہوگا اور اوسی حالت مین دوسری علت موثرہ تامہ نے چاہا کہ اوس جسم کو حرکت نہ دے ساکن رکھے اور اس تامہ موثرہ کا اثر بھی ضرور پایا جائیگا تو جسم ضرور حالت حرکت مین حرکت نکریگا ساکن ہی رہیگا اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور محال عقلی ہے ایسا ہی وجود مین کسی ایک موجود کے بھی اجتماع المتنافئین لازم آئیگا ایسا ہی ہر معلول مین یعنی کل عالم مین اجتماع النقیضین ہوگا تو وجود عالم محال ہوگا ؛

اور عالم موجود ہے ہر موجود موجود ہے ہر معلول معلول ہے حرکت مین سکون سکون مین حرکت نہین ہے بالبداہتہ تو جس چیز سے یہ محالات لازم آئے ہین وہی چیز محال ہے اس لئے کہ جو مستلزم محال کو ہوا وہ خود ہی محال ہے یعنی جسکا لازم محال ہے اوسکا ملزوم بھی محال ہے تو دو علت موثرہ تامہ کا وجود باطل ہے اور ایک ثابت ہو چکا ہے تو ایک ہی ہے دوسرا جو ثابت نہین ہوا باطل ہوا وہ یقیناً نہین ہے فہوالمطلوب - اور نظام عالم عام ہے معین وجود تمام

عالم سے اور بطلان عام سے بطلان خاص ہوتا ہے تو اصل وجود تمام
عالم بھی فاسد و باطل ہو جائیگا اور عالم یقیناً موجود ہے تو دو علت مؤثرہ
کا ہونا باطل ہے اور ایک ثابت ہو چکا تو دوسرا باطل ہے وہو المطلوب
اور دوسرے یہ ہے کہ علت تامہ موثرہ ہو اور باطل ہو کہ اسکی دو
صورتین ہین یا عبث و بیکار ہے یا باطل و فاسد ہے نہین ہو سکتا کہ
علت تامہ ہو اور موجد و موثر ہو معلول مین اور عبث ہو کیونکہ موثر عبث کا اثر بھی نہو گا
اثر اوسی کا ہوتا ہے کہ جو حقیقتہً اثر رکھتا ہو اور معلول مین اثر کرتا ہو
معلول حقیقتہً اوسکا محتاج ہو اور احتیاج عبث کیطرف اور موقوف
ہونا معلول کا حقیقتہً علت کیطرف نہین ہو سکتا جب علت ہی عبث
و بیکار ہو اور جب عبث ہوا تو باطل ہوا تو علت تامہ موثرہ درحالت
عدم اثر عبث نہین ہے بلکہ باطل و معدوم ہے *

اب رہی تیسری شکل کہ اگر دونون باطل نہون ہر ایک بیکار رہون
اور علت موثرہ حقیقتہً دونون ہون کمی بیشی کسی کیطرف نہو علت ہونے
مین دونون باطل و معدوم ہونگے اوس کی یہ وجہ ہے کہ جب ایک علت
تامہ ہے اور موجد و موثر ہے اور اپنی وجود و وجوب وجود مین کوئی
حالت منتظرہ نہین رکھتا اور جمیع جہات و اعتبارات سے ہر طرح سے
وہ کامل بھی ہے اور غیر کی اوسکو کسی صورت سے احتیاج نہین واجب الوجود

بالذات اور قدیم ہے تو جمیع معلولات کی احتیاج ہر طرح کی اسی علت
کیطرف ہوگی جیساکہ ثابت ہوچکا تو غیر کیطرف کچھہ احتیاج ہنوگی اور جب
دوسری علت غیر اسکی اوسی طور کی اوسی صفت کی بغیر کمی و زیادتی کے
ہے تو جمیع معلولات کی احتیاج ہر طور کی اسی علت کیطرف ہوتی چاہیئے
تو معلولات کو غیر اول کی طرف کچھہ احتیاج نہوگی تو عالم کی احتیاج اول
کیطرف ہے اور نہین ہے اور دوسرے کی طرف ہے اور نہین ہے
تو دونون مین اجتماع النقیضین ہے اور یہ محال ہے اور تمانع اور تدافع
بھی لازم آتا ہے یعنی طرفین سے دفع ایک دوسرے کو لازم آتا ہے
اور ایک دوسرے کو منع کرتا ہے کیونکہ ب کو احتیاج آ کی طرف ہے ج
کیطرف نہین ہے اور ب کو احتیاج ج کیطرف ہے آ کی طرف نہین ہے
یعنی ب کو احتیاج آ کی طرف بھی ہے نہین ہے اور ب کو احتیاج ج کیطرف
ہے اور نہین ہے یہ اجتماع النقیضین ہوا اور یہ محال ہے یعنی یہ محال
دونون علتون مین لازم آیا کہ آ علت ہے اور نہین ہے اور ج علت
ہے اور نہین ہے پس آ اور ج علت ہے اور نہین ہے
اور ثابت ہوچکا کہ ایک یعنی آ علت ہے تو بیشک ج علت نہین ہے
یعنی ایک ہی خدا ہے دو خدا نہین ہین دوسرا کوئی اوسکا شریک
نہین ہے وہی ایک خدا وحدہ لا شریک لہ ہے وھو المطلوب اور جب

دو خدا کا ہونا محض خلاف عقل ہے بالبداہتہ باطل ہے تو واے ہوا وس عقل پر کہ جو عقل تجویز کرتی ہے تین خدا اور چار خدا اور نو خدا کو*

اب اصل تقسیم سے چوتھی قسم سمجھنی چاہئے یعنی دو خدا حقیقتہً جملہ صفات مین شریک ہون بلاتفاوت یہ باطل ہے کیونکہ اگر یہ صورت صحیح ہو تو دونون کی ذات دو ہین علیحدہ علیحدہ یا دونون کی ذات مین کچھہ فرق نہین ہے ایک ہی ہے مگر خصم اوسکو نہین تسلیم کر سکتا کہ ذاتاً بھی ایک ہے کیونکہ جب ذاتاً اور صفاتاً ایک سان ہے تو واجب الوجود کا دو ہونا باطل ہو گیا تو ضرور دونون کی ذات مین مغائرت ماننی چاہئے تو ہر ایک خدا مین اتحاد صفاتاً اور تغائر ذاتاً ہو گا تو ہر ایک مین دو چیزین پائی جائینگی ایک وہ جو مشترک دونون مین ہے یعنی صفات اور دوسرا وہ جو مشترک نہین ہے بلکہ فرق دینے والا ہے دونون مین یعنی ذات تو مشترک اور غیر مشترک ہر ایک مین پایا گیا یعنی ہر ایک مین دو چیزین مختلف پائی گئین تو ہر ایک مرکب ہو گا اور مرکب محتاج ہوتا ہے اپنے اجزا کی طرف پس ہر ایک محتاج و ممکن ہو گا اور مفروض یہ ہوا ہے کہ دونون واجب الوجود بالذات ہین نہ ممکن ہذا خلف پس کوئی اوسکے صفات مین شریک نہین ہے وہو المطلوب

علاوہ ازین جب تعینات و تشخصات واجب تعالےٰ عین
ذات واجب تعالےٰ ہین جیسا کہ ثابت ہوا پس اگر شریک صفات واجب
تعالیٰ بھی واجب الوجود بالذات ہو تو اوس کے بھی یہی صفات عین ہونگے
اور عین کا عین عین ہوتا ہے تو واجب تعالےٰ کے صفات کا عین
دوسرے واجب الوجود کا عین ہوگا پس دو واجب الوجود نہوسے
وہ شریک بصفات کوئی دوسرا نہوا کہ دونون کی ذاتین بہی ایک ہی
ہین وہو المطلوب — اور اگر کوئی ممکن شریک بصفات واجب تعالےٰ
ہے اور صفات واجب تعالےٰ عین ذات واجب تعالےٰ ہین تو
ممکن شریک ذات واجب تعالےٰ
ہوگا یعنی جو شریک صفات واجب تعالےٰ مین ہوگا شریک ذات
واجب تعالےٰ مین ہوگا یعنی ممکن ممکن نرہیگا بلکہ مشترک ذات واجب
تعالےٰ مین اور یا مماثل ذات واجب تعالےٰ کا ہوگا اور مماثل اور عین
واجب تعالےٰ وہ واجب تعالےٰ ہے پس ممکن واجب ہوجائیگا ممکن
ممکن نرہیگا اور فرض کیا تھا ممکن ہذا خلف یا واجب مانا ہوا ممکن
ہوگا ہف — اور جب ممکن ممکن نرہا اور عین ذات واجب تعالےٰ ذاتاً
وصفاتاً ہوا تو وہ دو نہین ہین ایک ہی شئے ہے کہ جسکو واجب الوجود
بالذات مع صفات مذکورہ کہتے ہو اور یہی مطلب ہے پس اوس تقسیم

کی پانچوین قسم بھی ثابت ہوگئی کہ اوسکا کوئی مماثل نہین ہے ؛
چھٹی قسم اوس تقسیم اولی کی یہ ہے کہ کوئی واجب الوجود بالذات
کا شریک و مماثل نہین مگر عین ذات واجب الوجود ہے اس صورت مین
اجتماع النقیضین کا ہونا اور تدافع و تمانع ظاہر ہے حاجت بیان کی نہین
ہے - ان سب بیانون سے واضح ہے کہ خدا ایک ہے اور اوس مین
کسی طرح کی اثنینیت اور دوتائی نہین ہے نہ حقیقتہً نہ اعتباراً اور
یہی توحید باری تعالے ہے جسکا اثبات مطلوب تھا ؛

اور دوسرا طریقہ

عقلاً باطل ہے کہ کوئی اوسکا شریک مطلقاً ہو اس لئے کہ
ثابت ہو چکا کہ جو سوائے واجب الوجود بالذات ثابت شدہ کے ہے وہ
عالم ہے پس دوسرا کوئی شریک اگر واجب الوجود کا ہوگا تو ضرور واجب
الوجود نہوگا بلکہ عالم مین داخل ہوگا یا عین عالم ہوگا تو ممکنات مین داخل
ہوگا اور ممکنات شریک نہین ہو سکتے واجب الوجود بالذات کے
اور نہ واجب ممکنات کے اس لئے کہ وجود جو عالم ہے وجوب اور قدم
وغیرہ سے جب اوسی مین کوئی شریک نہین ہو سکتا تو خاص مین
بدرجہ اولے شریک نہین ہو سکتا اور وجود واجب الوجود مین شرکت

وہ ثالث باطل ہے اس لئے کہ ممکن کا وجود ضروری نہین ہوتا اور واجب کا
وجود ضروری ہوتا ہے دو شئے مباین مین شرکت چہ معنی دارد اور
جب عام مین جو شئے شریک نہوگی تو خاص مین کیونکر شریک ہوگی
اس لئے کہ وجود واجب الوجود عام ہے قدم اور ابدیت وغیرہ
سے اور جب یہ عام شئے ممکن مین پائی نہین گئی تو با نتفائے عام
انتفائے خاص ہوتا ہے پس قدم وغیرہ بدرجۂ اولے ممکنات
مین نہین پائے جائینگے اور جب قدم و ابدیت و غیرہ یہ سب صفات
کچھ نہ پائے گئے اوس مین تو پہر وہ شریک واجب الوجود کا کس
چیز مین ہے تو معلوم ہوا کہ شریک ہی نہین ہے یعنی نہ کوئی واجب
شریک ہے اور نہ کوئی ممکن پس وہ یکتا ہے بجمیع جہات وہ واحد ہے
اور یہی مطلب ہے اگر کوئی کہے ممکن اور واجب کا وجود وجود دو نوع متباین
ہین اسکو ما بہ الاشتراک نہین سمجہنا چاہیے بلکہ وجود ضروری اور وجود
غیر ضروری سے جو عام وجود ہے یعنی وجود مطلق اس وجود مطلق
مین ممکن اور واجب شریک ہین اور دونون ممکن و واجب مین
فرق وجود خاص مین ہے کہ ایک مین وجود مطلق کی قسم وجود غیر
ضروری ہے اور ایک مین وجود مطلق کی قسم وجود ضروری ہے
اور یہ وجود خاص جو وجود ضروری ہے وہی عین ذات واجب

تعالیٰ ہے اور دوسرا وجود خاص اوسکے مقابل کا جو عارض ممکن کو ہے
وہ عین ذات ممکن نہین ہے بلکہ غیر ذات ممکن ہے اور جب عام مین
شریک ہے تو لازم آئیگا کہ خاص مین شریک ہو تو کہون گا کہ یہ عجب
تعارض ہے کلام مین کہ ممکن غیر واجب بھی ہے اور عین واجب بھی
ہے اس لئے کہ جو وجود کہ عارض ہے ممکن کو وہ وجود جیسا کہ غیر ہے
ممکن کا ویسا ہی غیر اوس وجود کا کہ جو اسکے مقابل مین لوع ہے بقول
خصم یعنی وجود واجب الوجود کا غیر ہے تو ممکن متبائن ٹھہرا واجب
الوجود کا پھر باقی صفات مین بھی کہ جو خاص تر وجود سے ہین ممکن
متبائن واجب کا ضرور ہوگا بداہتہً تو شریک واجب الوجود کا نہوا
مگر ایک وجود عام تر مین صرف بالفرض تو شریک واجب کا نہوا یعنی
دوسرا خدا نہوا کیونکہ علت تامہ موثرہ وموجدہ ہونا ثابت نہوا
اور یہی مطلب ہے آور یہ ضرور نہین ہے کہ جو عام مین شریک ہو
وہ خاص مین بھی ضرور شریک ہوگا جیسا کہ شجر انسان کے شریک ہے
جسم نامی ہونے مین مگر حیوان ہونے مین انسان کے شجر شریک
نہین ہے باوجود اس کے کہ حیوان خاص ہے جسم نامی سے ہان
یون البتہ ہے یعنی اوسکا اولٹا کہ جو خاص مین شریک ہوگا وہ
عام مین ضرور شریک ہوگا جیسے شجر کہ انسان کا شریک ہے جسم نامی

ہونے مین تو جسم مطلق ہونے مین انسان کے شجر بہی شریک ہے اگر
عام مین شریک نہوتا تو معلوم کرنا چاہیئے کہ خاص ہی مین شریک
نہین ہے کہ بانتفائے لازم انتفائے ملزوم ہوتا ہے اور شرکتہ
فی الخاص ملزوم ہے اور شرکتہ فی العام لازم ہے اور اگر۔ اور
حالانکہ وہ وجود کہ جسکو وجودِ مطلق اور عام تر کہا ہے وہ وجود کی
طبیعتہ کلیتہ ہے تو اوس وجود عام ترکو ماہتیہ مستقلہ نہین کہ سکتے
تا اوسکے افراد یعنی وجودات متعلقہ بھی ماہیتہ مجردہ مستقلہ ہون
تا ممکنات کو عارض ہوسکے حالانکہ وجودات ممکنات کو عارض ہین
تو وجودات عارضہ کی کلی ہوگی تو وجود واجب بہی عارض ہوگا نہ عین
ذات واجب حالانکہ عینیت ثابت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ وجود کی تقسیم
کی جاتی ہے ایک ممکن دوسرے واجب تو چاہیئے کہ ایک مطلق وجود عام
و کلی قرار پائے کیونکہ تقسیم مین مقسم ضرور ہے اور مقسم ضرور
عام ہوتا ہے اپنے افراد سے اور مقسم کلی کی طبیعتہ ضرور ہے کہ
اپنے ہر ہر فرد مین پائی جائے تو ایک وجود عام تر سب وجودات
سے سب افراد مین شریک ہوگا تو شرکت
ممکنات کی واجب کے ساتھہ ثابت ہوگئی عام اس سے کہ دیگر صفات
د خاص ہین وجود عام سے اون مین سے بعضون مین شرکت ہو اور

بعضون مین نہو - تو کہونگا کہ باریتعالے کے کسی صفات مین کوئی شریک
نہین ہے یعنی وہ اپنا شریک نہین رکھتا ہے نہ اپنے سا موجود ہونے مین
اور نہ مطلق واجب بالذات ہونے مین اور نہ واحد ہونے مین نہ بسیط
و قدیم و قیومیت و علیت و خالقیت و رازقیت وغیرہ مین - ہان ان
کہ سکتے ہین کہ مثلاً عالمیت مین شریک یون رکھتا ہے یعنی وہ بڑا عالم
ہے بجمیع حیثیات اوسکے علم کو کمال ہے اور ممکنات ذوا العقول بھی
عالم ہین دوسرے درجہ سہی تو نہین کہا جا سکتا کہ مطلق عالم طبیعتہ کلیہ ہے
اور اوسکے افراد ہین عالم واجب اور عالم غیر واجب مثلاً فلان عالم اور
فلان عالم تا عالم وجب تعالے جزئی ہو تحت مین عالم مطلق کے کیونکہ
ایسا کلی محض اعتباری فرضی انتزاعی ہے تو جزئیات اسکے بھی چاہیئے کہ
محض انتزاعی ہون کیونکہ کلی کی طبیعتہ اپنے سب افراد مین چاہیئے
کہ پائی جائے تو ضرور ذات واجب اور ذات ممکن افراد اوس کے
نہونگے اور نہ مطلق عالم اوس ذات کی طبیعتہ نوعیتہ ہوگی بلکہ افراد
منتزعات کی کلی مطلق عالم کو کہہ سکتے ہین اور یہ میرے مطلب کے
خلاف نہین ہے - علی الخصوص جب بطور تشکیک کلی مشکک کے ہو
پس ایسا ہی ذات وجب تعالے اور ذات ممکن افراد اور جزئیات
مطلق وجود کے نہین ہین ممکن اور واجب شریک نہین ہین مطلق

وجود مین ہان وجود واجب اور وجود ممکن شریک ہین مطلق وعام وجود
مین یعنی مطلق کون اور محض شیئیت مین یعنی وہ وجود کہ عارض ہے
ممکن کو اور وہ وجود کہ عین ذات واجب ہے تو جب کہ ذہن میرا
انتزاع کرے عروض وجود سے اور ذاتیت وجود سے وجودات
اعتباریہ کو تو ایسے وجودات منتزعات اوس عام وجود کے افراد
ہونگے جو مابہ الاشتراک ہین ان ایسے وجودات منتزعات مین اور
وہ بہی بطور تشکیک کہ کلی متشکک مین درکار ہے اولویت اور
اولیت اور غیر اولویت وغیر اولیت کے ساتھہ نہ از روے
زیادت ونقصان اور شدت وضعف کے تو اس صورت مین واجب
تعالے جزئی وجود محض وعام کا نہوگا بلکہ میرے ذہن مین اوسکا وجود
منتزع مصدری عام وجود مصدری انتزاعی محض کا جزئی ہوگا
اور یہ میرے مطلب کے خلاف ہنین ہے بلکہ ایسا ہی حال ہے ان
دونون تقسیمون کا مثلاً کہتے ہین کہ وجود ممکن یا ذہنی ہے یا خارجی
اور کہتے ہین کہ وجود یا ممکن ہے یا واجب یعنی غیر ضروری ہے یا ضروری
ہے اول کے یہ معنی ہین کہ ذہنی وجود عرضی یا وجود ذہنی ہے یا وجود
خارجی جو منتزع موجود ذہنی یا خارجی سے ہے اور ثانی کے یہ معنی
ہین کہ ذہنی وجود عرضی یا وجود ممکن ہے یا وجود واجب ہے جو منتزع

ہے موجود ممکن یا موجود واجب سے ذہن مین - پس یہ تقسیم اور اقسام سب ذہنی ہین تو اس صورت مین واجب تعالے خارج مین جزئی وجود محض کا نہوا جیسے کہ ذہناً شئے محض کے تحت مین واقع ہوتا ہے اور تقسیم ثانی سے اگر یہ مراد لی جائے کہ موجود یا ممکن ہے یا واجب تو واجب تحت مین موجود کے ہوگا ذہناً صرف نہ خارج مین اور مطلق کی جزئیت ہمارے خلاف نہین اور چونکہ مقصود ہے کہ مجملاً بتقریر عام فہم لکھون لہذا ان مضامین کو بطور واضح سمجھانا مشکل ہے - اور اس بحث کو طول دینا اور تحقیقات و تدقیقات فلسفیہ کو یہان پر لکھنا اور دلایل لانا اور فرق بتلانا درمیان دلائل متشرعین و متفلسفین اور متصوفین کے خلاف وضع کتاب ہذا ہے - اور جب کوئی اوسکا شریک نہین ہے تو واجب الوجود یکتا و لاثانی ہے اور یہی مطلب ہے *

واجب الوجود مقول کثیرین پر نہین ہوسکتا یعنی ایسا نہین ہے کہ کئی موجودات پر واجب الوجود صادق آئے اگر صادق آئیگا تو بہت سے موجودات واجب الوجود بالذات ہون گے اور ثابت ہو چکا کہ واجب ایک ہی ہے تو واجب تعالے بہت سے پر صادق نہ آئیگا علاوہ اس کے جب بہت موجودات پر صادق آئے تو واجب الوجود کلی ہوگا تو خارج میں وجود اوسکا نہوگا اور ثابت ہوگا کہ خارج مین

موجود ہے تو کلی نہو گا تو اوسکا کوئی جزئی بھی نہو گا علاوہ اسکے اگر کلی
ہو تو یا جنس یا نوع یا فصل ہوگا کیونکہ واجب ذات ہے نہ صفت
وعرض تو وہی جنس ورجنس ورعام شئے ان سب موجودات مین پائی
جائیگی اور واجب الوجود سے فوق کوئی عام شئے نہین ہے اس لئے کہ
خود وجود جو اعم الاشیا ہے اور اولی اور اقدم ہوکے پایا گیا ہے
وہی عین واجب الوجود ہے تو معلوم ہوا کہ واجب الوجود مقول کثیرین
پر نہین ہو سکتا تو کئی واجب الوجود یعنی کئی خدا کا وجود نہوا لیس معلوم
ہوا کہ واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی اضافی
اور نہ خود واجب الوجود تحت مین کسی عام کے ہے کیونکہ اعم
اشیا یعنی وجود اوسکا عین ہے تو ایسی ہی جسکے تحت مین جو جو فرض
ہونگی مثل قدم و بقا وغیرہ کے وہ سب بھی عین ہونگی تو کسی عام یا کلی
کے تحت مین نہو گا تو جزئی حقیقی بھی نہین ہو گا *

وہ مرکب نہین ہے اگر واجب تعالے مرکب ہو تو اوس کے اجزا
ہون گے کیونکہ ہر مرکب کے لئے اجزا ہین اگر اجزائے خارجیہ ہین تو مرکب
خارجی ہوگا اور اگر اجزائے ذہنیہ ہین جیسے ماہیتہ مرکبہ کے لئے جنس
وفصل وغیرہ مثلاً تو مرکب ذہنی ہوگا اور ہر مرکب اپنے موجود ہونے
مین محتاج اپنے اجزا کیطرف ہے جب تک اجزا نہ پائے جائینگے مرکب

نہ بن سکیگا اور جو چیز محتاج ہے وہ ممکن ہے حادث ہے پس خدا ممکن و
حادث ہوگا و اجب و قدیم نہوگا حالانکہ واجب و قدیم ہونا ثابت ہوچکا
تو باری تعالے مرکب نہوگا نہ مرکب ذہنی نہ مرکب خارجی بلکہ مرکب خارجی
ہونا تو اظہر البطلان ہے کیونکہ مرکب خارجی جسم ہوتا ہے تو چاہیے کہ
واجب تعالے مجسم ہو اور وہ ضمناً باطل ہو جائیگا اور صراحتہً بطلان
اوسکا آیندہ آئیگا اور مرکب نہین ہے تو غیر مرکب ہے یعنی بسیط ہے
کہ جس مین اجزا و نہین ہوتے پس خدا مین اجزا نہین ہین اور یہی
مطلب ہے *

وہ کسی جہت و سمت مین نہین ہے اس لئے کہ جس طرف اشارہ
حسیہ کر سکین یا جس طرف متحرک کا رخ ہے اوسکو جہت کہتے ہین اور
سمت بھی گویا اسی معنی مین ہے خصوصاً اس بیان مین تو اگر اس جہت مین
ہے تو اوس جہت مین نہوگا اگر اوس جہت مین ہے تو اس جہت مین
نہوگا جہت و سمت کی حیثیت سے حالت سب جہتون مین نہین پایا جا
والا اجتماع متنافیین لازم آئیگا اور جب کہین ہے کہین نہین ہے تو نہین
ہے کہ اطلاق سے واجب تعالے ممکن ہو جائیگا اور حادث و محتاج
غیر اس لئے کہ اگر کسی غیر کے منع و دفع کے باعث سے بعض جہات
مین موجود نہوگا تو معلول و مغلوب و محتاج و ممکن و حادث ہو جائیگا

اور اگر اوسی کی ذات نے منع و دفع کیا تو ایک ہی شئے علت و معلول
بیک حالت ہوا اور یہ سب باطل ہین اور ترجیح بلا مرجح بھی ہے اور
اگر نہ اپنی طبیعت کے منع و دفع سے اور نہ کسی غیر کی وجہ سے کہین ہے
کہین نہین ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی بلکہ محال ہے اس لئے کہ جس
فعل کا نہ خود فاعل ہو نہ غیر تو اوس فعل کا وجود وقوع ہو گا تو کہین
ہونا اور کہین نہ ہونا باطل ہے اگر بعضے جہت مین ہو تو قرب و بعد
کی نسبت ہو جائیگی اور ازین قبیل بہت سی قباحتین خلاف عقل
لازم آتی ہین - اور بعضے روایات سے بعضون کے زعم مین ثابت ہوتا
ہے کہ وہ فوق مین ہے اور یہ بالفرض اگر ہون اور صحیح بھی ہون
تو یہ روایات یقیناً خلاف عقل کے ہین اور باعث لزوم محالات کے
ہین تو ضرور روایات جو صحیحہ نہین ہین اوس سے تو کوئی مطلب نہین
اور جو جو صحیحہ ہون اون مین تاویل ضرور کرنی ہوگی تا مطابق عقل کے
ہو جائے سوا اس کے اور کوئی راہ نہین ہے بموجب حکم مقدمہ
سابقہ کے اور دعائین جو فوق کیطرف ہاتھ اوٹھا کے مانگتے ہین اوسکی
وجہ یہ ہے کہ اظہار تعظیم اس سے اگر کوئی دعا مانگے اور دونون ہاتھون
کو ملا کے زمین کیطرف اشارہ کرے یا اپنے جوتون کے طرف
معاذ اللہ اشارہ کر کے دعا مانگے تو اس سے اظہار تحقیر ہے اور سفیہ

یا مجنون کا فعل سمجھا جائیگا یا مخالفت خدا کا وہ قابل اسکے نہیں ہے
کہ کوئی اوسکی طرف اشارہ حسیہ کرسکے یعنی کہے کہ وہ یہ ہے وہ ہے
یہان ہے وہان ہے اس طرف ہے اوسطرف ہے ٭

وہ مجسم نہین ہے اسلئے کہ ہر جسم مرکب ہے اس لئے کہ جسم مین
اجزا ہین یہانتک کہ اوسکی تقسیم کی انتہا نہین ہے جب ایک جز کو کسی
ایک جسم مین تقسیم کرین تو پھر جزو کی جزو کی تقسیم ہو سکتی ہے کسی تقسیم
پر انتہا نہین ہو سکتی ہے کہ اب اوس کی تقسیم نہو سکے بلکہ باعتبار اجزائے
وہمیہ کے اجزائے غیر متناہیہ ہو سکتے ہین ہان اسکے ہم قائل نہین ہین
کہ بالفعل اجزاے غیر متناہیہ بحیثیت مجموعی جمع ہین تا محال لازم آئے
بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی تقسیم پر ہم ٹھہر نہین سکتے ہین بلکہ پھر اجزائے
صغار کی تقسیم بھی کر سکتے ہین اور جب دو جزو جس مین ہون وہ مرکب
ہے تو بوجود اجزائے کثیرہ خصوصًا اجزائے غیر متناہیہ جسم ضرور
و بدرجہ اولے مرکب ہے ۔ علاوہ اس کے ہر جسم مین دو جزو
یعنی ہیولی اور صورت ضرور ہین جیساکہ علم طبیعات مین ہین ہے
تو ہر جسم مرکب ہوا ۔ علاوہ اس کے ہر جسم مین قوتین مختلف
موجود ہین کہ جنکی وجہ سے وضع خاص یا خاص جگہ یا شکل خاص
یا کیفیت خاص کو جسم مقتضی ہے اور قوۃ حیوانیہ و نفسانیہ وغیرہ

اکثر اجسام مین سے ہین اور قوۃ محرکہ اور قوت طبیعیہ وغیرہ سے بھی ثابت ہوا کہ جسم مرکب
ہے رطوبات مختلفہ اور اجزائے مختلفہ اجسام مین بالمشاہدہ ثابت ہین
پس اس سے ثابت و متحقق ہے کہ جسم مرکب ہے تو اوسکا وجود اجزائے
اور جسکا وجود بالغیر ہے وہ واجب الوجود بالذات نہین پس اجسام ممکن ہین
واجب الوجود بالذات نہین ہین اجزائے اجسام بھی ممکن ہین اور خود اجسام
بھی ممکن ہین کیونکہ اجزائے جسم اور خود جسم کا حال تغیر سے کسی صورت خالی
نہین حرکت و سکون کہ یہ بڑا تغیر ہے اور احتیاج تحیز و مکان و جہتہ و سمت
و ثقالت و خفت اور تغیر ثقالت و تغیر خفت اور احتیاج جسم بوجود
اجزائے اور احتیاج اجزائے اپنے اجزا کی طرف اور رنگ دار و سبک
ہونا اور مختلف حالتون کا ہونا ان سب باتون سے معلوم ہوا کہ اجسام
و اجزائے اجسام متغیر ہین اور خود تقسیم بھی بڑا تغیر ہے اور متغیر شئے قدیم
نہین ہوتی قدیم ہمیشہ یکسان رہتا اور اجسام کبھی یکسان نہین رہتے اور جب حادث
ہے قدیم نہین ہے تو ممکن ہے یعنی حدوث کی وجہ سے محتاج غیر کا ہوگا
اور محتاج غیر کا ممکن ہے اور ممکن مین عدم اور وجود کی حالت برابر رہتی ہے
یعنی نسبتہ ذات ممکن کی وجود و عدم کیطرف برابر ہے جب تک کوئی ترجیح
دینے والا وجود کو یا عدم کو نہو اور وجود ممکن اپنے وجود کو ترجیح نہین دے
سکتا کیونکہ اوس کی طبیعت عدم کو مثل وجود کے چاہتی ہے والا ترجیح

بلا مرجح لازم آئیگی تو ضرور کوئی غیر مرجح صرف وجود کا یا مرجح صرف عدم کا ہوگا اور وہ غیر ضرور غیر ممکن ہوگا ممکن کا مرجح ممکن نہین ہو سکتا جیسا کہ گذرا تو مرجح اور موثر اور علت وجود ممکن یا عدم ممکن کوئی غیر جو ہوگا وہ واجب الوجود ہوگا اگر وہ بھی جسم یا جسمانی ہو تو ممکن ہوگا نہ واجب الوجود کیونکہ جو جسم ہوگا وہ ممکن و حادث و متغیر ہوگا تو علت موثرہ جسم کی جو واجب الوجود ہے وہ جسم نہین ہے یعنی عالم جسمانی کے لئے موثر و موجد ہے اور وہ موثر و موجد نہ جسم ہے اور نہ جسم مین ہے کیونکہ ہر جسم ہر جسمانی ممکن ہے اور ہر ممکن کیلئے موثر مغائر معلول کا ہوگا اور مغائر جسم و جسمانیات واجب ہے کہ مجسم نہو اور جسمانی نہو - اور جسمانی کا ممکن ہونا بھی ظاہر ہے کہ جسمانی محتاج جسم ہے اور محتاج جو ممکن ہے تو محتاج ممکن بدرجہ اولے ممکن ہے —

اس دلیل سے واجب الوجود اور اوسکا غیر مجسم ہونا ساتھ ہی ثابت ہوا اگر واجب الوجود مجسم ہے تو اوس کے اجزا ہونگے کیونکہ ہر جسم مین اجزا ہوتے ہین اور مرکب محتاج اجزا کا ہوتا ہے کہ پہلے اجزا پائے جائین تب مرکب پایا جائیگا تو واجب الوجود بھی مرکب ہوگا اور محتاج اجزا کا ہوگا کیونکہ اجزا مرکب سے پہلے پائے جائینگے اور ان اجزاء کے لئے کوئی علت ہوگی انکی علت خود مرکب نہین ہو سکتی کیونکہ بعد پایا گیا ہے اور اجزاء اپنی علت آپ ہی ہون تو دور لازم آئیگا تو جس کے محتاج اجزا ہونگے

اوسیکا محتاج مرکب ہوگا اور محتاج ممکن ہے نہ واجب الوجود بالذات کیونکہ ثابت ہوچکا ہے کہ اوسکی علت کوئی نہین ہے اور وہ سب کی علت ہے —

وہ مجسم نہین ہے کیونکہ جسم کے لئے حیز و مکان ضرور ہے ضرور کسی جہتہ وسمت مین ہوگا اور یہ ثابت ہوچکا کہ واجب الوجود کسی جہتہ کسی سمت مین نہین ہے توکسی حیز و مکان مین کبھی نہین ہے تو واجب الوجود مجسم نہین ہے *

وہ مجسم نہین کیونکہ جسم محتاج حیز و مکان وجہت کا ہے اور محتاج ممکن ہے واجب الوجود نہین اور واجب لوجود ممکن نہین تو محتاج نہین تو محتاج حیز و مکان وجہت کا نہین تو وہ مجسم نہین ہے وہوا لمطلوب

وہ اگر مجسم ہو تو قابل ابعاد ثلثہ کا ہوگا یعنی طول و عرض وعمق کو قبول کریگا اور قابل بحیثیت قابلیت فاعل نہین ہوتا فاعل بحیثیت فاعلیت قابل نہین ہوتا اور واجب الوجود فاعل و علت ہے سب کے لئے نہ قابل اثر غیر کا تو واجب الوجود مجسم نہو گا —

وہ مجسم نہین کیونکہ جسم دو حال سے خالی نہین یا جسم عنصری ہوگا یا غیر عنصری یعنی جسم مین یا آب و آتش وخاک و باد ہین یا اجزا رغیر عناصر ہونگے اگر عنصری ہے تو بقاعدہ کیمیاوی تغیر محض ہو سکتا ہے کبھی عرق بنجائے کبھی بخار کبھی آب سے ہوا کبھی ہوا سے آگ کبھی کچھ کبھی کچھ اور

یہ سب علامات حادث کے ہین تو واجب الوجود متغیر و حادث و ممکن
ہوگا واجب الوجود نہ رہیگا اور واجب الوجود واجب الوجود رہے ثابت
ہوچکا ہے تو مجسم ہونا باطل ہے - علاوہ اس کے اگر عنصری ہے تو غلبہ اوسپر
ایک نقطہ کا ہوجائیگا یعنی مرکز عالم کا یعنی کشش اور تحریک وغیرہ کے
روسے اور مغلوب ممکن و متغیر و حادث ہے تو واجب الوجود مجسم نہین ہے
اور اگر غیر عنصری ہو تو لا اقل حرکت و سکون و جہتہ و مکان و ظہور
و ضیبت اور وجود و عدم پایا جائیگا تو متغیر حادث و ممکن ہوجائیگا محتاج
غیر کا اور واجب الوجود محتاج غیر کا نہین تو واجب الوجود مجسم نہین -
اگر مجسم ہوگا تو ضرور مادی ہوگا مجرد نہوگا اور مادہ محل تغیرات و حوادث
ہے تو واجب الوجود بالذات محل ہوگا حوادث کا تو ممکن و متغیر و حادث
ہوگا حالانکہ وہ ممکن و حادث و متغیر نہین بلکہ واجب و قدیم و غیر متغیر
ہے پس وہ مجسم نہین ہے -

اگر وہ مجسم ہوا و ہر جسم مین بارہ ۱۲ زاویے قائمی نبتی ہین تو بارہ ۱۲
مثلث قائمہ الزاویہ اوس کے جسم مین بہی ہونا چاہیئے اور یہ سب
اجزا ہین جسم تعلیمی کے تو واجب الوجود مین اجزا ہون گے اور جسم
تعلیمی مرکب ہے اجزا جسم تعلیمی سے تو اون اجزا کا محتاج ہے پس
واجب الوجود جسم تعلیمی بہی نہین ہے اور اگر وہ جسم تعلیمی ہو تو اوس کے

لئے کوئی جسم طبعی بھی ہونا چاہیئے تو اور مختص قباحتین لازم آئینگی اور
وہ ان سب عیوب و احتیاج غیرست مبرا ہے دالا واجب بالذات
نرہیگا اور جب کہ اوس کا مجسم اور جسمانی ہونا مطلقًا باطل ہے تو کبھی
آیندہ بھی مجسم نہوگا والاوجود تغیرات اور قوت و استعداد و وجود تغیرات
باعث اس کے ہونگے کہ وہ ابھی سے ممکن الوجود ہے واجب الوجود
نہین اور یہ محال ہے ۔ جب ثابت ہوچکا کہ واجب الوجود بالذات نہ کسی
جہتہ مین ہے نہ کسی مکان مین اور نہ محل حوادث کا ہے اور نہ قابل
الابعاد ثلثہ کا ہے نہ اوس کے اجزا ہین نہ ثقیل نہ خفیف و سبک
وغیر ذلک تو ضرور واجب الوجود جسم نہین رکھتا نہین ہوسکتا کہ
مجسم ہوا اور یہ سب امور جسم کے اوسمین نہ پائے جائین والا جسم
جسم نہین اور جو جسم ہے اوس مین یہ سب چیزین ضروریات سے ہین
تو وہ حادث ہوگا اور وہ قدیم ہے پس اجتماع النقیضین لازم آئیگا
اور یہ محال ہے ان سب بیانون سے معلوم ہوا کہ جیسا وہ کلی اور
جزئی نہین ہے ویسا ہی جوہر و عرض اور حال و محل و معلول و
مغلوب وغیر ذلک من الحوادثات نہین ہے نہ وہ کسی مین حلول
حلول کرتا ہے کیونکہ محتاج محل کا نہین ہے وہ عرض نہین ہے نہ
اوس مین کوئی حلول کرتا ہے کیونکہ محل حوادث کا نہین ہے وہ سب سے

علیحدہ اور سب سے ممتاز اور غنی علی الاطلاق ہے اس لئے کہ وجوب وجود
ذاتی کے لئے کل اغیار سے امتیاز و کل حاجت سے غنی ہونا ضرور ہے
ورنہ وہ واجب الوجود بالذات نہین ہے اور یہ خلاف ثابت کے
ہے*

وہ کسی سے متحد نہین ہوتا اگر واجب الوجود کسی کے ساتھ متحد ہو
اور ایک ہوکے دونون بیک وجود پائے جائین تو محال لازم آئیگا
وہ یہ ہے کہ وہ دو تھے کہ جواب ایک ہوا ہے تو آیا دونون موجود ہین
بحالت دوتائی تو اتحاد نہوا اور مفروض اتحاد ہے ہذا خلف اور اگر
بحالت دوتائی نہین بلکہ یکتا ہے تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ ایک
معدوم ہوگیا تو پھر بھی اتحاد نرہا اور دونون معدوم ہین تو بدرجہ اولی
اتحاد نہین ہے -

اور وہ ایک موجود ہے اور اگر دونون دو ہین اور اسی دو ہونے
کے حال مین دونون حقیقتہً ایک ہی ہے تو دو ایک ہوگا ایک دو ہوگا
یا دو دو نہین ایک ایک نہین اور یہ سب عقلاً باطل اور سفسطہ ہے
اور منجر طرف مذہب سوفسطائی کے ہو جائیگا کہ جو شروع کتاب مین
صراحتہً باطل ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کسی سے متحد نہین ہوتا
اور یہی مطلوب ہے*

علاوہ اس کے جب واجب الوجو غیر جسمانی ہے تو وہ اگر کسی سے بالفرض
کہ فرض محال محال نہین ہے متحد ہو تو جسکے ساتھہ متحد ہوا ہے وہ بھی غیر
جسمانی ہوگا والا اتحاد مجرد مجسم کے کوئی معنی ہنین مادی اور مجرد ایک
ہنین ہوتا اجتماع النقیضین و دیگر محالات لازم آئینگے - اور جب غیر
جسمانی کے ساتھہ متحد ہوگا تو لا اقل یہ لازم آئیگا کہ واجب الوجود ذاتاً
اور ممکن الوجود حقیقتہً ایک ہو جائے اور یہ خلاف عقل ہے کہ اجتماع
متنافیین وغیرہ لازم آئینگے اور اگر وہ دوسرا جسکے ساتھہ اتحاد ہوا ہے
وہ بہی واجب الوجود بالذات ہے مثل اس واجب الوجود کے تو یہ بہی
بالبداہتہ باطل ہوچکا کہ اوسکا کوئی شریک ہنین ہے دو خدا ہنین ہین
تو ثابت ہوا کہ کسی سے وہ متحد ہنین ہوتا اور اگر یہ کہا جائے کہ عقل کی
روسے دو ہین مگر دیکھنے مین دو نہین ہین ایک ہے تو ضرور واجب الوجود
مجسم ہوکر کے ایک ہوا ہے اور حالانکہ واجب الوجود نہ مجسم ہے نہ مجسم
ہوگا اور تداخل جوہر کا جوہر مین بہی لازم آتا ہے اور یہ بہی کتب فلسفیہ
مین باطل وعاطل ہے اور اگر مجسم ہوکے ایک ہنین ہوا بلکہ خود وہ غیر
مجسم ہی ہے اور متحد ہوگیا ہے تو یہ ابہی باطل ہوچکا کہ مجرد متحد مجسم
سے ہنین ہوتا مجرد مجسم ہنین ہے مجسم مجرد ہنین ہے - اور اگر یہ کہا
جائے کہ مجرد واجب الوجود ایک مجسم ممکن الوجود مین حلول کرگیا ہے تو

یہ بھی ثابت ہوچکا کہ واجب الوجود حال کسی مین نہین ہے والا محتاج محل
کا ہوگا اور عارض معروض کا ہوگا اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے پس
یہ سب لغویات وچون وچرا احمقون کے باطل و عاطل ہین وہ کسی طور سے
کسی سے متحد نہین ہوتا ہے *

اوس مین کسی طرح کا تغیر اور کسی طور کی تاثیر کا اثر نہین کیونکہ فاعلیت
اور قابلیت دونون اوس مین جمع ہوجائینگی اور حالانکہ فاعل قابل
نہین ہے یعنی وہ فاعل و خالق و علت و موجد و موثر غیر مین اور متغیر
غیر کا ہے وہ خود خالق مخلوق و معلول را اتحاد کردہ شدہ اور اثر پذیر
نہین ہے والا اجتماع متنافیین لازم آئیگا - یا واجب ممکن ہوجائیگا
یا ممکن واجب ہوجائیگا یا خلاف توحید ثابت شدہ کے لازم آئیگا -

اور جب یقین وجود واجب الوجود بالذات کا جسکو ہوا ور صفات کا
یقین ہو کہ کون کون صفات اور کیسے کیسے صفات اوس کے لئے ہین
اور کس کس قسم کے صفات و احوال اوس مین نہین پائے جا سکتے
تو ان سب باتون کے بعد بشرط یقین ان جملہ امور کے وہ نہین کہ سکتا
کہ واجب تعالے دیکھنے مین اسکتا ہے کیونکہ جو شئے دیکھی جا سکتی ہے
وہ ضرور بالضرور ممکن الوجود ہوگی نہ اسکا غیر جو شئے حادث ہوگی
وہی دیکھنے مین آتی ہے اگر آج نہین دیکھہ سکتے مگر کل واجب الوجود کو

یسی لیاقت و استعداد ہو جائیگی کہ وہ دیکھا جا سکتا ہے تو متغیر ہوگا
اور متغیر حادث و ممکن ہے دیکھنا مجسم کو ہوتا ہے نہ غیر مجسم کو بلکہ ہر ممکن
بھی دیکھا نہین جا سکتا کسی نے علم کو نہ دیکھا ہے نہ دیکھے گا محض روح
مجرد بھی دیکھنے مین نہین آتی جب تک اوسکو تعلق کسی بدن سے نہو یعنی
دیکھنے کے لایق وہی ہے کہ جس مین ضرور صفت جسم کی طاری ہو گی
والا محال ہے کہ دیکھا جائے اور جسم ہونا یا مشابہ بجسم ہونا شان سے
ممکن کی ہے نہ شان سے واجب الوجود بالذات کی جبس شئے کو دیکھ سکین
تو وہ شئے اوس حالت رویت مین ضرور ایک
سمت مین ہوگی کسی ایک جہتہ خاص مین ہوگی کسی مکان معین مین
ہوگی قابل اشارہ حسیہ کے ہوگی کہ اس طرف ہے اوس طرف سے
یہان ہے وہان ہے ممکنات مین جو شئے لطیف ہے نہین دیکھ سکتے
جیسے ہوا اور دیکھنے مین کب وہ شئے آسکتی ہے جب کچھ کثیف قابل
رویت کے بن جائے پس یہ بڑا تغیر ہے اور ہر تغیر جو ہو وہ
ضرور حادث ہے یقیناً نہ قدیم اصلاً اور جب عقل عقلا سے یہ ثابت ہے
تو پھر اوس کے خلاف اگر کوئی دلیل نقلی مل جائے تو مقتضائے عقل
عقلا یہ ہے کہ اگر دلیل نقل نقلی ہے تو اوس مین تاویل کرینگے تا مطابق
عقل کے ہو جائے نہین ہو سکتا بلکہ محال ہے کہ عقل کے خلاف دلیل

نقل کو مانین کر ایسا ماننا خود دلیل نقل کے بھی خلاف ہو جائیگا ایسا کام
کرنا چاہئے کہ عقل کے خلاف ہو تا دلیل نقل کے بھی خلاف ہوگا پس تاویل
کرینگے ایسی دلیل نقل مین اور اوسکا مطلب عقل کے موافق بنائینگے
جیساکہ مقدمہ مین بیان ہوا ہے - مگر ہان بچشم دل و بعین عقل ہر شخص
اوسکو دیکھتا ہے اور دیکھے گا اور اصل دیکھنا بھی ہے معرفت و یقین ہی
اصل منشا ہدہ ہے خصوصاً جب انکار دنیا و یہ اور تعلقات مانعہ سے
جب علیحدگی ہو جائیگی تو بدرجۂ اولے عین الیقین اوسکا ہو سکتا ہے
اور یہ شبہ لغو ہے کہ جو شئے موجود ہو وہ ضرور چاہئے کہ دکھلائی دے
اسکا بطلان ایک ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے -

اور جیساکہ واجب الوجود تعالےٰ دیکھنے مین نہین آتا ویسا ہی ازروئے
حقیقت و کُنہ کے بھی معلوم نہین کیا جا سکتا ہے کیونکہ ممکنات کی بھی
حقیقتین اور کنہیات معلوم نہین ہوتی ہین جیساکہ ہر شخص کو اسکا تجربہ
حاصل ہے تو واجب الوجود تعالیٰ کی کُنہ کو اور اوسکی حقیقت کو سمجھنا
بدرجۂ اولے دور از قیاس ہے

جیساکہ وہ خود اپنا خالق نہین ہے اپنے لئے علت نہین ہے
اور یہ مذکور ہو چکا ویسا ہی اوس کے صفات کمال اوس کے
مخلوق نہین ہین اوس کے معلول نہین ہین کیونکہ یہ صفات

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۸۰ سطر ٥

[illegible] ہے مجرد [illegible]
یعنی ہمارے [illegible] ہے کہ [illegible] کی ذات [illegible] استعداد
بعض دفعہ ایسا [illegible] ہے اس حالت [illegible] و
تو جاننا چاہئے کہ ہمارا دل [illegible] منقلب بالاحوال [illegible]
استعداد وقوت ہے ذریعے تخیل [illegible] وبوقت واحد [illegible] الکل [illegible]
[illegible] ثابت بوجود واحد [illegible] غیر ممکن دیگر [illegible]
یعنی ایک موجود مجرد واحد [illegible] یکسان [illegible]
وغیرہ ذی جہت کو بلحاظ واحدہ [illegible] قوت وقابلیت [illegible]
واقعہ [illegible] کو سیاہ [illegible] اور جب انقلاب قوت [illegible] تخیل و تشاکل [illegible]
وتیقن یا مظنون نہیں ہے [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] دیکھیں
سے اعتقاد و یقین ہو سکتا ہے [illegible] خلاف عقل و نقل ہے علاوہ
کیونکہ [illegible] سمجھا جاتا ہے م

ہوگی نہ ادراک کی ہے
قوت وقابلیت ہوگی بلکہ بعد اس کا [illegible]
[illegible] سے رویت کو وہ رویت نہیں سمجھا جاسکتا ہے کہ جو
رویت مشہور ہے [illegible] ہے بلکہ وہ اور رویت ہوگی وہ
کوئی اور [illegible] کہ جسکا بیان اور سمجھنا اور سمجھانا اس
عالم میں [illegible] ہے پس اس کو اچھی سے رویت کہنا چاہیے
جب وہ شے کی ہوگی اور سمجھنا سکتا ہو تو اور اوسوقت میں اوس
شے کا نام [illegible] کیونکہ سمجھنے والے کو دھوکا ہو جاتا ہے
کہ رویت بمعنی مشہور [illegible] سمجھے گئے ہیں یعنی اسی آنکھ سے اسی
قوت بینائی سے مجسم ذو جہت و ذو صورت کو خواہ متحرک ہو
خواہ ساکن سمت و جہت [illegible] دیکھیں سے بلکہ خدا سے مجسم
متحصص [illegible] سمت متحرک یا ساکن [illegible]
دیکھا کیونکہ حقیقۃً [illegible] جسم و مرکب ہے یہ
[illegible] مرئی بالعرض [illegible] کہنا چاہئے

۴

تو ہیں ـــے
اور وہ صاحب ہے کہ اگر جو لوگ کہ رویت
کے قائل یا معتقد ہوں اور نہ ایسے کو مجسمہ لوگ اور تشبیہ دیوی
ہر دو امر کے قائل ہیں ایسے لوگ ہمارے اور تمہارے دونوں
کے نزدیک اسلام سے خارج اور بعض غیر مجسمہ جو رویت کے معتقد
ہیں تو رویت اخروی کے معتقد ہیں نہ رویت دنیوی کے بلکہ
آخرت میں بھی امکان رویت پر دلیل لاتے ہیں نہ فعلیت و وقوع
رویت پر اور تغیر ذاتی کے امکان پر دلیل لاتے ہیں نہ تغیر و
تعدد و تجسیم و تحیز و تمکن و جسمیت و جہتیہ پر باری تعالیٰ کے
اور تم لوگ معتقد ہو کہ یہاں بھی خدا کئی ہیں اور وہاں بھی
دیکھا ہے تم معتقد ہو کہ تعدد و تثلیث اور تجسیم و تغیر و تمکن و جسمیت
و جہتیت و حدوث و امکان خدا کی ذات کیلئے دنیا میں بھی
اور آخرت میں بھی ممکن ہے اور واقع بھی ہے
پس تم جیسے معتقد ہوا ویسے ہی تو
بیان نہیں کر سکے

سے مسئلہ کو خود نہ سمجھے ہیں نہ سمجھا سکے
مسئلہ آخرت میں خود بخود منکشف و فاہم و واقع ...
یہاں یہ مسئلہ سمجھے اور سمجھا سکے
کا ایک ہی نہیں ہے ۵
البتہ تم لوگ اور آپ لوگ مجسم سکتے ہیں نہ ہاں رویت کا
نہ خود سمجھے ہیں نہ ہم کو سمجھا سکے ہیں جیسا اور بعض ... رویت
دربارۂ مسئلہ تثلیث کے جواب دیا تھا ... یہ مسئلہ ... ہیں
واعظین بر سر راہ میں سے ایک واعظ نے ...
ہیں رویت کہے کہ لیکن جو اس رویت کے خلاف ...
گویا خدا کو سامنے اپنے دیکھ سکتے ہیں یا ادمی ادراک ...
ہیں شاید رویت کی حالت بیدار ... دیکھا ... ادراک کی رویت
ادراک کا تعلق اس کی ذات سے ایسا ہو گا ...
و مستعمل و متعارف نہیں ہو سکتی ہے یہاں بھی ...
یا بہشت میں خدا کی رویت بھی ضرور ہو
اور آخرت

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۲۵

قولہ پس یہ مسئلہ اس قدر ہے کہ یہ شبہہ کوئی رستہ نہیں
علم مطابق معلوم کے ہے تو چاہئے کہ مطابق کو بعینہ ذاتیہ ہونا چاہئے
شئے مطابق ہے اور یہ خلاف وجوب ذاتی اور قدم ذاتی کے ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ یعنی فلاسفہ میں
عقلی علوم میں حیثیات اور اعتبارات کو بالکل دخل ہے پس یہ شئے
مطابق ہیں من حیث المطابقہ بعینہ ذاتیہ اعتباریہ کا شبہہ پیدا ہوا
بعد اعتبار تطابق ہوتا ہے ذہن معتبر میں اور یہ بعینہ تعدد مطابق نہیں۔
اور اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ علم مطابق معلوم کے ہے اور علم عین
ذات ہی تو چاہئے کہ ذات باری مطابق معلوم ممکن کے ہو اور یہ
خلاف ہے تو کہیں گے کہ علم باری کو بعینہ تعینیت و
اعتبارات سے اوسکی صفت ہے

ہیں اوسی اعتبارات
تعلقات علم میں گفتگو جاری ہوتی ہے
اور جب حقیقت و نفس الامر میں اوسکا علم اوسکی صفت اور
عارض اور زائد بر ذات نہیں ہے بلکہ عین ذات ہی ایک ہی
شئے ہے تو ایک ہونیکی حیثیت سے صفت ہونیکی رو سے گفتگو
نہیں کیجاتی ولاالان و دو حیثیتوں میں تناقض نہیں ہے ۱۲ مولوی سید
فضل حسن صاحب ادام اللہ افاداتہ ـ
قولہ ضروری اسلام ہے یعنی تعلق علم باری تعالی بحوادث
زمانیہ و ممکنات معدومہ قبل الوجود کو ہر مسلمان کو واجب ہے کہ
اعتقاد کرے ہاں معدوم ممتنع کے ساتھ علم متعلق نہیں ہے
کیونکہ اس تعلق سے کوئی معنی نہیں عدم محض قابل ادراک نہیں
ہے جب شخص نے ایسا کہا کہ تعلق علم باری بمعدوم ضروری الاسلام
نہیں ہے اوس نے معدوم سے معدوم ممتنع مراد لیا ہے اور معدوم
نے جو معدوم ممکن مراد لیا ہے تو اولیا ہی
معلوم ہوگا

گو ان تقریر و تفصیل اعتبارات و حیثیات ضروری اسلام نہیں ہیں بلکہ خود یہ مسئلہ ضروری الاعتقاد نہیں ہے ۔۱۲ ف

حاشیه

متعلقه صفحه ١٨٢

صفات کمالیه او صفاتدرکه بونلر ذات باریده ثابت او
صفات جلالیه او صفاتدرکه جواز ایکن ذات باریدن سلب اولونور
ذاتنک غیریدن بیلنمز وحدانیت و بساطت و کمالیت و ازلیت
دائمیت دارستعداد و قابلیت و قوه و نکلم و غیره اولوب
وحالیت وجود و قدرت و حکمت مثلا صفات کمال اولور
بین آور قابلیت بالفعل و دارلیت بالفعل و
ایچی و قهاری و سمیع و بصیر مثلا و غیره و بروز اشتلا
صفات جمال اولور بینکه بیان اولور اصطلاح بین صفات کمال
او صفات ثبوتیه که بونلردن بیان اولور صفات سلبیه
صفات جمال ١٢ ف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	سسدّو	مُسدِّد	۴۲	۸	بیّن	بیّن
۳	[illegible]	ایالت	امارت	۴۳	۱۲	موجودذات	موجودات
״	۱۷	تزویح	ترویج	۴۴	۱۴	مختص	محض
۴	۳	ائدہ	آیندہ	۴۸	۱۷	داخل	دخل
״	۱۵	سے	ہے	۵۲	״	بالفرض	بالفرض مثلاً
۵	״	ہرکہ	بلکہ	״	״	ہو	ہوا
۱۰	۱۷	جود	خود	۵۳	۱۳	الیسی	اِسی
۱۲	۳	چھوٹا	جھوٹا	۵۴	۲	الوجود جود	الوجود
״	۱۱	مگر	مکر	״	۷	کے	کی
۱۶	۸	چونکہ	جوکہ	۵۷	۱۳	آور	دَود
״	۱۰	مین	ہین	۶۵	۱۱	ذات کی	کی ذات
۱۷	۴	نوتیت	فوقیت	۶۷	۲	ہر موجودات عالم	ہر ایک موجودات عالم سے
״	۱۱	یر	بر	۷۴	۱	چاہیے	چاہیئے
۱۹	۱	چالی	جانی	۷۹	۱۲	لی	گئی
۲۵	۳	حروف	حروف اور وضعِ مضاف	۸۰	۱	بلیتس	بنیش
۳۵	۱۱	ہبر	بہر	״	۱۵	سےہلے	پہلے
۳۶	۲	انشباہ	اشتباہ	۸۶	״	ہا	نرہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۴	اگر ایک	ایک	۱۱۲	۱۴	منصف	متصف
۸۸	۱	سے	شئے	۱۱۵	۳	کردیتا	کردینا
۸۹	۱	خو	خود	۱۱۷	۱۷	کردئے	کردے
۹۲	۵	وذہین	ذہن	۱۲۱	۱۱	+	ے
۹۳	۱۲	ورداتین	ذاتین	۱۲۲	۸	اورکوی اورکوی	اور کوی
۹۴	۵	ذد	دو	۱۲۹	۱۱	پس یہ مسئلہ	پس یہ مسئلہ ے
۹۵	۷	دونون	یا دونون	"	"	ضروری	ضروری ہے
۹۶	۹	جزاً	جزؤ	۱۳۲	۱۰	داتی	دانی
"	۱۷	ہوتا	ہونا	۱۳۴	۱۲	فرما	فرمان
۹۸	۱۶	رکھنےمین	رکنے مین	۱۳۵	۴	آنا	آتا
"	۱۷	بیشی	بیش	۱۳۷	۸	یجاد	ایجاد
۱۰۰	۱۴	دسپیر	اسپیر	۱۳۸	۱۱	نو	تو
۱۰۱	۱	قومیت	قیومیت	۱۴۵	۱	بقاو	بقاء
۱۰۴	۷	مضر	مُضر	"	۵	سہے	ہی
۱۰۴	۱۵	سے	بھی	"	۱۵	سے	سہنے
۱۰۵	۸	واجب	دو واجب	۱۴۷	۳	چیزین	چیزون
۱۰۷	۱۲	سا	مین	"	۱۶	پالے	پائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۴	نو	لو	"	۱۵	اس سے	اس سے ہے
۱۵۱	۶	استکمال	استکمال ع	"	۱۷	اشارہ کے	اشارہ کرکے
"	۸	عین ذات	عین ذات سے	۱۷۰	۶	سے	سے کے
۱۵۳	۴	عاض	عارض	۱۷۱	۳	اوسکا وجود اجزا ہے	اوسکا وجود بوجود اجزا ہے
"	۱۲	پلے جانے	پائے جانے سے	"	۱۶	جود	خود
۱۵۶	۱۵	نام	تام	۱۷۳	۸	.لوجود	الوجود
۱۵۷	۴	ہوتی چاہیے	ہونی چاہیے	۱۷۵	۱۵	بین حلول	مین
"	۵	لو	تو	۱۷۸	۶	حانکہ	حالانکہ
۱۶۰	۷	اُولی	اَوّلی	۱۷۹	۱۲	دیکھنے ہین	دیکھنے مین
"	۱۲	لو	تو	۱۸۲	۲	وصفات یعنی	+
"	۱۴	عالم	عام	۱۸۳	۵	پہنچنے	پہنچے
۱۶۱	۱۵	دوجود	دووجود	۱۸۵	۳	حقیقتہ	حقیقیہ
۱۶۴	۶	ذوالعقول	ذوی العقول	"	۵	اسلے	آلہ
۱۶۵	۸	الویت	اولویت	"	۱۰	دفتہً	دفعتہً
۱۶۸	۱۵	کہ	کے	۱۸۷	۷	منسوب	منسوب ہین
"	۱۷	لو	تو	۱۸۸	۱	مفہوکر	مفہومین
۱۶۹	۵	وقوع	دووقوع	۱۸۹	۶	ہیتہ	ماہیتہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۰	۱۵	یہی	بہی
۱۹۱	۵	آلے	آلہ
۱۹۱	۷	آلے	آلہ
۱۹۲	۱۷	مسلمہ	مسلّمہ
۱۹۵	۵	گرنا	کرنا
۱۹۶	۱۰	اس لئے	اس لئے کہ
۱۹۷	۱۲	عین	نہ عین
۱۹۸	۵	اعتباریۃ	اعتباریہ
۱۹۹	۱	ہین	مین
۲۰۰	۱۵	پھر	پر
۲۰۳	۱	مش	مثل
۲۰۵	۱۵	ثر خلا	ثو
۲۰۷	۱	اسیر	اسپر
۲۱۰	۴	خدالے	خداسے
۲۱۲	۵	محفل	محض
”	۱۰	طیدٔ ہو	طیار ہو
۱۱۳	۹	بجز	بجنبر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
”	۱۳	حکم	حکم ہے
”	۱۶	وو	واسطہ
”	۱۶	صحیح	صحیح ہے
۲۱۶	۹	فالوسل	فارسل
”	۱۵	پس	بس
”	۱۷	آلیج	الیج
۲۱۷	۱	النعبین	النبیین
”	۵	دکر	ذکر
”	۶	لانبہ	لابنہ
”	۸	سفنیتک	سفینتک
”	”	وشی	وشی اعضا
”	۱۰	علیہ	حلیہ
”	۱۲	عطاو	عطاء
”	۱۳	دینا	دنیا

خاتمہ مین غلطنامہ بنانیکی فرصت نہین ہے اور خاتمہ کے عبارات مین بہت غلطیان ہین خصوصاً عربی عبارتو نمین بسبب کہ ناکتک غلط نامہ بنایا جاتی ورنہ آٹھہ دس ورق تک غلط نامہ پہنچیگا اسلئے غلطنامہ خاتمہ کا نہ بنایا گیا مطالعہ فرمانیوالی خود ہی لفظون کی صحت فرماسکتے ہین۔ والسلام

اور اس عالم میں
جو لوگ اولیٰ ہیں وہ چاہتے [illegible] سمجھا
یعنی [illegible] ہو والا کہ ہیں [illegible] کا طالب قول الہامی
ایمان کے آئین کا اول ہے [illegible] موجود ہے اور اس کو سمجھانا
[illegible] او [illegible] میں ہے [illegible] آئین میں ہونا اور [illegible] میں وقوعی
کیا گیا ہو اور کیا تغیر واقع [illegible] میں تغیر اور صفات [illegible] رکھنی
سمجھے ہو اور کیا اعتقاد و فطرت [illegible] وقوع تعدد باری میں
اعتقاد و ایمان تغیر و صفات [illegible] سکتا ہے علاوہ اس کے
جو حضرات [illegible] قائم ہیں [illegible] تو اس کے معنی [illegible] مثل ہے
بلکہ [illegible] بہشت کے معنی زیادہ [illegible] کشف اور ترقی ایقان ہے
جیسا اہل موجودات [illegible] اور ذوالقوم اور [illegible] علم
اور روح اور مجردات سب [illegible] ہیں کہ [illegible] جا [illegible] یعنی
زیادہ ذوالقوم کا [illegible] ہونا اور ادراک کا زیادہ [illegible]
دنیاوی زیادتی علم اور روح اور [illegible]
غیر مادی کا ادراک

دنیاوی ہے
زیادہ ادراک ہونا مسلم کیا تو لوگ
[illegible] ہو [illegible] زیادتی وضوح اور کثرت معرفت
[illegible] ہیں سبب سے صاحبان روئیت کیوں ہیں کہ رویت بھی حالت
اور [illegible] سبب سے روئیت [illegible] یعنی جب [illegible] کو [illegible] شخص
حالت ادراک [illegible] سے اور اسی طرح [illegible] منع نہیں ہے
تمہاری [illegible] جن میں [illegible] ان کی [illegible] ہے کہ جو مقدم ہے خدا کو
جانتے تو تمہاری اس معرفت کی زیادتی دنیا میں بھی ہو جاتی
ہے پس آخرت میں زیادتی [illegible] جو [illegible] ہو سکتی ہے
حضور صاحب موانع اور عوارض دنیاوی زائل ہو جاتے ہیں
خصوصیت [illegible] جب بہشت میں افکار و خوشی حواس وغیرہ
سے پاک ہو کر [illegible] گے تو [illegible] بصیرت یعنی قوت ادراک
استعداد معرفت اور قابلیت اطمینان قلب کی
بہشت زیادہ ہو جاتی [illegible] اعتقاد اس
بات کو سمجھو تمہیں ۱۲

اور ان قائلین تو
کی تمام کتب طالبہ میں یہی معنی سے
سمجھتے ہیں پھر اب کہو کہ دو بیٹے کے معنی ہم نے سمجھا دیا
کہ ہیں کہ شخص اسی زیادہ معرفت اور عدالت اور الٰہ کا نام ہے
رکھا محض فرق لفظی کی طرف بھی تجربہ ہے بلکہ ارسطو کی قائل
نہیں ہیں کہ اگر کوئی سے دیکھا زیادہ معرفت ہوئی کیونکہ
الحکمت سے وہی شے دیکھی جا سکتی ہے اور دیکھی جا سکتی
اور جو مجسم ہو تو وہ الجسم والسمت ہو اور خدا مجسم ہو سکتا ہے
اگر آپ نے نسبت میں خدا و باپ بجا ہے تو اس کی ذات پاک میں
تجزیہ و حدوث و امکان ہے پس لازم آئیگا تو ممکن ہوگا نعوذ باللہ
تو واجب واجب نہ رہے گا یعنی خدا خدا نہ رہے گا معاذ اللہ
نکالے البرٹین ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ پس میں نے زور دیا
مسئلہ کو سمجھا دیا اب آپ تثلیث کے مسئلہ کو سمجھائیے
مگر تثلیث تو آپ سمجھا نہ سکے تثلیث
نہیں یہاں سمجھ میں ال

نہ وہاں اگر سمجھا دو یا کبھی کسی کو سمجھایا ہو تو جانیں پھر تھوڑی دیر تک سکوت رہا تو میں نے کہا کہ بس معلوم ہوا کہ آپکا مسئلہ تثلیث مثل مسئلہ رویت کے نہیں ہے تو وہ صاحب بولے کہ معلوم ہوتا ہے کہ

ہم مسلمانوں کو مراری
کہ صاحب میں مولوی لوگوں ہی کو ہم مباحثہ نہیں
کر سکتے ہیں کیونکہ مولوی لوگ منطق اور فلسفہ میں بعجب علوم
منطقیہ میں بڑے کامل اور مشتاق اور نازک خیال اور موشگاف ہوتے ہیں
البتہ ریاضیات میں اور الٰہیات بیانیہ میں کچھ ہوئے نہیں تو میں نے
حساب میں اور نے ایک سوال مانگا اور انہوں نے سوال نکالا تو میں نے
سوال کیا تو انہوں نے غلط جواب دیا تو اس کا جواب صحیح اور بتلا دیا
پھر ایک خط مستقیم محدود کی میں سے تین حصہ برابر تقسیم کر کے بتلا دیا
انہوں نے اقلیدس سے قاعدہ کی بموجب اقلیدس کی ایک شکل بتلائی
میں نے کہا کہ بعض چھٹے مقالہ کی بارہویں شکل کے علاوہ ہو تو وہ ہے
کیونکہ ہم لوگ بادری آدمی ہیں اقلیدس نہیں جانتے ہیں تو پھر میں نے
کہا کہ جو اگر آپ بنا سکیں گے اور سکوں ہم بھی بتا دیں گے تو گویا انکے کام ہم
تو علماء سے ہیں اور البتہ بنا ہو لے علماء سے نہیں ہو سکتے ہیں
وہ تو بادری کا کام ہے یہاں مجھے کیا ہے
وغیرہ وہ لوگ سمجھ لیتے

حاصل ہو جاتی ہے مگر علم اور شے ہے خصوصاً علوم نظریات و معقولات کہ محض دماغی اور عقلی چیزیں ہیں۔ علوم نظریات میں حسیات کو کیا دخل ہے۔ بس صحبت
برخاست ہوئی۔ منہ مدظلہ العالی

عین ذات واجب الوجود کے ہین غیر اور زاید بر ذات نہین ہین پس
در حالت عینیت دور یا تسلسل لازم آئے گا مثلاً خالقیہ صفت عین
ذات واجب الوجود ہے اگر غیر ہو تو ممکن ہوگی تو اوس کا خالق و
جاعل ذات واجب الوجود ہوگی تو خالقیت کے لئے خالقیت کا وجود
ہوگا پھر دوسری خالقیت مین بھی اور تیسرے چوتھے مین بھی وہی
گفتگو ہے تو خالقیت غیر متناہیہ جمع ہونگی اور تسلسل محال ہے پس صفت
خالقیت عین ذات واجب الوجود ہے یعنی قدرت خالقیت قدیمہ ہے ممکنات مقدور بالقوہ
بالفعل اور جب واجب الوجود مجرد ہے مادی نہین ہے تو مجسم نہین اور
جب مجسم ہونا خلاف عقل و نقل ہے کسی کی عقل نہین قبول
کرتی کہ واجب الوجود بالذات مجسم ہو تو اسی سے یہ بھی ثابت ہوا
کہ نہین ہو سکتا کہ اوس کے لئے بعض جسم ہو یعنی مثلاً ہاتھ پانون
سر آنکھ پیٹ وغیرہ کہ مطلقاً بعض جسم سے بھی وہ مبرا اور پاک
ہے والا جو قباحتین مجسم ہونے مین لازم آتی ہین وہی بعینہا
بعض جسمیت مین بھی لازم آئینگی اور خلاف عقل ہوگا اور بعضے
دلیل نقلی سے جو ید اللہ اور عین اللہ وغیرہ ثابت ہوتا ہے
تو یہان پہ وہی اصول درکار ہین کہ نقل مین تاویل کرکے مطابق
عقل کے کرنا چاہئے مثلاً ید بمعنی قدرت ہے جیسا کہ عرب مین استعمال

ید کا بمعنی قدرت شائع ہے اور ازین قبیل مثلاً وجہ اللہ بمعنی ذات اللہ
اب ہم چاہتے ہین کہ سب صفات ثبوتیہ۔ کمال وصفات یعنی صفات جمال و صفات
جلال او صفات سلبیہ کو بدلایل عقلیہ بیان نکرین والا رسالہ طولانی ہوجائیگا
مجملاً بطور فہرست کے سمجھہ لینا چاہئے اور ان باقی صفتونکی دلائل دفاتر اور
کتابون مین مندرج ہین جو چاہے دیکھہ لے یا دریافت کرے مثلاً واجب تعالے
مین صفت جود کی ہے یعنی فائدہ پھونچاتا ہے اپنے غیر کو ہر طرحکا موقع و مصلحت
اور وہ سلطان ہے اپنے غیر پر سب طرح سے اپنے غیر پر قدرت رکھتا ہے وہ پورا
ہے ناقص کسی طرح سے نہین سب سے بڑہ کر فوقیت و برتری و بزرگی رکھتا ہے سب پر
اوسکا پورا تسلط ہے سب ممکنات پر اور وہ متحقق و ثابت و برقرار بیک نہج ہے اوس مین
شر و مفسدہ نہین ہے محض وجود خیر ہے اور عجائب و غرائب حکمتونسی ملو ہے سب بڑہ کے
حکمت اوس کی ہے وہ جبار ہے۔ قہار ہے۔ رحمن۔ اور رحیم ہے اپنے اپنی
موجودات مین اور وہ قیوم ہے یعنی قائم بذاتہ و مستقل بذاتہ اور قائم کرنے والا غیر کو
برپا کرنے والا ممکنات کو وہ صاحب کرم بے مثل ہے اور حسن عقلی اوس سے
ہے قبح عقلی سے وہ راضی نہین اور نہ اوس مین ہے وہ حاجت مند
نہین مستغنی بالذات ہے اور کوئی فعل عبث نہین کرتا ہر ہر فعل مین
اوسکی ہزارون مصلحتین اور بہتریان ہین۔ خدا یان معرفت و اطاعت
و تابعیت ہے اور افعال حسنہ کا بندون سے خواہان ہے حاکم

حاشیہ
متعلقہ صفحہ ۲۰۱
بطلانے
اسم استاد
دنیا کو بنا یہ بیچ ہے جنک
اہم قسم کی چیزون کی
تصرف اونکی شان سے
بعید ہے اور کتاب جلی
مین البتہ تصرف مع اسباب
ہے اس لئے اس سے
مانع ہے یہ مین لطف و خفی
و صفات سے گمید عرض کے
مد

۴
دیتا ہون کروجہ
اور ید کے معنی بہت آئے ہین
چنانچہ قاموس مین ہے
ید بمعنی جاہ اور وقار اور
منع کرنا اور رد ظلم اور راہ
اور قوۃ و قدرۃ و تسلط
اور مالک ہونا اور اختیار
اور کھانا اور جماعت
اور پشیمانی اور فریاد کرنا
اور اطاعت کرنا اور ذلت
اور نعمت اور نیکی کرنا
اور زبان عرب مین
۴

مد
ید بمعنی قوۃ و قدرت
و تسلط و اختیار و بیان
بہت شائع ہے جیسے معنی
ید الله کے بھی ہین اور
ید اللہ کے ور ثبت انعم
کہا جاتا ہے
ہے ید مین سے تثنیین تخفیفین
اور مین ہے رد دست اونکی
اور ہاتھ کے ساتھ اور
اس سے اس اعتبار سے
تثنیہ یعنی اس سے نعمتی
مد

مد
اور لقیتہ اول ذات
ید مین یعنی اوس سے
ملاقات کی مین نے پہلے
ہی اور سقط فی یدیہ
اسے ندم اور ہذا فی یدی
یعنی یہ میرے ملک
مین ہے یا میرے
اختیار مین ہے اور
ثوب قصیر الیدین یعنی
یہ کپڑا ہاتھ اور یہ ید الطائر
صہم

بقیہ حاشیہ
متعلقہ صفحہ ۱۸۲
صم صم بہرہ گونگا یعنی
اریدَ الخیر ہوا یا شیطان
اور ید الدہر درازی
زمانہ و مدت اور دراز یمن
لک ہیدا یعنی اوپر قدرت
یقین ہے والامر بین
بیدک یعنی تیرے بس

یہ ایسے سامنے ہے گو
بیدک سے یہ تمہارے
اختیار میں ہے والیدان
مبسوطتان قدرت
و اختیار بہت ہے
وما کسبت یدی
من العلم یعنی جو علم میرا
حاصل کیا ہوا ہے
یا میرے اختیار مین

ید کے معنی ہاتھ
ہاں بس جہاں کہین
ہاں اور جہاں ربیع یعنی
ہاں جو تمہارے سامنے
وما خلفہم یعنی جو جاتا
ہے ذرا علم یا جن بیچ
ہاں جہاں قرآن مین
یا میری قدرت مین

سے ذہن نے علی الخصوص
جہاں عقل سے خلاف ہو
تو وہاں بید کے معنی
ہاتھ کے کیونکر صحیح ہوگا
جیساکہ اس آیہ قرآنی
مین و نقول ذوقوا
عذاب الحریق ذلک
بما قدمت ایدیکم آہ
یعنی ہم ص ص ص

فوق ایدیہم یعنی خدا کا ہاتھ
اور خدا نے فرمایا ہے یہ اس لئے
کہ ... سے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ
قوت و قدرت و تسلط و اختیار
سب کو دی وہ اعمال کہ جو تمہاری
یعنی ... سے ہیں بلکہ یہ معنی
اور ... سے اعمال ہاتھ سے
تمہارے اعمال کی نسبت ہے
... ہیں اس لئے ہے یعنی
... اور ... جیسا
... سے عذاب

بہ دون سے کے ہاتھ پر ہے
حالانکہ ہم بندہ برابر ہیں اور
ہر لحظہ ہم یقین جانتا ہے
اور دیکھتا ہے کہ خدا کا ہاتھ
ہر گز اوس کے ہاتھ پر رہا
ہوا یقین ہے تو معلوم ہوا
کہ یہ مطلب ہے کہ بہ دون
کی قدرت و قوت و اختیار
سے خدا کی قوت و قدرت
و اختیار کو فوقیت ہے
اور بڑھ کے ہے

بحر ... یعنی کا ہے
یقین ... اور جانا ہے
اور تحقیقات سے کر وہی
یعنی کوئی اور سے کم اور
احد و ما انا لست ...
ما انا ... سماء تحقیقات
تسلط و قدرت و اختیار دی
یعنی سب برابر ہی ... ہو
... الا علیہ ...
والیوم ... الاحصار
بیان کرتے ہیں کتاب سے

ارضی ان البحش ولا الکاهی
علی ما لا الیسر من الایادی
کہ ایادی جمع ید یعنی قدرت
و نعمت ہے سے ہے پڑہ دو
الکارم والراقتہ والمجد
الذے والایادۃ ایادی
سے بلک و نعمت ہوے
پڑ الزمان الجمع یعنی ...
لتفریق بینی و بین النوائب
یا ایک جا ہے پر طول
یعنی بڑی قدرت یا ید الا ...

اور اردو اور فارسی اور دیگر السنہ
میں بھی ایسا ہی مستعمل ہے
یعنی دہان کا جانا تمہارے
ہاتھ میں ہے یا تعلیم یا تقسیم
مثلاً تمہارے ہاتھ میں ہے
افسری یا عہدہ اور اسکے ہاتھ
میں ہے اور فارسی میں مثلاً
سخن بمن کہ این تحقیق کلمات
در دست دارد یعنی تسلط و قدرت
عہدہ دارد یا بادو دست ستیز نیست
یا دست سخن از علم کوتاہ است

یعنی اختیار ندارد یا قدرت
کم دارد مثلاً اور مغلولۃ الید
بمعنی بے اختیاری اور ازین
قبیل بہت شائع ہے۔ اور
ایسا ہی لفظ وجہ ہے کہ
اوسکے معنی سامنے کے
اور رخسارہ اور ذات اور عین
اور نفس وغیرہ کے ہے
مثلاً در دیوان یا دو علمون
کا مواجہہ اور وجہ الشئ بمعنی عین الشئ
و نفس الشئ اور اصل الشئ

وجہ الدہر اول الدہر اور
وجہ الکلام طریق مقصود۔ اور
وجہ القوم سید القوم
معنی میں مستعمل ہے اور وجہ
بمعنی جاہ اور جہت اور آب
قابل اور بمعنی جانب و ناحیہ
ہے اور توجیہ بمعنی ارسال و
تذلیل بھی ہے اور مواجہ
بمعنی ذو الجاہ ہے اور وجیہ قالم
یعنی ذو قدر الامر ہے علاوہ وجیہ
نسخہ منسوب بحضرت امام

سے تغیرت البلاد و من علیہا
و وجہ الارض متغیر قبیح کہ وجہ الارض
کے معنی سطح زمین ہے
نہ تجہ کے معنی میں ہے
اور ازین قبیل ہے
معانی ہیں لیس وجہ اللہ بمعنی
ذات اللہ ہے جیسا کہ عین اللہ
بمعنی ذات اللہ ہے اور
یا سامنا خدا کا اور اگر وجہ اللہ
کے معنی خدا کا رخسارہ ہو
تو اس آیۂ کریمہ سے خدا

کا آیا مطلب ہے۔ عمل ہے
پا لفظ الاو جیم آتا یہ معنی ہے
کہ ما یہم جز کو فنا ہے کہ گرون
صا کار رفت رہ باقی رہی بیکار
اور فارسی میں اوسے زمین و
اور اسے عالم کہتے ہیں فلان
اور اسے کار رفتہ اور دو دادن
بجاے فلان شدن مستعمل ہے
اور کہتے ہیں شش مسائل علیم
یا چہاردہ شد و ہیچ دیگر ادا نشی
سیوم پانزدہ شد۔ اور

پہلوی میں بھی مونث ہے
قدرت ہے شان اسکا مونث
یہیں ہے کہ فلان کلام کو
اگر سکیں تو معلوم ہو اگر وجہ
اللہ کے معنی ذات الہد و
نفس الہد و عین الہد یعنی معنی
میں جز خدا کے ہے فلاں
ہو کہ جب ایک لفظ کے کئی
معنی ہوں تو وہ معنی جو عقل
عقل سے ہو اور جب مقام
غلط ہو اور معنی کو دیکھو

بین م اور لینا محض بے عقلی
ہے اور کلام کو غلط بنانا
ہے

و آمر و ناہی ہے خالق ہماری عقل و علم و فہم و فراست کا ہے اور بمقتضائے مصلحت واوقات اور عجب نظام دنیا و عقبیٰ ہر چیز کا خالق ہے کمی و بیشی ہر چیز کی بمقتضائے مصالح بے پایان ہے وہی خالق و مالک و سلطان ہر شئے کا ہے وہی خالق جنت و نار و جنات و انسان و ملائک و عرش و کرسی و فلکیات وغیر فلکیات کا ہے وہی پیدا کرنے والا اور بھیجنے والا تمام انبیا و اوصیا کا وہی بھیجنے والا اپنے احکام کا ہے واسطے تعلیم عباد کے وہی نازل کرنے والا قوانین کتب و صحف الہٰی کا ہے یہ سب ہمارے فوائد و منافع کے لئے والا ان سب مین سے کسی کی طرف وہ حاجت مند نہین وہ مستغنی مطلق ہے وازین قبیل دیگر صفات اوس کے عقلاً و نقلاً ثابت ہین *

اور جب ثابت ہو چکا کہ واجب الوجود یعنی خداوند عالم ہے اور ایک ہے کوئی نہین اور وہ قدیم و قادر و ازلی و ابدی و عالم و مرید و عادل و فاعل و خالق و مدرک و حی و قیوم و سمیع و بصیر وغیرہ ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا اور کل عیب و نقصان سے پاک ہے باقی ہے دائم ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین مجسم نہین ہے اوسکو ہاتھ پاؤن آنکھ کان وغیرہ نہین وہ بسیط ہے وہ مجرد محض ہے مادی نہین ہے اور دیگر صفات ثبوتیہ اور سلبیہ سب ثابت ہو چکے تو یہ بھی سمجھنا چاہیئے

کہ اسکا اعتقاد بہی جزو ایمان ہے کہ کل ما سوا اللہ یعنی کل ذرہ ذرہ تک
اوسی واجب تعالے شانہ سے مخلوق ہوئے ہین حتے کہ افعال عباد مین
بہی اوسکو پورا تسلط ہے نہ یہ کہ اوس نے ایک کام یا چند کام کئے اور
باقی تمام کار عالم دوسرا کوئی کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو شریک خدا کا
ثابت ہوگا اور تعداد قدماء و کثرت واجب الوجود لازم آئیگا اور یہ سب
باطل ہوچکے ہین - مگر بعضے حکماے فلاسفہ کہ تدین سے کنارہ کش ہین
اور معرفت حقیقی سے بہرہ نہین رکہتے وہ ایسا کہتے ہین کہ الواحد
لایصدر عنہ الا الواحد یعنی ایک علت سے بہت سے افعال خواہ ایک
وقت مین ہون یا بہت اوقات مین سرزد نہین ہو سکتے سوائے ایک
فعل کے یعنی جو محض ایک من جمیع الجہات ہو کسی طرح کی اوس مین
کثرت نہو سکے ہر طرح سے ہر حیثیت سے ایک ہو بسیط مجرد ہو یعنی واجب
الوجود بالذات کہ ہر حیثیت واحد ہے اوس سے ایک ہی فعل ظہور مین
آئیگا وہ خالق ایک کا ہے دوسرے کا خالق نہین ہے بلکہ مختلف اوقات
مین بہی ایسے بسیط محض سے کئی فعل پیدا نہونگے وہ خالق ایک ہی کا
ہے مگر بواسطہ مخلوق کے کہ ایک نے دوسرے کو دوسرے نے تیسرے
کو پیدا کیا تو یہ سب افعال بہی اوسیکے ہین مگر بوسائط ہین بلا واسطہ
ایک ہی فعل صادر ہوا اس اعتقاد پر بہت سے اونکے عمدہ ترین دلائل

ہین سے بعض دلیل کو اون کی یہان پر بیان کرتا ہون وہ یہ ہے +

جب واجب الوجود ذاتاً مجرد ہے مادی نہین ہے اور بسیط محض ہے ترکیب اوس مین باجزائے حقیقتہً و اعتباریہ نہین ہے حتے کہ اوس کے صفات بھی عین ذات ہین زائد اور غیر ذات نہین نہ حقیقتہً اور نہ اعتباراً اور نہ اوس کے فعل مین کوئی شرط اور حالت منتظرہ اور آسے لکی حاجت ہے اور نہ اوس ذات واحدہ بسیط مین تعدد حقیقی و اعتباری متصور ہے جیساکہ ثابت ہوچکا تو یہ بھی اس سے ثابت و متحقق ہوا کہ تمام عالم کے خلق و نظم وغیرہ مین وہی صرف علت نہین کیونکہ ایسی ذات سے سوائے ایک فعل کے دو فعل کا سرزد ہونا محال ہے تو تین فعل اور سیکڑون اور لاکھون دلو دفعتہً نہون بلکہ بتدریج ہون اوس واحد حقیقی مجرد بسیط سے بدرجہ اولے صادر نہونگے اور صدور دو فعلونکا اگرچہ دو وقت مین ہون بطلان اوسکا اسطور پر ہے کہ اگر دو شئے واحد بسیط سے صادر ہون تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ واحد بسیط کا مرکب ہونا قرار پائیگا یا تسلسل لازم آئیگا اور واجب تعالے کا مرکب ہونا محال ہے علی الخصوص بسیط و مرکب دونون ہونا اور تسلسل بھی محال ہے اور ترکیب و تسلسل جو لازم آتا ہے وہ باطل ہے جیساکہ مکرراً مذکور ہوا تو اوسکا ملزوم یعنی صدور دو شئے واحد بسیط مجرد سے بھی محال و باطل ہے

کیونکہ لازم کے بطلان سے ملزوم بھی باطل ہو جاتا ہے جیسی حرارت
کے زوال سے عدم آتش ضرور ثابت ہوتا ہے - اب صرف لازم اور
ملزوم کو ثابت کر دینا چاہئے بعد ثبوت لزوم لازم و ملزوم دونون کا
بطلان خود ظاہر ہو جائیگا *

جاننا چاہئیے کہ دو چیز واحد بسیط مجرد سے اگر صادر ہون تو یا یہ
دونون مخلوق صادر باہم عین ہین بسبب اس کے کہ صدور اوسکا واحد
بسیط سے ہوا ہے یا اون دونون مین مغائرت ہے اگر عین ہون تو چاہیئے
کہ چار اور پانچ اور سوا اور زاید آپس مین عین ہون اور چاہئے کہ
حیوانات و نباتات و جمادات و افلاک و زمین و کواکب مین عینیت
و اتحاد ہو اور سب چیزین عالم کی ایک شئے بے تغائر و اختلاف ہو اور یہ
سفسطہ اور ظاہر البطلان ہے اور یہی عدم عینیت و وحدت ان دونون
مین باطل ہے اس لئے کہ درمیان دو صادر کے بداہۃً تغائر ہم دیکھتے
ہین کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک شئے کو ہم تصور کرتے ہین اس حالت مین
دوسرے شئے اوس تصور کی حالت مین بلکہ بعد بھی ہم جاہل رہتے ہین یا ایک
کے تصور کے وقت دوسرے سے ذہول و غفلت ہوتی ہے یا یہ کہ
ایک کا اعتبار کرتے ہین اور دوسرے سے قطع نظر کرتے ہین اور جب
ان دو صادر کی شان بداہۃً اس طرح کی ہے تو ان دونونمین مغائرت

ثابت ہے اور جب دو صادر مین مغائرت ظاہر ہے تو ثابت تامہ موجدہ
کو جو تعلق اصدار فعل کا اس ایک مخلوق کے ساتھ ہے وہ غیر ہے اوس
تعلق اصدار کا جو اوس دوسرے مخلوق کے ساتھ ہے پس دو اثر ہوئے
اور ان دونون اثرون مین سے ہر ایک منسوب اپنے اپنے معلول کیطرف
ہے تو وہ اثر موثر جو متعلق ایک معلول سے ہے وہ غیر ہے اوس
اثر کا جو متعلق دوسرے معلول کے ساتھ ہے پس یہ دونون اثر جو منسوب
ہین دو متغائر کے طرف منسوب ایک واحد بسیط مجرد کیطرف کیونکہ تاثیر فعل کی علت کیطرف بھی
منسوب ہوتی ہے اور ایسا ہی فعل ہی یعنی اصدار اسکا منسوب بفاعل
واحد بسیط ہے اور اصدار اوسکا بھی منسوب بفاعل واحد بسیط ہے
یا صدور اسکا اور صدور اوس کا منسوب ہین فاعل واحد بسیط کیطرف
اور صدور یا اصدار دونون متغائر ہین کیونکہ ہر ایک اپنے معلول
کیطرف منسوب ہے اور دوسرا صدور دوسرے معلول متغائر کیطرف
منسوب ہے پس فاعل واحد بسیط مجرد مین دو شئے پائی گئین یعنے دو
صلاحیتین دو اصدار متغائر کی پس یہ دونون مفہوم دو صلاحیتون کے
یعنی صلاحیت اس مصدریتہ کی اور صلاحیت اوس مصدر کی یہ
دونون مفہوم متغائر ہین بلا شبہ کہ جو مفہوم واحد بسیط مجرد مین
پائے گئے ہین تو یہ دونون مفہومان متغائران یا عین فاعل واحد بسیط

مجرد ہین یا نہین اگر عین ہین یعنی ماہیتہ فاعل واحد بسیط اور دونون مفہوم
ایک ہی ہین تو یہ تینون ملکے اگرچہ ایک ہی ماہیتہ ہوئی مگر واحد
بسیط مین دو اصدار کی دو قوتین یعنی دو صلاحیتین پائی گئین کیونکہ
اسکا اصدار غیر ہے اُس اصدار کا تو واحد بسیط کی ماہیت اُس صدور کا عین ہے تو ایک
ماہیت جز کی اور دوسرے اصدار کا عین ہے تو دوسری ماہیت جز کی تو فاعل واحد بسیط مجرد کی دو ماہیتین
متغائر تین ہو جائینگی اور یہ بالبداہت باطل ہے کہ ایک ماہیتہ کے لیے
دو ماہیتین ہون کہ اس صورت مین ایک ماہیت ایک نہ رہے گی دو دو
ہون گی والا اجتماع المتنافیین لازم آئیگا اور یہ محال ہے تو ضرور عین نہونگی
اور عین ہونا بھی باطل ہے بسبب تسلسل اور ترکیب واحد بسیط کے -

اب اسکو سمجھنا چاہئے کہ یہ دو مفہومان متغائران اگر عین ماہیتہ
فاعل بسیط واحد ہون تو تسلسل یا ترکیب کیونکر لازم آئیگی وہ یہ ہے
کہ اگر عین ہون تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ جزو ہون ماہیتہ فاعل
واحد کے یا خارج از ماہیتہ فاعل واحد اگر جزو ہین تو دو حال سے خالی
نہین یا دونون مفہومان متغائران جزو ہون ماہیتہ مین یا ایک جزو
ہو اور دوسرا جزو نہو اگر دونون جزو ہون تو ماہیتہ مجردہ واحدہ بسیطہ
مرکب ہوگی کیونکہ جس شئے مین کوئی جزو ہو تو وہ شئے ضرور مرکب ہی
اور اگر ایک جزو ہو اور دوسرا جزو نہو جب بھی فاعل واحد بسیط کی

ماہیتہ مجردہ مرکب ہوگی اور دوسرا مفہوم جو جزو نہین ہے ماہیتہ فاعل کی اوس کی بھی دو صورتین ہین یا عین ماہیتہ فاعل ہے یا خارج از ماہیتہ فاعل ہے اگر عین ہے یعنی دو مخلوق کے دو اثر کی دو مصدریت مین سے ایک مصدریت عین ذات مصدر ہے تو اس مین کوئی قباحت تو نہین ہے مگر بسبب اس کے کہ وہ دوسرا مفہوم مصدریہ جو اسی صورتمین ماہیتہ فاعل کا جزو ہوا تھا اور اس سبب سے ماہیتہ فاعل بسیط کا مرکب ہونا ثابت ہوچکا ہے وہی قباحت باقی رہے گی ہان اگر فاعل واحد بسیط ایک ہی کا فاعل ہوتا تو قباحت لازم نہین آتی اور اگر ایک مفہوم ماہیت فاعل واحد بسیط سے خارج ہوا اور ایک صورت مفروضہ سابق کی ہے کہ دونون مفہوم ماہیت فاعل بسیط سے خارج ہون یعنی ایک خارج ہو جزو یا عین ہو یا دونون خارج ہون اور جزو یا عین ہون یعنی دو صورت خروج ضرور ہے کہ فاعل واحد بسیط اوس کی علت ہو کیونکہ فاعل واحد بسیط یعنی ذات واجب الوجود بالذات علت اپنے کل اغیار کی ہے یہ ثابت ہوچکا ہے تو ان مصدریات خارجہ از ذات علت کی علت وہی واجب الوجود ہے تو ہر ایک مصدریہ سے دوسری مصدریتہ مفہوم ہوئی تو ہر ایک ان دوسری مصدریتہ مین بھی بالکل سابق کی تقریر ضرور جاری ہوگی تا اینکہ یہ دوسرے طبقہ کی

مصدریات خارج از ذات فاعل قرار پائینگی تو اس دوسری مصدریۃ
کے لئے ایک تیسری مصدریہ مفہوم ہوگی اور اس تیسری مین
بھی وہ تقریر جاری ہوگی یہانتک کہ مصدریہ بہت سی جمع ہونگی
بلکہ ہر ہر طبقہ مین یا ایک مصدریۃ یا دو مصدریۃ یا تین مصدریات
جمع ہونگی اور سلسلہ کہین پر منقطع نہوگا کیونکہ ہر مرتبہ مین عین
وجزو ہونا باطل ہوگا اور خارج کے لئے پھر مصدریۃ علاوہ کی ضرورت
ہوگی یہانتک کہ مصدریات غیر متناہیہ یا صدورہائے غیر متناہی
یا طبقات غیر متناہیہ کہ ہر ہر طبقہ مین تین تین مصدریات تک جمع
ہونگی اور اجتماع امور غیر متناہی محال ہے جیسا کہ مقدمہ مین تسلسل
کے بیان مین گذرا بلکہ مکرر گذرا تو ایک مصدریۃ کا یا دونون
مصدریۃ کا پہلے ہی مرتبہ مین اور پہلے طبقہ مین خارج از ماہیتہ فاعل
واحد ہونا باطل ہے تو معلوم ہوا کہ نہ عین ماہیتہ ہے نہ جزو ماہیت ہے
نہ خارج ماہیت ہے اور چوتھی کوئی صورت عقلاً نہین ہو سکتی تو فاعل واحد بسیط
بحت یعنی واجب الوجود بالذات سے بہت سے افعال دفعۃً
ہون نہ بلکہ بتدریج ہون باطل ہے عقلاً تو ثابت ہوا کہ واجب
تعالی سے بہت سے افعال معاً نہو سکینگے وہو المطلوب ۔
اور اس دلیل کا ابطال یون ہے اولاً ابطال الزامی بعدہ

ابطال بہ نقض دلیل بعدہ جواب تحقیقی یعنی تحقیق مسئلہ بیان کرونگا *

الزامی ابطال یہ ہے کہ جب تمہارا مسلمہ ہے کہ واجب تعالے کے فعل مین نہ کوئی شرط ہے نہ کچھہ حالت منتظرہ ہے اور نہ احتیاج آلے کی ہے تو تمہارے پیدا کرنے مین بقول تمہارے شرط اور حالت منتظرہ یہ ہے کہ پہلے چاہیئے کہ تمہارے لئے وسائط پیدا ہون ہفت اور یہ وسائط متعددہ بہت سے آلے ہوئے ہفت بلکہ الات ذوی العقول ہفت علاوہ اس کے اس دلیل کی بنا پر چاہیئے کہ واجب تعالے سے ایک شئے بھی ایک فعل بھی صادر نہوا واجب ایک کا بھی فاعل نہوگا تو پھر تم نے واجب تعالے کا علت ہونا کیون مانا ہے اور ایک کے لئے بھی علت نہونا اس وجہ سے باطل ہے کہ اس دلیل مین جن جن مقدمات کو تم نے دخل دیا ہے اگر سب صحیح ہون اور مجموع مقدمات یعنی دلیل صحیح ہو تو واجب الوجود سے کچھہ بھی صادر نہوگا مطلقاً کیونکہ اوس سے بالفرض اگر ایک فعل بھی صادر ہو تو بقول تمہارے ایک مصدریتہ یا ایک صدور دریسالہ وصادر کے لینا پڑیگا اور یہ مصدریتہ نہ عین فاعل ہو گی نہ جزو تو غیر فاعل بسیط کی ہو گی اور اوس ماہیت فاعل سے خارج ہوگی

تو پھر یہ مصدریہ بھی جب کہ ذات واجب سے خارج ہوئی تو معلول
اوسی علت واحدہ بسیطہ کی ہوگی کیونکہ سب کا خالق وہی ہے
تو دوسری مصدریتہ مفہوم ہوئی اور اوس مصدریتہ مین ہی کلام
جاری ہوگا یہان تک کہ ایک فعل کے صادر ہونے مین مصدریات
غیر متناہیہ جمع ہون گی اور یہ محال ہے - مگر یہ الزام جو بعض دوسرے
حکما کیطرف سے اس دلیل پر ہے صحیح نہین ہے اس لئے کہ کیا
ضرور ہے کہ اول فعل مین مصدریتہ جو مفہوم ہوئی ہے وہ عین
ماہیتہ فاعل ہو خواہ مخواہ جزو ماہیت فاعل یا خارج ہو اور دلیل مذکور مین
توبسبب دو مصدریتہ دو مخلوق کے عین ہونا باطل ہوتا تھا کیونکہ ایک
ماہیت مانی ہوئی دو ہوجاتی تہین :-

اگر ایک مصدریتہ عین ذات فاعل بھی ہوتی تھی تو کفایت نکرتی تھی
بسبب دوسرے مصدریتہ کے اگر دونون مصدریت عین ماہیت ہون
ایک ماہیت کے لئے دو ماہیتین متغائرتین ہوجاتی تھین اور اگر ایک
عین ہو اور دوسری جزو بسبب دوسری مصدریت کے جزو ہونیکے ماہیت
واحد بسیطہ فاعل کی مرکب ہوجاتی تھی - اور یہان چونکہ ایک ہی مصدریتہ ہے
وہ عین ماہیت فاعل ہو کوئی مانع یہان نہین ہے -

دوسرا الزام بعضے حکما کیطرف سے اس دلیل پر یون دیا جاتا ہے

کہ اس دلیل کی بنا پر چاہئے کہ ایسے فاعل واحد بسیط سے ایک فعل بھی ہو سکے محال ہو اس لئے کہ جب کہو گے کہ ایک فعل اوس سے ہوتا ہے تو اوس فعل کے لئے ایک مصدریتہ یا صدور حسب زعم تمہارے لینا پڑیگا تو وہ ایک علت دو معلول کی دفعتہً ہوگی ایک صادر دوسرا مصدریتہ اور تمہارے ہی قول سے یہ باطل ہے کیونکہ ایک علت تامہ سے دو فعل ہوئے ایک صادر دوسرا اصدار بلکہ اوس سے باطل تر کیونکہ دفعتہً واحدۃً یعنی بیک فعل دو معلول نہین ہوتے علی الخصوص بزعم خصم اور یہان بیک اثر دو اثر پیدا ہوئے ایک مصدریتہ دوسرا صادر بہذا خلف مگر یہ الزام بھی صحیح نہین ہے اوسی وجہ سے کہ مذکور ہوئی یعنی مصدریتہ یہان پر عین ذات علت ہے کوئی اس حیثیت کا مانع نہین ہے کیونکہ ایک ہی مصدریہ یہان بہی مفہوم ہوئی ہے *

تیسرا الزام بعض حکمار کیطرف سے یون ہے کہ مصدریتہ یا صدور ایک علاقہ ہے درمیان مصدر و صادر کے اسکا وجود مستقلاً نہین ہے جیسے عالم و معلوم کے درمیان علم کا علاقہ ہے اوس مذہب کی بنا پر کہ علم کو مقولہ اضافہ سے کہتے ہین یا جیسے نسبتہ ہوتی ہے درمیان موضوع و محمول کے ویسا ہی علت و معلول کے درمیان ہین صدور علاقہ ہے ایسی چیز نہ عین ماہیتہ علت ہو سکتی ہے کیونکہ علاقہ عین ذوالعلاقہ نہین

ہوتا اور عرض عین ماہیت معروضہ نہیں ہوتا مثلاً صفت بحیثیت صفت
عین موصوف نہیں ہوتی تو ضرور یہ صدور علت کا غیر ہے تو یا جزو ہے
یا خارج جزؤ ماہیت نہیں ہے اس لئے کہ علت واحدہ بسیطہ کی ماہیت و
ذات مرکب ہوجائیگی علاوہ اسکے علاقہ ونسبتہ جزو ذوالعلاقہ نہیں ہے
اور جب صدور خارج ماہیت علت بسیط ہے اور اوسکو عارض ہے تو
تسلسل لازم آئیگا موافق تمہاری تقریر کے کہ مصدریات درصورت خروج
از ماہیت علت غیر متناہیہ جمع ہوجائینگے اور وہ محال ہے اور جب نہ
عین ہوسکا نہ جزو نہ خارج اور چوتھی کوئی صورت نہیں ہے تو واحد بسیط
سے ایک فعل بھی صادر نہوگا - اور یہ الزام بھی باطل ہے اس لئے کہ جب
اس ملزم نے مصدریہ کو اضافتہ اور علاقہ بین المصدر والصادر قرار دیا ہے
تو ضرور ذات مصدر سے خارج ہوگی اور علیحدہ بھی نہیں پائی جائیگی کیونکہ
عرض ہے تو خارج عارض ہوگی ماہیت علت کے لئے تو نہ عین ماہیت ہے
نہ جزو ماہیت -

اور خارج عارض ہونا بسبب لزوم تسلسل کے اس ملزم کے نزدیک بھی
باطل ہے یقیناً - تو اس ملزم کو چارہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ درمیان
مصدر و صادر کے صدور کو اضافتہ نہ کہے بلکہ صدور ہی اور علاقہ ہی
کوئی چیز نہیں ہے پس ابطال غیر من اپنا مسلمہ ہی باطل ہوگیا پس یہ ابطال

مبطل مبطل ہے یعنی اپنی ہی تقریر کو باطل کرتا ہے تو صحیح قول خصم ہے اور
نہین تو اپنے مسلمہ سے دست بردار ہونا ہوگا - حالانکہ بداہتہً ثابت ہے
کہ درمیان علت و معلول علاقہ فعل کا ہے درمیان مصدر و صادر علاقہ
صدور کا ہے -

اب رہا دلیل پر نقض وارد کرنا وہ یون ہے کہ دونون مصدریت اگر
عین ماہیت علت بسیطۂ واحدہ ہون تو اسکو یہ لازم نہین آتا کہ ایک
ماہیت علت بسیطہ واحدہ کے لئے دو ماہیتین متغائرتین ہوجائین
اس لئے کہ دونون مصدریہ اگرچہ اعتباری ہین مگر فرق اعتباری نہین ہے
بلکہ کلیتہً تغائر ہے تو شئے اعتباری غیر متحصل عین ماہیتہ متحصلہ و متاصلہ
نہین ہوسکتی والا وہ شئے اعتباری اعتباری نرہیگی یا ماہیتہ متاصلہ ماہیتہ
ہی نرہیگی اعتباری غیر متحصل ہوجائیگی اور اگر بالفرض دو اعتباری عین ماہیتہ
واحد بسیط ہون تو دونون اعتباری ایک ہوجائینگی دو نرہینگی کیونکہ ایک ماہیتہ بسیط
دونون مین مشترک ہوئی تو دو کا ایک ہوجانا محال نہین اسلئے بسیط حقیقی ایک کا دو حقیقی
ہوجانا محال ہے والا شئے مشترک مین اشتراک نرہیگا تو عینیت پھر
کیونکر قایم کروگے اور جب ماہیت علت کی ایک ہی باقی رہے تو ہوسکتا
ہے کہ اتحاد ماہیتہ ہے اور فرق بالاعتبار ہے باعتبار تعلق مصدریہ کے
اوس معلول سے اور اس معلول سے اور اگر دونون مصدریتہ بین المصدر

والصادرین اعتباری نہین ہین تو دونون کی حقیقتہ متناصلہ ہے اور دونون
عین ماہیت ہین تو ان دونون مین اتحاد ذاتی اور تغائر اعتباری ہوگا
یعنی باعتبار تعلق اس معلول کے اور باعتبار تعلق اوس معلول کے اور جب
دو شئے متحد ذاتاً اور متغائر اعتباراً ایک ماہیت کا عین ہون تو یہ ماہیت
دو نہین ہو جائے گی بلکہ اس ماہیت علت بسیطہ مین ہی بسبب عینیت
ایسے دو شئے کے صرف تغائر اعتباری رہیگا تو ایک ماہیتہ کا ماہیتین متغایرتین
ہو جانا باطل ہوا گو تغائر اعتباری بھی ماہیت واحد بسیطہ مین ہمارے
اور تمہارے خلاف مقصود ہو اور اگر یہ دونون مصدریت خارج از ماہیت
علت بسیطتہ ہون اور عارض ہون تو عروض اعتبارات کا ہوگا اسمین
اگر تسلسل لازم آئیگا کچھہ باک نہین ہے اس لئے اجتماع امور غیر متناہیہ
ذہنیہ اعتباریہ کا محال نہین ہے اگر یہ محال ہوا تو تصور ہی امور غیر متناہیہ
کا محال ہو جائیگا پھر بدون تصور موضوع کے حکم کرنا محال کو نہین ہو سکتا
اور احتمالات دخول در ماہیت علت بسیطہ اور خروج ماہیت علت بسیط
سے مصدریتہ غیر موجودہ فی الخارج مین یعنی مفاہیم ذہنیہ مین صحیح
نہین ہین اور ذات مصدر اور ذات صادر ذہنی نہین ہے بلکہ خارج
مین ہے اور امور ذہنیۂ فرضیہ و اعتباریہ محتاج جاعل کے نہین ہین کیونکہ
موجود فے الخارج نہین ہین تا ممکن الوجود حقیقی غیر اعتباری یا واجب الوجود

حقیقی غیر فرضی اعتباری انتزاعی ہون اور جاعل واجب تعالے ہو
اور جب واجب الوجود کو ماہیت مستقلہ موجودہ فی الخارج جانتے ہو تو
اسور اعتباریہ کو عین واجب یا جزو واجب کہنا خلاف عقل اور خلاف
اپنے مسلمہ کے بہی ہے بلکہ یون کہنا چاہئے تھا کہ مصدریتہ امر اضافی ہے
عین ماہیت اور جزو نہین ہو سکتا ہے تو خارج ہو گا تو تسلسل ہو گا۔ علاوہ
اس کے جب کہ دونون اصدار کو عین ماہیت قرار دیا تو دونون اصدار
اور ایک ماہیت ملکے ایک ہی شئے ہوئی تو اس صورت مین دو قوتین
اور دو صلاحیتین واحد بسیط مین قرار دینا باطل ہے کیونکہ کلام در صورت
عینیت ہے اور عین کا عین عین ہے بلکہ دو متغائر کسی تیسرے کے عین
نہین ہو سکتے اور جو دو شئے کہ کسی تیسرے کے عین ہون تو ان دونون
شئے مین مغائرت نہین ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے جب کہ ایک ذات
واحد حقیقی کا دو ہونا لازم آیا تو ضرور دو بفرق اعتباری ہوئی ہونگی
اور اس کے ابطال مین تمہاری کوئی دلیل قوی جاری نہین ہے دو
ذاتون کو بفرق اعتباری اور باتحاد ذاتی تم کہہ سکتے ہو۔

اور تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ مصدر اور صادر مین مصدریتہ
نہین ہے مگر امر اضافی بین العلت والمعلول تو عین واجب ہے
نہ جزو کیونکہ امر اضافی اعتباری نہ امر حقیقی ہے نہ جزو امر حقیقی کا

توضرور ذات علت سے خارج ہو گی تو غیر متناہیہ امور اضافیہ پیدا ہونگے
بہرحالت خواہ صادر ایک ہو یا زیادہ تو تسلسل لازم آئیگا مگر یہ تسلسل محال نہین ہے یعنی امور
حقیقیہ مین محال ہے جیسا کہ کتب فلاسفہ مین ثابت ہے اور وجہ اوسکی
یہ ہے کہ اعتباری محض کا وجود خارج مین نہین ہے تو امور غیر متناہیہ خارج
مین جمع نہونگے - اور دو اعتباری شئے مین مغائرۃ نہین ہے مگر اعتبارًا
اور جب حقیقتہً کئی نہین ہین تو بہلے انتہارا امور خارج مین نہوے - یہ
جواب تحقیقی اوس بنا پر ہے کہ فعل بمعنی صدور و حدوث ہو تو یہ اعتبار
وقت ایقاع فعل کے ہوتا ہے وہ بہی ممکن کے فعل مین اور کلام واجب
کے فعل مین ہے تو اس صورت مین یہ اصدار وجود رابطی نہین ہے
تا خدا کو رابطہ دسے مخلوق کے ساتھہ بلکہ مصدریتہ یا خالقیت عین ذات
باری ہے خواہ معلول ایک ہو یا کئی ہوون پس یہان پر یہ اشتباہ نہین
ہو سکتا ہے کہ امر اعتباری غیر موجود فی الخارج عین ماہیت موجود فی الخارج
کیونکر ہوگا کیونکہ یہ شئے محض رابطی نہین ہے اس لئے کہ یہان رابطہ
کے کوئی معنی نہین بلکہ خود وہی اوس کی ذات ہی فائدہ رابطہ کا بہی
دیتی ہے اس لئے واسطے اسکات خصم کے حسب مذاق خصم کہا جاتا
ہے کہ جبکہ امر ثالث بین العلتہ والمعلول کہتے ہو وہ عین علت ہے
یعنی خود وہی ذات واجب ہے کیونکہ جب اعتبار یہان مصدر و صادر ہو

تو تعلقات اعتبارات روابط پیدا ہون گے اور جب خود اعتبار تعلق ہین
مصدر و صادر یعنی مصدریتہ عین ذات واجب ہے یعنی وہی خود ہی ہی
تو اعتباری کسکو سمجھتی ہو فعل واجب بالذات کو چونکہ فعل ممکن پر قیاس کیا
ہے اس لئے اعتبار تعلق کو غیر مصدر کا سمجھہ کر اعتبارات متغائرات
ذات علت مین سمجھا ہے اور حالانکہ قیاس مع الفارق ہے - پس
واجب الوجود علت ہے فاعل ہے خالق و جاعل و مصدر ہے درمیان
مین اس علت اور اوس کے معلول کے علیت و واسطہ اور رابطہ نہین
ہے وہ علت تامہ موثرہ ہے یعنی خالق ہے لہذا اسکی ہی ضرورت نہین
ہے کہ کہا جائے کہ خالقیت یا علیت عین ذات ہے زاید بر ذات نہین
ہے اگرچہ یون بھی کہا جاتا ہے کہ استعداد علیت و خالقیت عین ذات علت
و خالق ہے اور قوۃ و صلاحیت عین ہے مگر فعلیت خالقیت و علیت
البتہ غیر ذات ہے اور زاید بر ذات ہے یعنی جو عین الفعل ربط پایا
جاتا ہے - پس ثابت ہوا کہ واحد بسیط کہ جو واجب الوجود ذاتاً ہے وہی
سب کا خالق ہے واالصفات واجب تعالے کو جو وہی حکماء عین ذات
واجب تعالے سمجھتے ہین اس بنا فاسد پر اون کے صحیح ہوگا اور وجود
و وجوب کو جو عین ذات واجب الوجود سمجھتے ہین باطل ہو جائیگا اور
اوس ذات واجب الوجود بالذات سے جن جن چیزون کو وہی لوگ

سلب کرتے ہین صحیح نہوگا کیونکہ سلب ایک شئے کا غیر ہوگا دوسری
شئے کے سلب سے کیونکہ ایک سلب کو ہم تصور کرتے ہین تو دوسرے
سلب سے ذہن ہمارا خالی رہتا ہے تو دونون سلبون مین تغائر
حقیقی پایا گیا اور دو سلب کے دو مفہوم مستند طرف دو مسلوب کے
ہین اور دونون مسلوب آپس مین مغائر ہین تو پہر ان دونون مفہوم
کی استناد اس واحد بسیط کے طرف جو ہوگی تو دونون مفہوم یا عین
یا داخل یا خارج ہونگے بہ نسبت ماہیت واجب الوجود کے درصورت خروج
تسلسل اور درصورت دخول ترکیب واجب الوجود کی اور درصورت
عینیت لازم آیگا کہ دو مفہوم کی مغائرت ذات واحد بسیط مین سرایت
کرے اور ایک ماہیت حقیقتہً دو ماہیتین ہوجائین اور حالانکہ بہت
سی چیزون کو ذات واحد بسیط سے خود ان حکما نے مسلوب سمجھا ہے
تو پھر بہت سی چیزین ذات واحد بسیط کے لئے ثابت کیون نہون ۔
اور جب بہت سے صفات کو عین ذات واحد بسیط سمجھا ہے تو ایک
صفت خالقیہ کو باعتبارات چند عین ذات واحد بسیط نہ سمجھنا ترجیح
مرجوح کی راجح پہر ہے *

ان سب تقریرون سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عالم مین سے کوئی
شئے خواہ جمادات سے ہو یا حیوانات سے یا نباتات سے یا معدنیات

وغیرہ معدنیات سے اعم اس سے کہ عنصریات سے ہو یا عناصر سے ہو یا غیر عنصریات سے مثل آفتاب یا ماہتاب و دیگر فلکیات کے خواہ کرسی ہو خواہ عرش ہو یا فرشتہ یا روح وغیرہ ہو کوئی ایک چیز بھی عالم کی واجب الوجود نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ سب ممکنات سے ہین انسان یا فرشتہ یا جن یہ سب ممکنات سے ہین اور حوادث ہین متغیرات ہین اور شئے متغیر و حادث و ممکن و محتاج و معلول و مخلوق اور موجود سے معدوم معدوم سے موجود اور فانی کیونکر ہو سکتا ہے کہ واجب الوجود بالذات و علتہ تامہ موثرہ وغیر متغیر و قدیم و ازلی و سرمدی و ابدی و خالق و غنی علی الاطلاق و موجود دایمی بیک نہج بلا تغیر و باقی غیر فانی ہو کہ اجتماع النقیضین وغیرہ کی قباحتین سب لازم ہو جاتی ہین تو سمجھنا چاہیئے اور یقین کرنا چاہیئے کہ اوسکا کوئی مماثل نہین ہے کیونکہ شریک الباری باطل ہو چکا ہے اور ممتنع الوجود ہے اور اوسکا کوئی قبیلہ نہین ہے اوسکی کوئی قوم نہین ہے کیونکہ جب اوسکا کوئی باپ یا چچا یا ماموں یا بھائی اور یا جورو یا بیٹا بیٹی ہو تو وہ واجب الوجود بالذات نرہیگا ممکن و حادث و متغیر وغیرہ ہو جائیگا اور یہ سب باطل بعقل ہو چکے ہین تو عقیدہ اونکا بھی باطل ہو گیا کہ جو تین خدا کے معتقد ہین بلکہ یہ اون کے نزدیک بھی اعتقاد نہین ہے صرف قول لسانی ہے نہ

عقیدہ دو خدائی ویقین وادعا ان بلکہ اون کے نزدیک مشکوک ہونا بھی نہین ہے کیونکہ جب دو خدا ہونا باطل ہے تو دوسے زیادہ بدرجہ اولیٰ باطل ہے مگر وہ لوگ بدعقلی سے بوقت مناظرہ و دار و گیر ایسا کہتے ہین کہ ہم تین خدا کے قائل نہین ہین تا شریک الباری لازم آئے کہ جو ممتنع الوجود ہے بلکہ تین خدا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر تین خدا کے قائل ہین ایک حضرت مریمؑ - دوسرے حضرت عیسیٰؑ - تیسرے روح القدس یعنی جبرئیل مگر انہی تین خدا اون کا مجموعہ ایک خدائی برحق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مریمؑ و حضرت عیسیٰؑ اور خود خدا یہ تین خدا ہین پھر سب ملکر کے ایک ہی ہے - تو ہم پہلے اوس قوم سے پوچھتے ہین کہ یہ مجموعہ تین کا ایک کلی ہے یا کل ہے اگر کلی ہے تو کلی اپنے افراد کا مجموعہ نہین ہوتا بلکہ مجموعہ کوئی کا کل ہے نہ کلی اور بالفرض اگر کلی ہو تو ضرور کلی منطقی ہوگا نہ کلی طبعی اور نہ کلی عقلی تو ضرور کلی منطقی کا وجود خارج مین نہ ہوگا بلکہ ایک مفہوم ہوگا ذہنًا تو مجموعہ تین کا صرف ذہنی ہوا اور پھر واحد موجود خارجی شخصی ہوگا کہ ہر ایک آپس مین مغائر ہوگا تو چاہئے کہ وہ لوگ یون کہین کہ ایک خدا محض مفہوم اور ذہنی ہے اور حقیقتہً خارج مین تین ایک دوسرے سے مغائر ہے تو ادّعا اون کا کہ ہم بھی موحد ہین غلط ہوا کیونکہ ایک خدا کا وجود خارج

مین محال ہوا شس شریک باری کے محال ہے وجود اوسکا خارج مین اور جب
خدائے واحد کلی ہے تو ممتنع الافراد نہین کہ سکتے کیونکہ تین خدا خارج مین مانے
جا چکے ہین تو شریک البار ی ممتنع الوجود نہوا بلکہ ممکن الوجود ہوا بلکہ واقع
الوجود ہوا تو پہر باری تعالے کی توحید کا ثبوت اور خود اوس کی ذات کا
بھی ثبوت ہو سکیگا اور یہ معلوم ہے کہ حضرت مریم علیہا لسلام فلان
زمانہ مین پیٹ سے پیدا ہوئین اور عمر بہر اپنے تغیرات شخصی کی صفات
مین ہمیشہ ملوث رہین اور ایسا ہی حضرت عیسی علیہ السلام تو معلوم ہوا کہ خدا حادث
ہے اور کئی ہین اور جس خدا کو کلی تم نے کہا وہ بھی حادث ہوگا کیونکہ افراد
اوس کے حادث ہین اور جو حادث پر محمول ہوگا وہ بھی حادث ہوگا اور
تحقق اوسکا ولو ذہنًا ہوا اپنے افراد سے بعد ہوگا تو خدا حادث ہوگا
نہ قدیم حالانکہ تم بہی خدا کو قدیم مانتے ہو یہ اجتماع النقیضین اور اجتماع
ضدا اور تعارض اعتقادات مین ہے - اور اگر تین کے مجموعہ کو واحد
مانتے ہو اس طور پر کہ ایک خدا کل ہے اور تین خدا اوس کے اجزا ہین
تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ یہ تربیع ہوئی نہ تثلیث اور تربیع کو تخمیس لازم
آتی ہے کیونکہ تین خدا علیحدہ علیحدہ اور ایک مجموعہ مرکب لیس چار ہوئے
اور جونکہ وحدت کے بھی قائل ہو تو ان چہ ردن کا مجموعہ ایک خدا
جدا گانہ ہوا اور پہر اسکا مجموعہ بہی کیونکہ وحدت کے قائل ہو تو اسی

طور سے بے انتہا خدا موجود فی الخارج ہونگے اور یہ محال ہے تو تین ہونا
باطل ہے تو دو ہونا بھی باطل ہے تو ایک ہونا ثابت ہوگا اور ایک کے
قائل ہنین تو خدا ہی نہین ہے تمہارے قول کے موافق - علاوہ اس کے
کل کا تحقق بعد اوس کے اجزا کے ہوگا تو حادث ہوگا نہ قدیم اور نیز
اس لئے کہ کل اپنے وجود مین اپنے اجزا کے وجود کا محتاج ہوگا علاوہ
برین جب ایک خدا سے تجاوز روا ہوا عقلاً تو پھر تین ہی پر کیون منحصر
ومقصور رہوا چوتھا اور پانچوان وغیرہ بھی ہو سکتا ہے جس دلیل سے
تثلیت کے قائل ہوئے ہوا وہی دلیل عقلی سے تو تربیع وتخمیس وتسدیس
وغیرہ بھی ہو سکتی ہے یعنی وہی دلیل اجازت دیتی ہے چوتھی اور پانچوین
اور چھٹے خدا کے خدائی کو بھی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہ عقلاً
باطل ہے - علاوہ برین کل اور چیز ہے اور اوسکے اجزا اور چیز ہین
ہین جز وعین کل نہین ہوتا ورنہ اجزا نرہینگے سرکہ عین سکنجبین نہین ہے
سکنجبین عین شہد عین سرکہ نہین ہے سرکہ پر سکنجبین کا اطلاق غلط ہے تو جزو
خدا پر خدا کا اطلاق کیونکر ہوگا - جو چیز اپنے غیر سے متحد اور عین
غیر کا ہو تو وہ غیر غیر نہوگا تو حضرت عیسیٰ عم عیسیٰ عم نہین ہین مریم عم مریم عم
نہین ہین - ہان یون کہو کہ واقعاً اور نفس الامر مین نہ عیسیٰ عم عیسیٰ عم
ہین اور نہ مریم عم مریم عم نہ عیسیٰ عم مریم عم کے شکم سے پیدا ہوئے نہ یہ اون کے

فرزند نہ وہ اونکی ماں ہین نہ جبرئیلؑ جبرئیلؑ ہین بلکہ یہ تینون ایک ہی
ہین ذاتًا تغائر ہرگز ان مین نہین ہے بلکہ حقیقتہ ایک شئے کو ہم تین
فرض کرتے ہین یعنی کچھ اگر فرق ہے تو اعتباری باعتبار معتبر ہے یعنی اتحاد
ذاتی اور فرق اعتباری ہے اور عیسیٰؑ کو پیغمبر نکہو اور خدا کا بیٹا نجانو
اور مریمؑ کو کسی کی بیٹی نکہو اور تین کا لفظ نکہو کہ تین محض فرضی ہے
حالانکہ یہ اعتقاد تمہارے مذہب کے خلاف ہے آور یایہ کہ تینون کو
ایک نکہو بلکہ ایک ہی کہو ایک کو تین نکہو اور خدا کو مرکب نکہو مجموعہ
تین کا نکہو علاوہ اس کے اتحاد ذاتی اور فرق اعتباری کہ جو تمہارے
عقیدہ کے بھی خلاف ہے اگر مان لیا جائے تو تین مفروض الوجود
کی تخصیص بلامخصص ہے اور بلا مرجح ہے اور دعوے محض بلا دلیل ہے تو
چاہیئے کہ تمام عالم کو عین واجب تعالے سمجھو اپنے کو بھی خدا سمجھو یا
خدا کا بیٹا جانو اور عین کہو کیونکہ تین کے لئے کوئی وجہ تخصیص کیا
اور کوئی دلیل تمہارے پاس نہین ہے اپنے مین بھی فرق اعتباری
جانو بلکہ تمام عالم کے لئے آپس مین فرق اعتباری و فرضی ماننا پڑیگا
تو خدا خالقیت و مخلوقیت کو باطل جانو تقدم و تاخر کو بھی از روے
عقل کے محال سمجھو بلکہ لازم آئیگا کہ مطلق لفظ تقدم و تاخر ہی کوئی
چیز نہین ہے الا باعتبار معتبر و فرض فارض اور معتبر خود بھی اعتبا

ہوگا تو حقیقتہً اعتبار و فرض ہی کوئی چیز ہوگی پہر اس مین ہزارون قباحتین ظاہر ہین از روے تمہاری عقل کے بھی بلکہ عقل بھی کوئی چیز نہین بلکہ کوئی شئے شئے نہین پس ضرور سوفسطائی بنا پڑیگا کہ سب وہم ہے تو اسکو جنون کہنا عنوان کتاب کی تقریر سے ثابت ہے - اور دوسرا مذہب یعنی عیسیٰ اور حضرت مریم اور خود خدا نہ حضرت روح القدس یہ تینون ملکے ایک ہی ہین تو اس مذہب پر بھی وہی اعتراضات اور شبہات وارد ہون گے اب ایسے دونون فرقون سے بر سبیل اجمال یہ کہتا ہون کہ معدودات مین جب یہ کہتے ہو کہ ایک ہی ہے اور تین بھی ہین یعنی تغائر ذاتی ہے تینون مین اور اتحاد اعتباری یا اتحاد ذاتی اور فرق اعتباری اول تمہارے مذہب کے خلاف ہے اور ثانی تمہارے موافق ہے اگر اول کو اختیار کرتے ہو تو کسی طرح سے تم اپنے کو موحد نہین کہ سکتے کہ صریح البطلان ہے اور کئی خدا کا علیحدہ علیحدہ ہونا عقلاً باطل ہے اور ثانی صورت مین کہ جو تمہارے موافق ہے بلا دلیل و بے بینہ و برہان کے تو توحید اور تثلیث مین بھی فرق اعتباری ہوگا تو توحید و تخمیس و اسدیس وغیرہ سب ہی ایک ہو جاتے ہین اور نہین تو تخصیص بلا مخصص و ترجیح بلا مرجح خود اعداد مین بھی لازم آئیگی یعنی کیا وجہ ہے کہ توحید عین تثلیث ہو اور توحید یا تثلیث عین تربیع یا تخمیس

ہوا اسپر کیا دلیل ہے محض دعوے عینیت تثلیث و توحید کا نہ مسموع عقلا ہوگا اور نہ خود تمہاری عقل سبات کو قبول کرتی ہے تو ضرورت تمکو پھر یون کہنا چاہیئے کہ تغائر تینون مین بالکل صریحی ہے من جمیع الجہات ہان اتحاد ذاتی کو محض ذہن نے فرض کرلیا ہے مثل اس کے کہ فرض کرد محال کو اور چار دونا پانچ کو محض فرض کرسکتے ہو تو یہی مطلوب ہے کہ تم اپنے کو موحد کسی عنوان سے نہین کہہ سکتے ہو کہ تین خدا علحدہ علحدہ ہین صراحتہً اور یہ عقیدہ باطل ہوچکا کہ خدا ایک ہی ہے نہ دو لیس زیادہ بدرجہ اولے باطل ہے اگر تین مین اتحاد ذاتاً ثابتی ہو تو اتحاد ذاتی نہین کہہ سکتے ہو بلکہ فرق حقیقی اور اتحاد اعتباری کہو کیونکہ تم خود ہی جانتے ہو کہ مریمؑ عین عیسےؑ نہین حضرت عیسےؑ خود ہی اپنے پیٹ سے پیدا نہین ہوئے یہ اور ہین وہ اور ہین یہ اور جسم اُنکی ولادت اور طور سے اونکی ولادت اور طرح سے انکی عمر و سرپی وُنکی عمر و سری ماں اور بیٹا ایک ہی نہین ہے بیب و سرلی شیرخوار و شیر دہندہ وغیرہ یہ سب ایک ہی شئے نہین ہے اور نہین تو یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب حضرت عیسےؑ کو دار پر اپنے زعم مین تم نے شہید کیا تو تینون شہید ہوگئے تو یون کہو کہ ہم نے مریم کو شہید کیا یہ کیون نہین کہتے ہو کہ مریمؑ کو شہید نہین کیا بلکہ عیسےؑ کو شہید کیا بلکہ

یون کہو کہ خدا کو شہید کر ڈالا پس تمہاری ہی اعتقاد یا قول سے
تمہارے خلاف اعتقاد لازم آیا اور توحید عین تثلیث ہو گی جیسا کہ
عین تسدیس و تسبیع نہین ہو سکتی اور ایک کو تین کہنا یا بالعکس
تمہاری عقل کے بھی خلاف ہے اور اعتقاد و یقین کو موافق عقل
کے ہونا چاہیئے خلاف عقل کا یقین نہین ہو سکتا چار دونا پانچ کا
یقین نہین ہوتا بلکہ شک و ظن بھی نہین ہوتا تو لازم آیا کہ تمہارا اعتقاد
تمہارے اعتقاد کے خلاف ہے پس یہ اعتقاد نہین ہے کوئی اور شئے
ہے یعنی محال کو ذہن مین فرض کرتے ہو پس فرضی شئے ہوئی اسکو تم
خود بھی یقین و اعتقاد نہین کہ سکتے ہو حتی کہ ظن و گمان بھی اسکو تم نہین
کہ سکتے ہو تو یہ مذہب مذہب نہوا تمہاری عقل مین بھی اس لئے کہ تم
خود ہی قائل ہو اس بات کے کہ یہ مسئلہ نہ ہم پر منکشف ہوا اور نہ غیر پر
نہ ہم اسپر یقین کر سکتے اس بات پر اور نہ کسیکو یہ مسئلہ ہم سمجھا سکتے ہین
یہ مسئلہ سمجھنے اور سمجھانے کے قابل نہین ہے مگر ہان بعینہ یہی مسئلہ
آخرت مین سمجھ مین آ جائیگا اگر معاد کے اوپر یقین ہو تو اس تقریر کی
رو سے تم خود ہی اپنے اعتقاد کے منکر ہو اور گفتگو ہے یہان کے
اعتقاد مین نہ وہان کے اور معتبر یہان کا اعتقاد و مذہب ہے نہ وہان کا
تکلیف معرفت و عبادت کی یہان ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ قلت حقیقی

ہین کثرت حقیقی کیسی اور کثرت ذاتی مین وحدت ذاتی کیا چیز ہے والا کثیر کثیر رہیگا قلیل قلیل نہین کہ ایک شئے مین اجتماع وحدت وکثرت حقیقتین ہر بجہ بہی محال اور باطل اور لغو جانتا ہے اس کے سوا ہم پوچھتے ہین کہ خدا کو تم مجسم نہین کہتے ہو تو پہر یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ تو مجسم ہین تو مجسم کو غیر مجسم کیونکر کہتے ہو اور اگر حضرت عیسیٰ جزو خدا کے ہین تو غیر مجسم کا جزو مجسم کیونکر ہوگا اور اگر نفس حضرت عیسیٰ کو سوائے بدن کے خدا جانتے ہو تو جزو غیر مجسم کا محتاج جسم کا ہوا اور جسم مین حلول کر گیا تو خدا جو کل ہے وہ ناقص و حادث و ممکن ہوگیا کیونکہ جسکا جزو حادث ہے وہ کل بہی حادث ہے یا یہ کہ جسم کو حادث اور متغیر نکہو اور جسم کو ایک جہت مین نکہو اور یہ سب باطل ہین ما سوا اس کے جب جزو عین کل کا ہو تو جیسا کل مرکب ہے اجزا سے تو ہر ہر جزو بہی مرکب ہوگا انہین اجزا سے کہ منجملہ ان کے ایک جزو خود کل بہی ہوگا بلکہ ہر ایک جزو خود اپنے سے اور غیر سے مرکب ہوگا تو یہ عقیدہ ضرور دور و تسلسل کے کانٹون مین اولجھہ کر رہجائیگا اور دور و تسلسل محال ہے عقلاً تو یہ عقیدہ اعتقاد محال کا ہوگا تو عقیدہ مثل اس اعتقاد کے ہوگا کہ چار دونا پانچ ہے اور پانچ ڈیوڑہے دو ہے اور ایک دونا ساڑہے بیالیس ہے اور بعضے اہل تثلیث یون سمجہاتے ہین

کہ جس طرح سے انسان تین چیزون سے مرکب ہے ایک جسم دوسرے
روح تیسرے حیات اور با وجود تثلیث کے ایک ہے اسیطرح سے
خدا تین ملکر کے ایک ہے یعنی باپ بیٹا روح القدس یہ تینون
ملکر ایک خدا ہے انتہیٰ تو ہر ہر واحد جیسا کہ انسان نہین ہے اور
ملکر کے انسان ہے ویسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہین اور روح القدس
خدا نہین پس اجزائے غیر خدائی سے خدا ہو گیا تو حادث ہوگا
مثل انسان کے اور یہ بھی اس تقریر کنندہ نے خیال نہ کیا کہ جسکو
باپ کہتے ہین وہ اگر خدا ہے جیسا کہ کہتے ہین کہ عیسیٰ عم خدا کا بیٹا ہے
تو یا وہ خدا کامل ہے یا ناقص اگر ناقص ہے تو اس خدائے ناقص
کے وہ خود بھی قابل نہین ہین اور ناقص محتاج ہوگا غیر کا اور
محتاج کو وہ لوگ بھی خدا نہین جانتے اور اگر کامل ہے تو خدا اُسے
کامل پہلے سے ہوا و پھر تین ملکر کے پھر وہی ایک خدائے کامل
ہے تو ملنے سے کیا حاصل ہوا اور اگر کوئی کمال اس ملنے سے
حاصل ہوا تو وہ خدا کامل نہ تھا اور اگر کامل تھا تو غیرون سے
مرکب ہوا اور اپنے سے ملکر کے خدا ہونا زیادہ افحش ہے دوسرے
یہ کہ مرکب ناقص ہوتا ہے اور محتاج غیر کا تو جب تین ملکر کے ایک
ہوگا پھر بھی ناقص رہیگا کیونکہ مرکب ناقص سے ناقص ہوتا ہے

اور اپنے وجود اجزا کیطرف احتیاج مرکب کو باقی رہتی ہے بعد مرکب
ہونے کے بھی اور چند کملار سے ملکے ایک کامل بھی مرکب نہوسکیگا
کیونکہ شئے کامل من جمیع الجہات مرکب نہوسکیگی ایک کو دوسرے
سے ربط نہوگا پہر مرکب نہوگا اور اگر مرکب بالفرض ہو تو حادث ہوگا قدیم نہوگا
حالانکہ تم خود ہی قدیم مانتے ہو اور انسان کے تین اجزا جو تم نے
کہا اگر ان تینون مین سے ایک الگ ہو جائے تو باقی بیکار رہ
جائیگا مثلاً اگر حیات نہو تو بدن خاک ہے اور بدن نہو تو روح
بیکار ہے اور روح نہو تو بدن و حیات فاسد ہے پس اگر خدا تینون
سے مرکب ہے اور بیٹے کا جزو اوس مرکب سے الگ ہو کر دنیا
مین آدمی بنکر بود و باش کرے تو وہ دونون اجزا بیکار ہو جائینگے
عیسیٰ ع جب مار ڈالا جائے یا ہمیشہ چوتھے آسمان پر بٹھلا دیا جائے
اور جب بیٹا باپ سے بالفرض جا ملے اور روح کی فرد الگ ہو کر کے
دنیا پر ظاہر ہو تو وہ بیچارے باپ بیٹے بے روح کے معطل و بیکار
و فاسد ہو جائینگے اور ناقص و معزول و محتاج غیر کے ہونگے اور
توحید بہی بالکل اوڑ گئی پہر موحد اپنے کو نکہو شرک مین کون سا ذرہ
باقی رہا حالانکہ اپنے کو موحد غیر کو مشرک کہتے ہو - پس چارہ نہین
بجز اس کے کہ کہو کہ ہم جہل آبائی کے پنجہ مین یا پادریون کے

بولیت مشکل چالونکی تقلید مصلحتی کے پہندے مین یا اجماع مصلحتی کے
قابو مین اب تو پہنس چکے ڈالا سچ پوچھو تو ہماری کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ
خدا کیا اور بندہ کیا اور خالقیت کیا شئے اور مخلوقیت کیا خیر اعتقاد
و یقین کیا شئے ہے ہم کچھ بھی نہین سمجھتے ہین عقل اور عقل سے کام لینا
وغیرہ سب اوہام ہین یا کیا یا محض لسانی جمع خرچ ہے وغیر ذالک ہم
کچھ نہین جانتے ہین سوائے اس کہنے کے تمہین کوئی چارہ نہین کیونکہ
واقعًا یہ تمہارا کہنا بہت سچ ہے کہ کچھ بھی تمنے نہین سمجھا پس اگر خود تم
سوچو تو معلوم ہو جائیگا کہ سوفسطائی بننا پڑیگا اور وہ اعلی درجہ کا
جنون ثابت ہو چکا تو ضرور یہ سوچنا تمہارا تمکو انسانیت و ہوش و
حواس کیطرف پالیگا اور نہین سوچوگے تو سوفسطائی بنے بنائے خیالی ہو
تو چارہ نہین بجز اس کے کہ ایک خدا کے معتقد ہو کے یقین کرکے پابندی
اوس کے احکام کی کرو اور آزادی لایعنی کو لغو سمجھو کہ تمام دین و دنیا کا
اسی پر اعتبار ہے دیگر ہیچ و بس - یہان تک بعقل ثابت ہوگیا کہ معبود
برحق ایک ہی ہے اور اوس کے احکام برحق ہین اور شروع کتاب سے
یہان تک بلکہ آخر تک صرف یہی ثابت کرنا تھا اور ہے سوا اسی ایک
امر کے اور کوئی مقصود نہین ہے پس تتمہ بیان کو خاتمہ مین سمجھنا چاہیے *

تمت

جاننا چاہئیے کہ جس شخص کو یا جس جمعیت کو بعقل پہچانا ہو اوسکی تصدیق عقل سے کی ہو عام اس سے کہ اوس شخص یا جمع کثیر تک ہم پہونچے ہون یا نہ پہونچے ہون مثلاً خبر متواتر دیا دیگر قرائین عقلیہ و نقلیہ سے پہچانا ہو یا بذریعہ اسکے کہ واجب الوجود تعالیٰ شانہ کو بعقل پہچان چکے ہین تو اوسکی گواہی اور حکم سے اور یا ان طریقون سے کہ ہم افعال حسنہ ہین سب مخلوقات سے اوس شخص کو یا جمع کثیر کو اچھا پاتے ہین اور علم وشجاعت وسخاوت و علم و قوت و عقل و تہذیب النفس و تدبیر منزل و سیاست مدن وغیرہ مین سب سے بہتر پاتے ہین اور قادر تین اوس سے ایسی دیکھتے ہین اور بحد متواتر جانتے اور سنتے ہین کہ یقین ہوجاتا ہے کہ یہ قدر خدائی ہین اللہ کے فعل اس کے ہاتھون جاری ہوتے ہین و الا محض بشر سے تو ایسے ایسے کام نہین ہوسکتے تو یہ شخص بیشک خدا کیطرف سے ہے اور از ین قبیل سامان یقین کا اوس شخص کے ساتھ ہوجاتا ہے تو ایسے کا فرمان واجب الاذعان کہ حقیقتاً واجب الوجود کا حکم ہمارے لئے دلیل ہے ہمارے دعوے کے علم کو یعنی یقین یا ظن جیسا موقع ہو حاصل ہمکو ہوجاتا ہے اس امر مین کہ یہ یون ہی یہ ایسا ہے تو ایسی دلیل کو دلیل نقلی سمجھنا چاہئیے اگر وہ اچھا ہے تو دلیل نقلی صحیح اور اگر وہ برا ہے تو خدا کیطرف سے نہین ہے تو اگر موافق کسی دلیل نقلی صحیح کے نہین ہے

تو ایسی دلیل نقلی غلط ہے صحیح نہین ہے پس ایسی دلیل صحیح عقلی بھی
ہے اور نقلی بھی ہے کیونکہ ہم تک بذریعہ نقل قول پہونچا ہے - اور
جنہون نے بالمشافہ پیغمبر وقت سے سنا کہ خدا ایسا فرماتا ہے وہ بھی
دلیل نقلی ہے ہان اگر خود پیغمبر نے ہمکو ایک حکم فرمایا اگرچہ وہ حکم بحکم
خدا ہے مگر ہمکو بطور اپنے حکم کے فرمایا ہو کہ تم ایسا کرو تو یہ حکم ہمارے
لئے کہ بدون ذریعہ نقل کے ہم نے خود سنا ہو دلیل نقلی نہین ہے
آیندہ بذریعہ نقل کے دلیل نقلی کہلائیگی اور سابق مین ہم کہہ چکے ہین کہ
دلیل نقلی بھی دلیل عقلی ہے کیونکہ بذریعۂ عقل کے دلیل کے مقدمات کو
یعنی دلیل کے جاونکو سمجھا ہے اور فرمانے والے اور ذرائع نقل کنندہ
گان کو بعقل پہچانا ہے یعنی جو دلیل عقلی و نقلی سے مرکب ہو وہ عقلی
ہے اور دلیل نقلی کی یہی حالت ہے کہ عقل کو بھی اوس مین پورا دخل
ہے مگر دلیل عقلی محض سے حاصل نہین ہوتا مگر یقین دعوے اور
دلیل نقلی سے کبھی یقین اور کبھی ظن یعنی گمان قوی حاصل ہوتا ہے -
اس لئے بعضے دلیل نقلی مفید ظن کو دلیل نہین کہتے بلکہ ایسی دلیل کو
امارہ کہتے ہین تو جب دلیل نقلی سے یقین بھی حاصل ہوتا ہے اور
گمان قوی بھی تو اس لئے اب اثبات واجب تعالے اور اوسکی توحید
مین کچھ دلائل نقلیہ بھی سمجھنا چاہیئے زیادتی اطمینان قلب کے لئے

اور ضمناً اوس کے صفات بھی معلوم ہون گے مثل خالقیت و رازقیت
وعلم وقدرت وغیرہ کے *

قال اللہ تعالےٰ فی الحدیث القدسی * انی کنت کنزاً مخفیاً
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکے اعرف * یعنی مین ظاہر نتھا
کسی پر کیونکہ کوئی خلقت نہ تھی تو چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤن اس لئے
مین نے خلقت پیدا کی معرفت کے لئے *

قال اللہ تبارک وتعالیٰ * ما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون * یعنی نہین پیدا کیا ہم نے جن وانس کو مگر صرف اسی لئے
لئے کہ معرفتہ خالقیت ومخلوقیت کی حاصل کرین اور اپنے کو تابع و
بندہ ومخلوق واطاعت کنندہ سمجھین اور خالق کو مالک وسلطان و
حاکم ومتبوع اور رب اپنا سمجھین اس آیہ کریمہ مین لیعبدون
بمعنی یعرفون ولیطیعون کے عام ہے کیونکہ عبادت بے معرفتہ کے
نہین ہوتی ہے معرفت سے عبادت ہوتی ہے اور معرفت خود عبادت
ہے اس آیت کے مطلب کے بیان مین بہت بسط وطول ہو سکتا ہے مگر
سمجھنے کے لئے اسیقدر کفایت کرتا ہے کہ اصل خلقت ذوی العقول
کی اسی معرفت وعلم وتعقل کے لئے ہے جسکو بصیرت نہین وہ دیوار و
درخت سا ہے حدیث ہے کہ اول الدین معرفتہ دین کی ابتدا

معرفت و شناخت ہے کہ ہم کون ہین اور ہمارا خالق و منعم کون ہے اور
کیون یہان آئے کیا کرنا چاہئے مثلاً - پس معرفتہ و اطاعتہ عقلی چیز
ہے بے عقل کے نہ معرفت ہوتی ہے نہ عبادت و اطاعت اسی لئے
عقل کی تعریف قرآن و احادیث مین بکثرت ہے کیونکہ کل معاش و معاد کا
مدار عقل ہی پر ہے حدیث مین ہے کہ ان للہ علی الناس حجتین حجۃ
ظاہرۃ و حجۃ باطنۃ فاما الظاہرۃ فالرسل و الانبیاء
و الائمۃ اما الباطنۃ فالعقول یعنی خداوند عالم نے دو دلیلین
ہر شخص کو دی ہین ایک دلیل ظاہری اور ایک دلیل باطنی - دلیل
باطنی اوس شخص کی عقل ہے اور دلیل ظاہری اوس کے لئے اوسکے پیغمبر
ہین اور پیغمبر کے نائبین ہین پس عقل ہر شخص کی گویا اوس کے لئے پیغمبر
باطنی ہے حدیث شریف وارد ہے کہ من کان عاقلاً کان لہ دین و من کان
لہ دین دخل الجنۃ - یعنی جو عاقل ہے وہ دیندار ہے اور دیندار
داخل بہشت ہوگا یعنی جو عقل و علم و یقین کہ حق تعالے کے نزدیک
معتبر اور پسندیدہ ہے یعنی عقل شیطانی و مکر و فریب ہو کہ جسکو عوام
بے دین عقل سمجھتے ہین تو ایسا عقل والا کہ حقیقتہً یہی عقل ہے و لیس
بہشتی ہے ایسون ہی کو عقل و فہم دین و دنیا کی ہے - اور دوسری
حدیث مین ہے کہ ان اللہ تبارک و تعالی الحجج للناس الحجج

بالعقول ونصر النبيين بالبيان ودلهم على ربوبيته بالادلة
یعنی خداوند تعالے نے آدمیون کے لئے دلائل عقلیہ کو کامل کر دیا ہے
اور پیغمبرونکو اون دلیلون کے بیان کے لئے مدد دی ہے اور اپنی
خدائی کے ثبوت مین اونکو دلیلین بتلائی ہین جیسا کہ اکثر جا آیات قرآنی
سے ظاہر ہے کہ اون آیات کا ذکر عنقریب آیگا اور حدیث ہے کہ ان
لقمان قال لابنه تواضع للحق تکن اعقل وان الکیس لدی
الحق یسیر یا بنی ان الدنیا بحر عمیق قد غرق فیها عالم کثیر
فلتکن سفینتک فیها تقوی الله وحشوها الایمان وشرا
عها التوکل وقیمها العقل ودلیلها العلم وسکانها الصبر۔
بتحقیق کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تم خدائے
برحق کی بندگی و فرمان برداری و عاجزی بجالاؤ تو تم بڑے عقلمند ہوگے
بتحقیق کہ خدا تعالے کے نزدیک عقل کا عطا کرنا سہل اور آسان ہے
اے بیٹے دنیا دریائے زخار ہے کہ اس دریائے ضلالت مین بہت لوگ
غرق ہوگئے پس چاہئے کہ اس دریا مین تمہاری کشتی پرہیزگاری کی ہو
کہ ایمان سے بھری ہوئی ہو اور اوس کشتی کے پردے بھروسا اوپر خدا پر
اور اوس کشتی کا راہ بتلانے والا علم اور اوسکا سکان صبر و رضا ہو مگر
اوسکا معلم و کپتان عقل کو ہونا چاہیئے ۞

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ما قسم اللہ للعباد شیئاً افضل من العقل فنوم العاقل افضل من سھر الجاھل و اقامۃ العاقل افضل من شخوص الجاھل * فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کہ خدا وند عالمیان نے اپنے بندوں کے حصہ میں کوئی چیز عقل سے بڑھ کے اشرف و افضل مرحمت نہیں فرمائی ہے پس صاحب عقل کی نیند بھی افضل ہے جاہل کے جاگنے سے یعنی عاقل کے اعمال و افعال جاہل کے اعمال و افعال سے کہیں بہتر ہیں ۔ عبادۃ جاہل من غیر علم * کقرطاس تراہ بلا کتاب ۔ اور اسی کے ہم مطلب وہ حدیثیں بھی ہیں کہ جنکا ترجمہ یہ ہے کہ نیند عالم کی جاہل عابد کی عبادت سے افضل ہے اور جنکا ترجمہ یہ ہے کہ علما کی سیاہی یعنی روشنائی لکھنے کی شہداے غیر عالم کے خون سے افضل ہے اور بعضے احادیث سے مساوات روشنائی اور خون کی ثابت ہے اور عقل وہی عقل ہے کہ جو دین کے موافق ہو پس عاقل اور عالم یعنی عاقل و عالم دیندار ہے نہ غیر اور حدیث میں وارد ہے کہ حجۃ اللہ علی العباد النبی و الحجۃ فیما بین العباد و بین اللہ العقل * خدا کیطرف سے دلیل بندوں پر وجود پیغمبر کا ہے اور خداوند کریم اور بندوں کے درمیان بندوں کے عقل دلیل ہے اور یوں

وارد ہے العقل دلیل المؤمن ایمان دار کے لئے اوسکی عقل دلیل
ہے اور یونہی ہے دعامۃ الانسان العقل والعقل منہ الفطنۃ
والفہم والحفظ والحلم وبالعقل یکمل وھو دلیلہ ومبصرہ
ومفتاح امرہ فاذا کان تائید عقلہ من النور کان عالما
حافظا ذاکرا فطنا فہما فعلم بذلک کیف ولم وحیث ومن
من نطحہ ومن غشہ فاذا عرف ذلک عرف مجراہ
وموصولہ ومفصولہ واخلص الوحدانیۃ للہ و
الاقرار بالطاعۃ فاذا فعل ذلک کان مستدرکا لما فات وواردا علی ما ھو آت
ویعرف ما ھو فیہ ولای شیء ھو ھہنا ومن این یاتیہ والی ما ھو صائر وذلک کلہ من
تائید العقل * انسان کے خانہ انسانیت کے لئے رکن وستون
عقل ہے عقل ہی سے فہم وفطانت وفراست اور یاد آوری
اور مضبوط کرتا ہے اور عقل سے حلم ہے عقل ہی سے انسان
کامل ہوتا ہے عقل اوس کے لئے راہنما ہے اور بینا کرنے والی
ہے اور انسان کے امور مشکلہ کے لئے عقل کنجی ہے پس جب عقل کو
خدا کی طرف سے تائید ہوتی ہے تو انسان ذی علم اور یاد آور خدا کا
اور صاحب فہم وفراست وذکاء ہو جاتا ہے تو پھر انجام وآغاز ومآل کو
سمجھنے لگتا ہے۔

اور اپنی خلقت اور غرض خلقت اور عیوب کا
اور محاسن اعمال وغیرہ کو سمجھتا ہے تو پھر سمجھتا ہے کہ کہان سے اور
کیون اور کہان اور کیونکر آنا ہوا کہان جانا ہے اور خالق کو اور
اوس کے علت ہونے کو اور اوس کے واجب الوجود ہونے کو
اور ایک اور یکتا و بے مثل ہونے کو اور اوس کے معبود برحق
ہونے کو سمجھیگا تو جو امور اوس سے عمل مین نہین آئے ہین اوسکو
عمل مین لائیگا اوسکی اصلاح کریگا اور جو چیزین اوسکو پیش ہونگی اونکی
بھلائی اور برائی کو جانیگا اور ازین قبیل اور یہ سب چیزین عقل ہی
سے حاصل ہوتی ہین اور ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر
جو شرف ہے محتاج بیان نہین ہے اور انسان ذوی العقول
مین اگر عقل و علم نہین ہے تو انسانیت و مردمی بھی نہین اوسکا
شمار بہائم مین یا جمادات وغیرہ مین ہے *

اور عقل ایک ایسی شئے ہے کہ جسکا ثبوت اور اوسکی افضلیت
فلاسفہ اور کلام حکما و قرآن و احادیث سے بہت طرح سے ثابت ہے
بلکہ ہر فرق و ملل مین فضیلت عقل کی مدلل و مسلم ہے اس طرح سے
کہ ہر انسان اپنے کل امور کا مدار عقل ہی کو سمجھتا ہے اگر عقل نہین تو
کل امور دینی و دنیادی اوس کے ہیچ و پوچ ہین - اور جاننا چاہیے

جسکو عقل ہے اوسی مقدار اوسکو علم ہے جسکو علم ہے اوسی قدر اوسکو
عقل ہے اگر عقل نہین ہے تو اوسکو علم نہین ہے اگر علم نہین ہے تو
اوسکو عقل ہی نہین ہے دونون لازم ملزوم ہین اسی لئے دونو مترادف
کہی جاتے ہین عقل ناجائز و عقل شرو مکر عقل نہین ہے مکر و خدعہ
وجہل و شیطنت ہے خدا اسکی مذمت کرتا ہے اور مطلق عقل کی
ثناء و صفت کرتا ہے ممدوح شئی کی مذمت حکیم علی الاطلاق سے
خلاف عقل ہے جہل کو عقل سے کیا سروکار عقل کو جہل سے مبائنت
کلیہ ہے عقل و نقل سے یہ امر مبرہن و آشکار ہے عقل سے تمیز حق
و باطل مین ہوتی ہے اور جب کسی جاہل نے شیطنت اور شرو
فساد اپنی برطے فن و فریب سے اور عجائب خدع و مکر سے کیا
تو عوام الناس کہتے ہین کہ وہ ایک بڑا عاقل ہے وہ ایک بڑا
لایق شخص ہے محض غلط فہمی عوام کی ہے اور محض خلاف عقل
و نقل ہے کیونکہ اوس نے حق کو نہین پہچانا حق کو باطل سے جدا
نہین کیا تو خلاف عقل عمل مین لایا اس خلاف عقل کو عین عقل
جاننا جہل کو علم جاننا ہے اور بیان سے ابطال اون لوگون کا
بھی ہوا کہ جو لوگ عقل و جہل کو کچھہ سمجھے نہین ہین اور بے سمجھے
محض بے خیالی سے عالم کے معنی یون سمجھے ہین کہ جو شخص اپنے

طور پر وضو کرنا سیکھ لے اور مسجدون ہی تک اوس کی دوڑ ہو اور جہاں غربا و مساکین کو پکڑ پکڑ کے مسجد مین لائے اور وضو اور فاتحہ سکھلائے اور کلمہ اور نماز سکھلائے اور سوائے اس کے کچھہ نہ جانتا ہو اور بڑا عالم وہ ہے کہ نماز اور کلمہ کے الفاظ کو اپنے طور پر صحیح بول سکتا ہو و بس - اور عاقل وہ ہے کہ دنیا کو خوب حاصل کرے یا حاصل کرنے مین شب و روز متفکر اور کوشان رہے ہزارون فن و فریب و مکر سے اور کیادی و دغا بازی واقعہ پردازی اور غصب و دزدی و مغالطہ دہی و فتنہ و فساد بیدینی وغیرہ سے حصول دنیا مین منہمک رہے عام اس سے کہ دنیا حاصل ہو یا نہ ہو مگر امور مذکورہ معلومہ مین طاق ہو اور بظاہر اپنے کو انواع مکر سے نہایت خلیق و خوش ادب اور مہذب و متین ظاہری دیکھلائے اور اپنے ہم مذاق مین ایک لایق شخص کہلائے اور علوم سے مطلقاً بے بہرہ ہو مگر اولٹی پلٹی تقریر بے سر و پا کہے با صطلاحات علوم سماعیہ کہ جو محض بے ربط و پریشان چند بہ اصطلاحین ہون اور اگر بہت بڑا ایک لایق شخص ہے - اپنے ہم مذاقون مین تو دین مین کچھہ تمسخر بہی کرتا ہو اور رائے زنی ہی دین مین کچھہ کرتا ہو اور اگر اس سے بہی افضل و اعلے اپنے لوگون مین ہو

تو قانون مصنوعی خلاف شرع کو بھی جانتا ہے اور کچھہ اپنی طرف سے
حسن کلام کے لئے ذیل تقریر مین رٹو مین بول جاتا ہے تو ایسے لوگ جو
لایق شخص کہلاتے ہین ایسی ہی سمجھہ کی بنا پر بناے فاسد بر فاسد کرتے
ہین اور اپنی اپنی صحبتون مین بہت فصاحت کے ساتھہ کسی جاہل عجم سے
سنی سنائی کہا کرتے ہین کہ واہ سبحان اللہ ملا شدن چہ آسان دمردم شدن
چہ مشکل یعنی بہت تعجب سے کہتے ہین کہ عالم ہوجانا کسقدر سہل و آسان
ہے کہ جو چاہے عالم ہو سکتا ہے مگر انسان عاقل ہونا اللہ اکبر کسقدر
مشکل و دشوار ہے کہ جو چاہے عاقل ہونا تو نہین ہو سکتا ہے حالانکہ عالم
نہین ہے مگر عاقل عاقل نہین ہے مگر عالم اگر بالفرض عالم ہو مگر عاقل نہو تو
وہ حقیقتہً عالم ہی نہین ہے اور اگر عاقل ہو مگر عالم نہو تو وہ حقیقتہ عاقل ہی
نہین ہے تو اس فقرہ مرقومہ کے یہ معنی ہوئے کہ عالم شدن چہ آسان
و عالم شدن چہ مشکل یا عاقل شدن چہ آسان و عاقل شدن چہ مشکل تو سلب
شئے عن نفسہ ہوا یا آسانی و دشواری دو نقیض کا اجتماع یکجا ہوا اور
یہ سب محال ہین عالم ہونا آسان نہین یعنی عاقل ہونا اور عاقل ہونا سہل
نہین یعنی عالم ہونا یہ بات کسکی سمجھہ مین آتی ہے کہ کوئی شخص بڑا عالم ہو
یعنی عقل اوسکو کچھہ بھی نہو یعنی جاہل ہو یا بڑا عاقل ہو مگر علم اوسکو
کچھہ بھی نہو محض جاہل ہو یعنی غیر عاقل ہو عقل و فہم و فراست

وذکاوت وفطانت وکیاست وتعقل یہ سب علم سے تعلق رکھتے ہین نہ جہل ونادانی سے اور یہ امر کسقدر ظاہر ترہے کہ دین کی بنا رمحض عقل ہی پر ہے چنانچہ یہ امر آغاز کتاب سے بھی ظاہر ہوتا چلا آیا ہے تو جو حضرات کہ دین پر اپنی اپنی صحبتون مین اعتراض کرتے ہین وہ لوگ محض عقل ہی پر اعتراض کرتے ہین اور عقل پر اعتراض کرکے عاقل کہلاتے ہین جسقدر زیادہ اعتراضات عقل پر کرتے ہین اوسی قدر زیادہ عاقل ودانشمند کہلاتے ہین ہذا شئے عجاب ای واسے برین عقل فرضی مشہوری اور اس قسم کے عاقل لوگ نہ یہ کہ اپنی صحبتون ہی مین اعتراضات کرتے ہین بلکہ جرائت اور جیا اس قدر رکھتے ہین کہ عقل کے باطل کرنے مین کتابین تالیف کرتے ہین اور تمام شایع بھی کرتے ہین چنانچہ کچھہ کتابین ایسی بھی دیکھی گئی ہین کہ از اول کتاب تا آخر کتاب اگرچہ محض مسلمانون کی عقل و دانش کی تعریفین کی ہیں مگر دین و مذہب کی پابندی کو معیوب بھی لکھا ہے اور بندگی واطاعت سے خارج ہونے کو اور آزادی کو بہت ممدوح جانا ہے از روے عقل و بلا دلیل اپنی عقل سے عقل کو باطل کیا ہے اپنی سمجھہ کے موافق مگر دلیل ندارد اور پابندی کی تعریفون مین آزادی کی تعریفین کی ہین اسلام کی مدح ہین اسلام کی ہجو واہ عقل اسکو کہتے

ہین اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ کو مجذوب لا یعنی بھی لکھا ہے
معاذ اللہ یہ عجیب حیرت افزا تحریر ہے اور پھر تخصیص اس دین کی نہین
بلکہ ادیان گذشتہ کی بھی علی ہذا القیاس چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو لوٹیر دن سے لکھا ہے اور محض دین ہی کے ابطال کی
تخصیص نہین ہے بلکہ عقل کو بھی باطل کیا ہے کہ حضرت لقمان
علیہ السلام کو کہ جنکی عقل تمام فرق مین مشہور روزگار ہے ایک ادنے
درجہ کا داستان گو لکھا ہے تو حاصل یہ ہے کہ عقل ایک فرضی کہانی
ہے بے سروپا پس دین اور عقل اور پیغمبری ایسے عاقل کے
نزدیک کوئی چیز نہین ہے اور ابطال دین عقلی بھی عین ابطال
عقل ہے اور انہی بیانات سے خود انسانیت بھی ایسے عاقل کے
نزدیک کوئی چیز نہین علے الخصوص جب خود آدمیت پر بھی
اعتراض کرتے ہین کیونکہ کہتے ہین کہ آدمی کیا ہے اصل اوسکی
بندر ہے کہ بمرور ایام دم جھڑ گئی ہے اور رفتہ رفتہ اس طرحکی
خلقت ہو گئی پناہ بخدا ایسی عقل سے کہ آدمی آدمی نہین ہو اور
عقل عقل نہین دین دین نہین پیغمبر پیغمبر نہین اور جب یہ
چیزین کچھہ بھی نہین تو توحید اور صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کوئی چیز
نہین تو اصل اثبات واجب الوجود لاشئے ہے تو واجب الوجود ہی

کوئی چیز نہین تو ممکن الوجود بھی کوئی چیز نہین تو ہند بھی کوئی چیز نہین ہے اور جن و فرشتہ کے وجود سے اور آسمان و عرش و کرسی کے وجود سے بھی صاف صاف انکار شایع ہو رہا ہے تمام مدارس مین یعنے اسکولون مین اسکا چرچا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی چیز کچھہ بھی نہین ہے تو سب چیزین اوہام مین لیس ایسے عاقل کو چارہ نہین کہ سوفسطائی بنے تو یا مجنون ہے یا آگ مین ڈالنے کے قابل ہے کیونکہ خوشی سے آگ مین جائیگا کیونکہ آگ کو پانی یا اور کوئی چیز یا لاشئے جانتا ہے تو کیون آگ مین نہ جائیگا اور ان سب کا لزوم ہر ذی عقل پر ظاہر ہے نباہ سخدا ایسے عاقل فرضی سے اور اسیطرح کی بہت سی کتابین شایع ہوئی ہین - اب پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون والا ان چیزون کے بیان کے لئے ایک دفتر بزرگ درکار ہے - عقل نہایت ممدوح چیز ہے اور اشرف واعلےٰ ہے اور عقل و علم دونون کی ایک حالت ہے جو شرافت عقل کو ہے وہی شرافت علم کو بھی ہے - قاموس مین ہے کہ - العقل العلم او بصفات الاشیاء من حسنہا وقبحہا وکمالہا ونقصانہا او العلم بخیر الخیرین وشر الشرین او مطلق الامور او لقوۃ بہا یکون التمیز بین القبح والحسن ولمعان مجتمعۃ فی الذہن تکون بمقدمات یستتب بہا

الاغراض والمصالح او لهیئۃ محمودۃ للانسان فی حرکاتہ وکلامہ والحق انہ نور روحانی بہ تدرک النفس العلوم الضروریۃ والنظریۃ + یعنی عقل بمعنے علم ہے یعنی بمعنی مطلق دانست یا محض دانش ہے یا چیزون کی بھلائی یا برائی اور کمال ونقصان کی دانست کو عقل کہتے ہین یا بہترین محاسن وبدترین قبائح کی دانست کو یا عقل ایک طرح کی قوۃ ہے کہ جس سے شخص بھلائی کو برائی سے فرق کر سکے یعنی اس طرح کی قوۃ مدرکہ کو عقل کہتے ہین اور ایسی صورت علمیۂ ذہنیہ کو عقل کہتے ہین کہ جس سے مصالح امور ثابت ہون اور انسان کی رفتار وگفتار کی ہیئت پسندیدہ کو بھی عقل کہتے ہین اور عقل نفس کے اوس نور کو بھی کہتے ہین کہ جس کے ذریعہ سے نفس کو علوم بدیہی وغیر بدیہی حاصل ہو۔

اور بیان فضائل علم وعقل اور شرح ذمائم بے عقلی وجہل کا یہ مقام نہین ہے اس لئے مین نے ترک کیا ورنہ اس مقام مین ان سب دعاوی کو بدلائل عقلیہ ونقلیہ بہت بسط دیتا ہان اتنا جاننا چاہئے کہ جس قدر جہل کسیکو ہے اوسی قدر اوسکو بے عقلی ہے اور جتنا علم ہے اوسی قدر عقل ہے علم کا وجود عقل سے علیحدہ نہین ہے اور

ایسا ہی عقل ہے - پس جاننا چاہیئے کہ جس نے دلائل عقلیہ سے
اثبات و توحید کو یقین کیا اور اعتقاد لایا تو دلائل نقلیہ کو چاہیے کہ
سمجھے اور مطابق دلائل عقلیہ سے کرے جو عقل سے مطابق ہو
تو اوس دلیل نقلی صحیح مین تاویل کرے اور اگر وہ صحیح ہون اور
دلایل عقلیہ سے مطابق نہون تو ایسی دلیل نقلی کو مسکوت عنہ رہنے
دے کیونکہ ایسی دلیل نقلی کو اوس نے نہین سمجھا ہے اور یہ معلوم
ہوچکا کہ دلیل نقلی بہی عقلی ہے تو تاکیداً للعقل اور توضیحاً لہ ان دلائل
نقلیہ کو کہ جو لطور نمونہ کے یہان پر لکھی جاتے ہین سمجھنا چاہیئے اور
یہ دلائل یعنی آیات قرانیہ منتجنہ مشتمل ہین صرف اونہین مباحث
مذکورہ کو جو متعلق اثبات واجب تعالیٰ اور اوسکی توحید و صفات
ثبوتیہ و سلبیہ سے ہین وہ یہ ہین لا الٰہ الا اللہ یہ جملہ کہ جو
مفاد ہے بہت سے آیات قرانی اور مطالب فلسفہ اولے کا اور
کلمۂ اسلام مجازاً کہا جاتا ہے شامل ہے صرف توحید کو اور توحید
شامل ہے نفی شرکتہ کو عام اس سے کہ شریک باری مستحق عبادت بالحق فرض کیا
جائے یا ممکن فرض کیا جائے یا موجود فرض کیا جائے اور نفی استحقاق
معبودیت بالحق شامل ہے نفی موصوفیت بصفات الٰہیہ ثبوتیہ
و سلبیہ کو تو یہ جملہ نہایت اعلےٰ و اشرف مرکبات سے حادی ہے

تمام اثبات و توحید و استحقاق معبودیت کو خدائے برحق کے لئے
اور جس نے یہ کہا ہے کہ لفظ لا اِلٰہ شامل ہے نفی صفات زائدہ کو
غلط کہا ہے ورنہ صفاتِ زائدہ کا ثبوت اللہ مین بعد لفظ الا
ہو جائیگا کیونکہ جب اللہ مین صفات کو عین کہتے ہین تو انہی صفات
کی نفی لا اِلٰہ سے مقصود ہوگی اور استحقاق عبادت خاص نہین ہے
امکان سے یعنی امکان کی فرد نہین ہے کیونکہ امکان نسبتہ ہے
درمیان شئے موجود اور وجود کے بلکہ نسبتہ کی جہتہ ہے تو چاہئیے
کہ استحقاق عبادۃ بھی نسبتہ ہو درمیان موجود اور وجود کے حالانکہ
یہ وجود کی نسبتہ نہین ہے بلکہ موجود کی صفت غیر صفتہ وجود ہے
ہان فرع امکان ہے اور وجود کی بھی فرد نہین ہے بلکہ فرعِ فرع
وجود ہے کیونکہ خود امکان ہی فرع وجود ہے پس خطا ہے اونکی
کہ جو وجود کو امکان کی فرد کہتے ہین چاہئے کہ اونکے نزدیک محمول جو جہتہ
نسبتہ کی فرد ہو۔ خلاصہ یہ کہ استحقاق عبادۃ بعد تحقق امکان کے
ہے اور تحقق امکان بعد وجود کے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وجود بہم
درجہ و مساوی شئے کے ہے اور اعم الاشیاء ہے تو امکان وجود
سے قبل یعنی مافوق متحقق ہوگا اگر امکان اعم ہو وجود سے
تو چاہئے کہ شئے سے بھی اعم ہو اور یہ غلط ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہئے کہ

مطلب اس فقرہ کا موقوف ہے تصحیح جملہ پر بقاعدہ نحویہ پس مقصود
اس جملہ کے قائل کا کئی طور پر اس جملہ سے ہو سکتا ہے - اول یہ لفظ
الٰہ اسم جنس ہے تحت مین لائے نفی جنس کے اور اس لائے نفی
جنس کی خبر محذوف ہے کیونکہ یہ لا مبتدا و خبر پر آتا ہے اور خبر بذریعہ
عطف کے کئی خبرین بھی ہو سکتی ہین اور جو خبر لائی جائیگی وہی بعد الا اللہ کے
الا اللہ کی ہوگی بسبب اشتراک مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے ایک تقدیر مین تو اصل مین اوس
قائل کے علم مین یون گذرا ہے کہ لا الٰہ مستحق للعبادہ بالحق و ممکن و
موجود الا اللہ مستحق للعبادۃ بالحق و ممکن و موجود اور اس مین
کوئی قباحت نہین ہے ترکیب نحوی بہت صحیح ہے اور اللہ ذات
واجب الوجود کا نام ہے اس طور پر کہ اسم ذات ہے اسم صفات
نہین ہے یعنی مثل رحمان و رحیم و غفور و شکور و خالق و رازق وغیرہ
کے نہین ہے -

دوسری ترکیب یہ ہے کہ مستحق للعبادہ بالحق کو خبر محذوف
مانین یعنی لا الٰہ مستحق للعبادۃ بالحق الا اللہ مستحق للعبادۃ بالحق
اور مستحق للعبادۃ بالحق کو واجب الوجود بالذات ہونا لازم مساوی
ہے بدلائل عقلیہ ثابت ہو چکا ہے تو نفی مستحق نفی واجب الوجود
ضرور ہے تو یہ معنی عقلاً ہوگا کہ کوئی واجب الوجود نہین مگر جو واجب الوجود

ثابت شدہ ہے وہی ہے یہ ترکیب بھی صحیح ہے اور اسپر یون اعتراض
کرنا کہ مستحق عبادت کی نفی سے شریک الباری کی نفی نہ ہوئی خطا ہے
کیونکہ واجب الوجود کا شریک نہوگا مگر بالفرض اگر ہو تو کوئی واجب الوجود
بھی ہوگا اور جو واجب الوجود ہے وہ مستحق عبادۃ بھی ہے بدلائل
عقل ثابت ہوچکا ہے تو مستحق کی نفی سے مطلق شریک الباری کی نفی
ہے - اور یون کہنا کہ مستحق کی نفی سے امکان شریک کی نفی ہوئی
یہ بھی خطا ہے کیونکہ شریک نہین ہے مگر واجب الوجود اور واجب
الوجود نہین ہے مگر مستحق عبادۃ تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ مستحق کی
نفی سے مستحق کی نفی ہوئی اور یہ لغو ہے علاوہ اس کے امکان
مستحق سے عام تر نہین ہے تا کہا جائے کہ خاص کی نفی سے عام کی
نفی کیونکر ہوگی جیسا کہ ابھی گذرا -
تیسری - اور یون بھی تقدیر عبارت کی ممکن ہے کہ لا الہ ممکن الا اللہ
ممکن اس لئے کہ امکان کو اگر خصم بالفرض وجود سے عام تر جانتا ہے
تو بانتفا سے عام انتفائے خاص ہوگا تو مطلب یہ ہوگا کہ کوئی بجز
خدا ممکن نہین ہے یعنی موجود بھی نہین ہے تو مستحق عبادۃ بھی نہین
ہے مگر ایک اللہ یا نا ہوا وہی ہے یعنی اشیائے منفیہ کے ساتھ
متصف ہے اور اگر وجود کو اعم امکان سے جانتا ہے تو یہ معنی

ہون گے کہ نہین ہے کوئی شریک ممکن مگر وہی اللہ ایک موجود
ممکن ہے اس لئے کہ بانتفائے خاص اگرچہ انتفائے عام ہوگا مگر
ثبوت خاص عام کا ثبوت ہو جائیگا تو ممکن نہین کہہ سکتے جب تک
کہ موجود نہو جیسا کہین کہ فرس ناطق نہین ہے تو ہو سکتا ہے کہ
حیوان ہو یا نہو مگر وہ صاہل ہے تو ضرور حیوان بہی ہے اور
حالانکہ نہ وجود اعم ہے امکان سے نہ امکان اعم ہے وجود سے
اس لئے کہ نہ وجود فرد جہت ہے نہ جہت فرد وجود ہے تو حقیقتہً
اوس کے یہ معنی ہین کہ نہین ہے کوئی ممکن مگر وہ اللہ موجود
ممکن ہے اس لئے کہ امکان موجودیت کی فرع ہے کیونکہ امکان
نسبتہ کی جہتہ ہے درمیان موجود و وجود کے - اور اس امکان
کیصورت مین یون کہنا کہ ان امکان اور وجود خدا کا ثابت ہوا مگر
مستحق عبادت ہونا معبود برحق ہونا ثابت نہوا ہو سکتا ہے
کہ موجود و ممکن ہو مگر مستحق عبادۃ نہو خطا ہے کیونکہ الا اللہ
مین جب الف لام اللہ کا عہد ذہنی یا عہد خارجی لین گے تو یہ
معنی ہون گے کہ مگر وہ اللہ جو معبود برحق اور ان صفات کا
ہے وہی الہ مانا ہوا ممکن بالامکان العام ہی ہے —
ہو سکتے - اور یون بھی اس جملہ کی ترکیب ہو سکتی ہے کہ لا الہ موجود

الا اللہ موجود اس پر یون اعتراض کرنا بھی خطا ہے کہ ہان موجود ہونا صرف
ثابت ہوا مگر امکان کی نفی نہوئی کیونکہ امکان عام تر ہے وجود سے تو معبود
برحق ہونا اس سے ثابت نہین ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خدا موجود ہے
مگر معبود برحق اور بھی ممکن ہے اور غلط اس لئے ہے کہ امکان ایک
تعلق ہے ماہیتہ و وجود کے درمیان نہ اعم وجود سے بلکہ وجود کی نفی
سے امکان یعنی نسبتہ وجہہ نسبتہ کی نفی ہوگی تو معنی یہ ہے کہ نہ کوئی
موجود ہے نہ کوئی ممکن ہے مگر ایک موجود و ممکن ہے - اور پھر معبود برحق
ہونا بھی حسب تقریر گذشتہ ضرور ہے کیونکہ اللہ کے معنی قائل کے
اعتقاد مین معبود برحق واجب الوجود بالذات ہے نہ غیرہ - اور
یون بھی کہہ سکتے ہین کہ وجود کی نفی سے امکان اور معبود برحق ہونے کی
بھی نفی ہوگئی کیونکہ وجود سب سے اعم و فایق تر ہے اور اصل سبکی
ہے تو نفی خاص کی اور ماتحت کی اور فرع کی بھی ہوگئی پس بعد الا کے
سبکا ثبوت ہو جائیگا بلکہ سب ترکیبون کی صورتون مین الا کے بعد
مبتدا و خبر مین یون کہہ سکتے ہین کہ مبتدا یعنی الہ موجود ہے
کیونکہ ثبوت شئے کسی شئے کے لئے فرع ہے اوس شئے کے ثبوت کی
اور سب صورتون مین الہ کے معنی واجب الوجود بالذات معبود
برحق ہے تو لا سے نفی بھی اسی شئے کی ہوگی -

پانچوین - اور یون بھی ترکیب اس کلمہ کی ہوسکتی ہے کہ لائے نفی جنس کے لئے خبر کا ہونا ہر جگہہ کچھ ضروری چیز نہین ہے تا بدون خبر کے جملہ غلط ہو *

چھٹی - اور یون بھی ترکیب کہہ سکتے ہین لا الہ کائن الا اللہ کائن اور کائن سے مقصود قائل موجود وممکن ومعبود برحق سب مجتمعۃً ہو *

ساتوین - اور یون بھی کہہ سکتے ہین کہ اگر بالفرض قاعدہ نحویہ اس پر مترتب نہ ہوسے تو کہا جاسکتا ہے کہ قواعد نحویہ بعد بنائے گئے ہین تو یہ قواعد ناقص سمجھے جاوینگے نہ یہ کہ اصل زبان ہی غلط ہو قاعدہ ممنوعہ قرار داد کے روسے *

آٹھوین - بلکہ ہوسکتا ہے کہ از روسے قاعدہ کہا جائے کہ یہ کلمہ طیبہ شاذ ہے اور اس کے علاوہ اور بھی دو تین ترکیبین لوگون نے لکھی ہین مگر عمدہ نہین اگرچہ بعضون نے انہین دو تین تراکیب کو جو یہان پر لکھی نہین گئی ہین سب تراکیب گذشتہ پر ترجیح دی ہین اب اسکو سمجھنا چاہیئے کہ جتنی ترکیبین یہان لکھی گئی ہین اس صورت مین ہوسکتی ہین کہ الا کو حرف استثنا قرار دین پس اگر استثنا استثنا سے متصل ہو یعنی مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ مین داخل لین تو

اسحالت مین ایک ہی ترکیب ہوگی کہ مقصود آلہ سے یعنی الٰہ منفیہ سے محض الوہیت منفیہ ہوگی کہ اوسی مین اللہ بھی داخل ہے پس ایک کے سوا سب کی نفی ہولی اور ایک ہی ثابت کیا گیا تو جو ثابت ہوگا اگرچہ عام اس سے ہوگا کہ باطل ہو یا برحق ہو مگر خبر محذوف سے مطلب حسب تقریر سابق ثابت ہو جائیگا اور اس استثنائے متصل کیصورت مین الٰہ منفیہ سے خاص الٰہ باطلہ مقصود نہین ہوسکتا ورالا انہی مین سے الٰہ برحق بھی ہوگا اور نہ الٰہ محقہ مقصود ہوسکتا ہے ورالا تعدد باریتعالے لازم آئیگا اور پھر تعدد برحق کی نفی لغو ہو جائیگی بلکہ الٰہ سے مطلق مفہوم کلی مقصود ہے - اور اگر استثنائے منقطع ہے یعنی مستثنے کو مستثنے منہ مین داخل نہ لین اسکی دو حالتین ہین ایک یہ کہ مستثنا قسم مستثنے منہ سے ہو مگر ارادہ و قصد مین داخل نہ کیا جائے یا اوسکی قسم نہین ہو بلکہ یہ اور چیز ہو وہ اور چیز ہو اول صورت اس جملہ مین درست نہین ہوتی اور ثانی صورت صحیح و درست ہے کہ کل باطل کی نفی اور ایک برحق کا اثبات ہے *

نوین ۹ - ترکیب یہ ہوسکتی ہے کہ لفظ الا کو حرف استثنا قرار ندین بلکہ ماقبل الا کی صفت قرار دین تو اس صورت مین الا بمعنی غیر ہے

یعنی لاالٰہ غیر اللہ الٰہ موصوف اور غیر اللہ صفت ہے مضاف مضاف
الیہ ملکے پس موصوف صفت ملکے اسم لائے نفی جنس ہے اور خبر کی
ضرورت نہین ہے تو معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا غیر کوئی نہین ہے
یعنی معبود برحق واجب الوجود یکتا جو متصف بصفات ثبوتیہ و سلبیہ
ہے اوسکا غیر کوئی نہین ہے اور یا یہ کہ وہی خبر ہائے مذکورہ اس قدرت
ہین ہی بعد لا اللہ کے محذوف ما نین اور صرف یہ کلمہ طیبہ ہی
بطور لزوم شامل ہے اثبات خدا اور توحید و صفات ثبوتیہ و سلبیہ
و عدالت و نبوت و امامت و معاد سبکو مگر لزوم طوالت مانع
تحریر ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔

یہ جو کچھ بیان کئے گئے صرف ایک دلیل نقلی کے متعلق بطور نمونہ
ہین اسی طور سے اور دلائل نقلیہ کو بھی بعقل سمجھنا چاہئیے کیونکہ
قیاس و استقراء و تمثیل و برہان سب دلائل نقلیہ مین حاصل ہین
ادلہ نقلیہ صورادلہ و مواد ادلہ کو شامل ہین پس دلیل نقلی ہی
دلیل عقلی ہے چنانچہ آیات و احادیث کے مضامین سے
معلوم ہوگا ✤

فرمایا خداوند عالمیان نے ۔ ان فی خلق السموات
والارض و اختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری

فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ٥ حاصل معنی آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ بتحقیق یہ امر ہے کہ پیدا کرنے مین آسمانون اور طبقات زمین کے اس نہج پر کہ فلکیات سب بدون ستون اور پایہ اونچے کے ہین محض قدرت کاملۂ خالق کے قائم ہین اور اوس کے اندر سب مخلوقات اوسی خالق کے قبضۂ قدرت سے موجود ہین اور زمین کو بدون کے ٹھہرنے کے لئے اور حیوانات و انسان و نباتات و معدنیات کا تعلق سب اسی زمین اور آسمانون سے رکھا ہے اور آفتاب و ماہتاب کی گردش مین عجائب مصالح بیشمار رکھی ہین اور کواکب کے پیدا کرنے مین اور اونکو منور کرنے مین اور دن اور رات کے پیدا کرنے مین اور دن اور رات کے اختلاف و آمدرفت مین اور دن کو شغل و معاملات و طلب معیشت و دیگر کاروبار کے لئے اور شب کو استراحت وغیرہ کے لئے اور اختلاف گرما و سرما اور بین بین مین کہ جو اختلاف لیل و نہار و حرکات فلکی سے حاصل ہے اور اختلاف فصول ربیع و صیف و خریف و شتا مین کہ جو سموات و ارض و اختلاف لیل و نہار

سے حاصل ہے کہ جس سے عجائب و غرائب و ہزارون منفعت کے
ثمرات و زراعات پیدا ہوتے ہین اور دریاؤن مین کشتیان جو چلتی
ہین اوس کے پیدا کرنے ہین اور حرکت کی قوت دینے ہین کہ جس سے اسباب
و ساماں و تجارات و معاملات و سیر و حرکت ملک بملک لوگون کو بیشمار
حاصل ہے اور پانی برسانے ہین کہ زمین کو ہر سال قوت اوگانے کی
زراعت کے لئے اور ثمرات بیشمار پیدا کرنے کیلئے اور بہت سے منافع
باران کے ہین اور پانی برسانے کے طریقہ ہین کہ اگر ایک مرتبہ لاکہہ من کا
ایک قطرہ آسمان سے گرتا تو خلایق اور زمین کی کیا حالت ہوتی کہ اس بارش
سے زمین کی ہر سال اصلاح ہوتی ہے اور زراعت و اشجار کو تازگی ہر سال
دیجاتی ہے اور زمین مین حیوانات کے پیدا کرنے ہین جو جو منافع لاتعداد
ہین اور ہوا کے چلانے اور حرکت دینے ہین کہ ہر ہر حرکت مین تاثیرات
بخشنے ہین اور ہر چیز کے منافع اس ہوا سے اور ہوا کی حرکت سے
ہین ان چیزون مین دلائل صریحہ اور واضحہ ہین وجود و علم و قدرت پر
اور بلو رسے تسلط پر صانع و خالق قدیم تعالے شانہ کے اون لوگون کے
لئے کہ عقل رکہتے ہین اور سمجہتے ہین اپنی اپنی عقلون سے یعنی ان
مخلوقات سے صاحب عقل و ہوش صانع کو سمجہ سکتا ہے کہ یہ سبب
آپ ہی آپ کیونکر وجود مین آسکتے ہین کوئی خالق و مدبر عالم اور صانع

قدیم ضرور ہے * یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ یعنی اے مردمان عبادت و اطاعت کرو اپنے خالق کی اور اپنے مالک کو پہچانو اور اعتقاد و یقین کرو علم و معرفت و یقین اوسی معبود برحق مستحق عبادت و اطاعت کا حاصل کرو ایسا معبود خالق و مالک کہ اوسی نے تم لوگوں کو پیدا کیا ہے اور اوسی نے تمہارے پہلوؤں کو پیدا کیا ہے کہ اس نا بست عبادت سے اور اپنے مالک کی شناخت سے تم لوگ شاید گناہوں سے پرہیز کرو ایسا مالک تمہارا کہ جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش کر دیا اور سارے تعیش و رزق کا سامان اوس سے تمہارے لئے مہیا کر دیا اور آسمان کو تمہارے لئے عمارت بنا دیا اور آسمان سے بارش کو

تمہارے ہی لئے اوسی نے نازل کیا اور تمہارے ہی لئے زمین سے اوس بارش کی وجہ سے انواع و اقسام کے ثمرات و زراعت اوگا دئے تا تمہارے لئے رزق ہو تو ایسے اپنے مالک

کو خالق کے لئے کسیکو اوسکا شریک قرار دو اور حال یہ ہے
کہ تم لوگ خود ان چیزونکو سمجھتے ہو اگرچہ کبھی غفلت سے یا کبھی تجاہل
یا شرارت سے اپنے مالک وخالق کا کسیکو شریک قرار دیتے ہو
والا یہ سب باتین ظاہر ہین تم جانتے ہو اور عقل رکھتے ہو اور تعقل
وادراک کر سکتے ہو تو باوجود دانست یا قدرت دانست کے عذر
تمہارا لا یعنی ہو گا کہ عقل رکھتے ہو اور کہو کہ ہم نہین جانتے تھے
تدبر کر سکتے ہو اور نہین کرتے یا تدبر و تفکر کرتے ہو اور پھر چھپاتے
ہو اور عدول کرتے ہو اور بیسوین پارہ سورہ نمل مین ہی خدا الٰی
فرمایا ہے ﴿ امن خلق السموٰت والارض وانزل لکم من السمآء
ماءً فانبتنا به حدآئق ذات بهجة ما کان لکم ان
تنبتوا شجرها ءالٰه مع الله بل هم قوم یعدلون ﴾
آیا کس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو اور تمہارے لئے کس نے
آسمان سے بارش کو نازل کیا یعنی بجز خدائے برحق کسی دوسرے
نے نہین پیدا کیا اور بارش کو کسی دوسرے نے نازل نہین
کیا۔ ہم نے باغہائے سرسبز و شاداب کو اوس مینھ کی وجہ
سے اوگایا کہ ہرگز تمہارے لئے ممکن نہین ہے کہ تم خود اون کے
درخت کو اوگاؤ آیا خدائے برحق کے ساتھ کوئی دوسرا خدا شریک

ہے کہ وہ اوس کے ساتھہ شریک ہوکے ان کا ہونکو سرانجام دے بلکہ یہ وہ لوگ ہین کہ راہ راست سے کجی اختیار کرتے ہین

امن جعل الارض قرارا وجعل خللها انهارا وجعل لها رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ءالٰه مع الله بل اکثرهم لا یعلمون - نہ بلکہ مین پوچھتا ہون کہ کس نے زمین کو جائے قرار تمہارے لئے بنایا اور زمین بیچ نہرون کو وجود مین لایا اور زمین پر بلند بلند پہاڑون کو پیدا کیا اور درمیان دو دریا کے پردہ اور حد فاصل کیا آیا کوئی دوسرا شریک ہے خدا تئے برحق کے ساتھہ بلکہ کوئی شریک نہین ہے مگر با وجود ظہور و وضوح کے بعض غور و فکر نہین کرتے ہین اور غور و فکر اگر کیا تو اپنی عقل وا اپنے علم سے یقین اوسپر نہین کرتے ہین بلکہ اکثر وہ لوگ اسپر اعتقاد نہین لاتے

امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰه مع الله قلیلا ما تذکرون - نہ اس کے علاوہ مین پوچھتا ہون کہ کون شخص قبول کرتا ہے درماندگان و پریشان لوگون کی دعاؤن کو جب کہ وہ لوگ دعا مانگتے ہین اور کون ہے کہ اونکی سختیون کو دفع کرتا ہے اور کون ہے کہ تمکو زمین

پر جانشین کرتا ہے آیا کوئی ہے خدا کا شریک کم لوگ ہین کہ
پند پذیر ہین اور ان باتون کو سوچتے ہین اور یاد مین لاتے ہین
۱۰امن یھدیکم فی ظلمٰت البر والبحر ومن یرسل الریاح
بشرا بین یدی رحمتہٖ اءلٰہ مع اللہ تعالی
اللہ عما یشرکون ۵ آیا کون ہے کہ بیابان ہائے تاریک
و دریا ہائے تیرہ و تار مین تمہاری راہ نمائی کرتا ہے اور کون
ہوا کو حرکت مین لاتا ہے رحمت پروردگار کا مژدہ دہندہ آیا
کوئی شریک اور کوئی خالق دوسرا ہے سوا ے خداوند عالم
برحق کے حق یہ ہے کہ خداوند عالمیان کسی کام مین مطلق شریک
نہین رکھتا ہے پاک و مبرا ہے ان عیبون اور شرکت سے
کہ لوگ عیوب و شرکت کو پیدا کرتے ہین ۞ امن یبدؤ
الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السمآء والارض
ءالٰہ مع اللہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین
آیا کون ہے کہ پہلے تمام خلق کو پیدا کرے پھر دوبارہ اونکو
وجود مین لائے اور کون زمین و آسمان سے تمہارے لئے روزی
مہیا کرتا ہے آیا کوئی دوسرا ہے یا کوئی دوسرا شریک ہے خالق
عالم کے ساتھہ ۔ اگر منکرین ان امور کا اعتقاد نہین رکھتے ہین

یا اوس کے خلاف کا ادعا کرتے ہین تو ای پیغمبر تم اون لوگون سے کہو کہ اپنے دعوے پر دلیل لاو اگر اپنے دعوے مین سچے ہو والا دعوے بے دلیل کو عقل باور نکریگی ❊ ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون ٥ - بہ تحقیق کہ میرے علامات و مخلوقات اور میرے صنائع پر لوگ اعتقاد راسخ نہین رکھتے ہین ❊ ویوم نحشر من کل امۃ فوجا ممن یکذب بایاتنا فہم یوزعون حتے اذا جاء قال اکذبتم بایاتی ولم تحیطوا بہا علما اما ذا کنتم تعملون - اورجس دن ہر امت سے ایک ایک دن گروہ کو کہ ہمارے مصنوعات و مخلوقات کی اور ہمارے علامات کی تکذیب کرتے ہین ہم محشور کرینگے پس ایسے لوگ گروہ گروہ مجتمع کئے جاینگے تا اینکہ سب جمع ہو لینگے تو خدا تعالے اون سے پوچھیگا کہ ایا تم لوگون نے ان سب علامات کو دروغ معلوم کیا اوریقین اور اعتقاد ہمارے ان صنائع پر نہ لائے تو پھر کرتے کیا تھے -

پھر یون فرماتا ہے ❊ المیروا انا جعلنا اللیل لیسکنوا فیہ والنہار مبصرا ان فی ذلک لایات لقوم یومنون ٥ - یعنی آیا نہین معلوم کیا نہین دیکھا لوگون نے کہ ہم نے شبون کو پیدا کیا ہے مخلوقات کے آرام واسترحت کے لئے اور ہم نے

دلون کو پیدا کیا ہے تا اون کو روشنی بخشے ہر آیۂ ان چیزون مین نشانیان اور ذرائع ہین میری معرفت کے اون لوگون کے لئے کہ جو ایمان لاتے ہین - اور اعتقاد و اطاعت کرتے ہین - سورۂ رعد مین ہے * قل من رب السموات والارض قل الله قل أفاتخذتم من دونه اولیاء - یعنی پوچھو کون پیدا کرنے والا زمین و آسمان کا ہے اور کہو کہ خدائے برحق و یکتا ہے مطلق رب ہے سوائے اوسکے کوئی دوسرا نہین ہے اور پوچھو کہ آیا تم نے سوائے خدا کے کسی دوسرے کو اپنا حمایتی تجویز کیا ہے * اور کہیں ارشاد ہوتا ہے :- قل الله خالق کل شئ وهو الواحد القهار انزل من السماء ماء - کہو کہ خدائے برحق معبود مطلق ہر شئے کا خالق ہے درحالیکہ وہ واحد محض ہے اور قہر نازل کرنے والا اپنے مخالفین پر اور آسمان سے اوسی نے مینہ برسایا تمہارے ہی لئے * ام جعلوا لله شرکاء - آیا خدائے عالمیان کے لئے شریک و سمجھا ہے * ان الله هو الرزاق ذو القوة المتین یعنی اللہ ہی رزق دہندہ صاحب قوۃ ہے اور وہی قدرت و اختیار ہے * قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عباده ویقدر له - کہو کہ خدا روزی دیتا ہے جسکو دینا چاہتا ہے اور

روزی کی مقدار کو معین کرتا ہے نہ دوسرا کوئی اور نہ کوئی دوسرا اسکا شریک ہوسکے * قل من یرزقکم من السمٰوات والارض قل اللہ - کہو اسے پیغمبر کہ تمہارے لئے آسمان وزمین سے روزی کون مہیا کرتا ہے اور تم ایسا جواب دو انکو کہ روزی دینے والا خالق برحق ہے نہ کوئی دوسرا - سورہ واقعہ مین بیان فرمایا ہے * نحن خلقناکم فلولا تصدقون ٥ ہم ہی نے تمکو پیدا کیا پس تم اسکی تصدیق کیون نہین کرتے * افرأیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون آیا تم نے دیکھا کہ منی جو رحم مین پہونچتی ہے اوسکو کس نے پیدا کیا آیا تم نے پیدا کیا یا ہم نے * نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ٥ تمہارے لئے ہم نے موت معین کی اور ہم اس امر سے عاجز نہین ہین کہ تمہارے مثل اور تمہارے عوض کو خلق کرین - اور اس سے بھی عاجز نہین ہین کہ تم کو ایسے عالم مین پیدا کرین کہ اوس عالم کو تم نہین جانتے ہو * ولقد علمتم النشأۃ الاولی فلولا تذکرون - اور ہر آینہ تم نے پہلی پیدائش کو جانا ہے کہ تم کیا تھے اور کہان تھے اور کس نے موجود کیا تو

کیون نہین اس سے متنبہ ہوتے ہو اور پند پذیر ہوتے ہو
اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ
اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ - آیا جانتے ہو کہ جو
چیز بوتے ہو آیا ہم اوسکو اوگاتے ہین
یا تم زمین سے اوگاتے ہو - پھر اگر ہم چاہین کہ اوس کھیتی کو
خراب کر دین تو تم سے کچھ ہو سکیگا سوائے اس کے کہ تم تعجب کرتے
رہ جاوگے اور کچھ نہین کر سکتے ہو سوا اس کے کہ مجبور ہو کے کہنے
لگو کہ افسوس ہم تاوان مین آگئے ہم نقصان دئے گئے محروم
رکھے گئے اَفَرَاَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ
مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا
فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۞ جس پانی کو تم پیا کرتے ہو آیا تم نے
کچھ خیال کیا کہ ابر سے پانی کو تم نے برسایا یا ہم نے - اگر ہم
چاہین تو اوس پانی کو کھاری کر دین تو ایسی حالت مین بھی
باوجود اس کے کہ تم لوگ جانتے ہو ہمارے شکر گذار کیون نہین
ہوتے ہو اَفَرَاَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ
شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۞ آیا اوس آگ کو تم نے دیکھا کہ

شاخ درخت سے نکالتے ہو آیا تم نے اوس درخت کو پیدا کیا یا اوسکا
پیدا کرنے والا مین ہون * نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا
لِّلْمُقْوِيْنَ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ
النُّجُوْمِ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ اِنَّهٗ
لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ
وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ ا
وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ
لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَا
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّ
رَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝
فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ
الضَّآلِّيْنَ ۙ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۙ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا
لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ —
ہمنے اوس کو تمہارے لئے پند و عبرۃ قرار دیا اور مسافرین کے لئے
منفعت پس اپنے پروردگار کو پاک و منزہ اور بری شرکت و تماثل
سے جانو اور اوسکو ساتھ تنزیہ و تقدس ویاکی کے یاد کرو ستارون

گرنے کی قسم ہے اور یہ بڑی قسم ہے اگر ان ستاروں کے گرنے کے رتبہ سے تم واقف ہوتے یقین کرو کہ یہ کتاب قرآن ہے گرامی قدر کتاب پوشیدہ مین لکھا ہوا یعنی لوح محفوظ مین ایسی کتاب کہ سوائے پاک لوگون کے کوئی نہ چھوئے یہ پروردگار عالم کیطرف سے بھیجی گئی ہے آیا تم کو اس سے انکار ہے کیا نازل کرنیوالا اسکا کوئی دوسرا ہے اور اس جھوٹ کو اپنا حصہ کرتے ہو پس اگر تم مین سے کوئی قادر خلق و رزق پر اور ان صنعتون پر اور ایجاد عالم پر ہے تو جب روح گلے تک آجاتی ہے کیا تم دیکھتے ہو حالانکہ ہم بہ نسبت تمہارے نزدیک تر ہین اور تم نہین دیکھتے اگر مقہور و مجبور نہین ہو تو اوس روح کو لوٹا کیون نہین دیتے اگر اپنے دعوے مین سچے ہو* قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۵ - یعنی اے پیغمبر تم کہو کہ کیا تم کافر ہوگئے اس امر کے انکار سے کہ خدا نے زمین کو دو روز مین پیدا کیا ہے اور آیا خدا کا مثل و نظیر کسیکو قرار دیتے ہو خدائے برحق ہی خالق ہے تمام عالم کا کوئی اوس کے سوا دوسرا خالق و رب نہین ہے* قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ - کہو اے پیغمبر کہ نہین ہے کوئی دوسرا اگر اللہ برحق خالق عالم ایسا اللہ کہ

وہ ایک ہے، اور ہم حقیقۃً تمہارے شرک سے بری اور بیزار ہیں * اِشْهَدُوْا اَنِّی بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ - تم گواہی دو اس امر کی کہ ہم شرک سے بری ہیں اور بیزاری چاہتے ہیں * ۲ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - خدائے تعالے سب کا خالق ہے اور سب پر قدرت رکھتا ہے * اَللّٰهُ ۳ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ٥ اللہ ہی معبود برحق ہے نہ کوئی دوسرا اور وہی عرش برتر کا خالق ہے تو تمام عالم کا خالق ہے * اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ - آیا نہ جانا تم نے کہ اللہ ہی سب کو روزی دیتا ہے کل امور خیر کو وہی عطا کرتا ہے * سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ - وہ پاک و منزہ ہے سب برائی سے اور بری ہے شرک سے * قُلْ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ ٥ - کہو کہ وہ ہی تم لوگوں کو حیوۃ دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور پھر تم کو اکٹھا کرتا ہے * اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ٥ - آیا تمہارے پروردگار کی گواہی ہر چیز پر تمہارے لئے کفایت نہیں کرتی * وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ ٥ - اور علامات وجود باریتعالے سے بعضی علامتیں وجود کی

شب و روز ہین اور وجود آفتاب و ماہتاب ہے اور اوسی کے
حکم کے تابع کواکب ہین یعنی وجود کواکب اور حرکت و سکون غیرہ
سب اوسکی طرف سے ہین یہ سب چیزین اوسی کے وجود کی پہچان
ہین ﷽ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ٥ ـ تحقیق تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے کل
آسمانون اور زمین کو چھہ دنون مین پیدا کیا ﷽ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ٥ ـ
وہ ایسا ہے کہ پیدا کیا آسمانون اور زمین اور جو کچھہ اون مین سکو
کل چھہ دنون مین ﷽ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ٥ ـ علامات اوس کے وجود کی زمین مین موجود
ہین یقین واعتقاد کرنے والون کے لئے اور خود تم مین ہین علامات
اوسکے وجود بالذات کی کیونکر اوسکو نہین دیکھتے ہو اور اون علامات
سے اپنے خالق و رب کو نہین پہچانتے ہو ـ واجب الوجود تعالے شانہ
فرماتا ہے کہ ﷽ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ـ مت کہو اے اہل کتاب کہ خدا
تین ہین اس قول باطل سے باز رہو اور نیکی کا قصد کرو اسلئے
اگر باز رہوگے ایسے اعتقاد سے تو تم نے اپنے لئے نیکی حاصل کی

سواے اس کے نہین ہے کہ خداوند عالم ایک ہی ہے اور برتر و بری
ہے اس بات سے کہ اوس کے لئے کوئی بیٹا ہویا اوسکی کوئی قوم یا
قرابت یا شریک ہو دو ہون یا دو سے زیادہ ہون کہ یہ محض خلاف
عقل ہے * إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ
مِن تُرَابٍ ٥ - تحقیق کہ مثال عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم
کی ہے کہ اوسکو خدا نے مٹی سے بنایا اوسکو خلق کیا نہ یہ کہ خدا باپ
ہے کہ اوس بیٹے کے پیدا کرنیکا ذریعہ ہوگیا ہو * يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ٥ -
اے اہل کتاب[ع] دین مین غلو مت کرو یعنی افراط اور ایسی ترقی دین
مین خلاف دین کے نکرو یعنی شان مین پیغمبر کے خلاف بات مت
کہو جھوٹی بات کو اونکی طرف منسوب نکرو اور اللہ کے حق مین سوا
حق بات کے دوسری بات نکہو جو حق ہے اوسکو ظاہر کرو جو ناحق
ہے اوس سے پرہیز کرو * لَن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ
عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ٥ - عیسیٰ نے ہرگز اپنے
بندہ اور مخلوق ہونے کا انکار نہین کیا ہے اور نہ ملائکہ مقربین نے
عبادت و بندگی سے انکار کیا ہے اگر کسی نے خلاف انکی طرف منسوب
کیا ہے تو وہ محض دروغ ہے * وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ

ع ٥ [illegible] اہل کتاب مین [illegible] اونبیین کی کتاب [illegible] سے ظاہر کرنا تھا کہ خدا ایک ہے باپ [illegible] مین خدا کا ایک ہونا ظاہر ہے اور حضرت [illegible] مذکور ہے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيعًا ٥ - اور جو کوئی انکار
کریگا بندگی اور اپنی مخلوقیت سے اور تکبر کریگا اس سے تو
ہم ان سب کو محشور کرینگے اور ہم عنقریب ان سب کو سزائے
عمال کو پہونچا ئینگے بجز وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى ءَاَنْتَ قُلْتَ
لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٥ - اور جب
فرمائیگا خدا از روئے عتاب کے امت عیسیٰؑ پر بروز قیامت کہ
آیا تونے ای عیسیٰؑ لوگون سے کہا ہے کہ مجھے اور میری مان کو خدا
سمجھو اور سوائے اللہ برحق کے دو خدا اور بھی قرار دو ٭ قَالَ
سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ
كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ
نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥ - یعنی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام عرض کرینگے کہ خداوندا تو پاک و پاکیزہ ہے ہر عیب سے
کیا ہو گیا تھا مجکو کہ مین ایسی بات کو لوگون سے کہتا کہ جو میرے
لایق نہ تھی سوائے حق بات کے ناحق مین کیون کہتا مین ایسی
لغو بات کیون کہتا کہ مین خدا کا بیٹا ہون اگر مین نے کہا ہو تو اے
پروردگار بہتر جانتا ہے جو میرے دل مین ہے وہ تجھپر آشکار ہے
اور جو تیرے علم مین گذرا مین نہین سمجھ سکتا اور بتحقیق کہ تو بڑا

جاننے والا ہے سب غیب کے امور کو کوئی چیز تجھسے پوشیدہ نہین
ہے - اور بہی کئی جگھون پر قرآن مین اسی طرح کی آیتین ہین کہ
جس سے صراحتہً ظاہر ہے اور سمجہا جاتا ہے کہ خدا ایک ہے اور
دوسرا کوئی نہین ہے ؛؛

وا آئے ہوا دن بے وقوفون کی عقل پر کہ کیونکر کہتے ہین کہ
خدا ایک ہے یعنی تین ہین اور جو شخص تین خدا کا قایل ہو تو کیونکر
کہہ سکتا ہے کہ تین ہونے کی حالت مین خدا ایک ہی ہے تین کو ایک
کہین اور پھر خدا کے مرکب ہونیسے بہی انکار کرین ہذا لشی العجب
حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پاک و مبرا ہین ایسے لوگون کے
اتہام و اقوال واہیہ سے - اور سورۂ رعد مین ہے ✤ اَمْ
جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ - آیا
قرار دیا اونہون نے شرکا خدا کے لئے کہ اون شرکا نے بھی
خداے برحق کے مخلوق کے مثل مخلوقات پیدا کئے ہون اور
پھر یہ سب مخلوقات اوسکے اور اون شرکا کے ایسے معتقدون
کے اعتقادون مین مشتبہ ہوگئے ہون حالانکہ ایسا نہین ہے ،
کہو کہ اللہ برحق خالق ہر شئے کا ہے اور وہی ایک ہے اور

قہر کنندہ ہے گناہ گاروں پرایسے جہوتے اعتقادات کی وجہ
سے سزایاب ہوں گے ﷽ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً
لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ٥ - آور بنائے
لوگوں نے سوائے خدائے برحق کے بہت سے خدا کہ وے
ایک شئے کو بہی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ سب تمہارے وضعی
الہ خود بہی پیدا کئے گئے ہیں * إِنَّ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ
اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ٥ - یعنی جو لوگ
خدا قرار دیتے ہیں ایسوں کو کہ سوائے خدائے برحق کے ہیں وہ
سب خدا ایسے ہیں کہ ایک مکہی کو بہی پیدا نہیں کر سکتے ہیں اگرچہ
سب کے سب اکہٹا ہوکے مکہی کو بنائیں مگر نہیں بنا سکتے تو
پہر بڑی بڑی چیزیں کیونکر بنا سکتے ہیں ﷽ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ٥ وَإِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥ - وہ ہر شئے پر
قادر ہے وہ ہر شئے کو جانتا ہے کوئی چیز اوس کے علم و قدرت
سے باہر نہیں ہے سب اوسی کے اختیار میں ہیں ؛ وَلَا
يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ ٥ - اور لوگ اوس کے
علم کا کچہہ بہی اندازہ نہیں کر سکتے اوس کی ایک قدرت کو
اوس کے ایک علم کو بہی نہیں سمجہہ سکتے ہیں ؛ - اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ

اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَاتَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۵ لَہٗ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۵ - کوئی اللہ نہین ہین بجز
ایک معبود برحق کے کہ وہ قادر وعالم اور قایم بذاتہ ہے اور دوسرونکو
قائم کرنے والا ہے اوسکو اونگہنی اور بڑہاپا اور خواب وغفلت کبہی
نہین ہوتی اور سارا عالم اوسی کے لئے ہے یعنی وہی سلطان و مالک ہے
تمام عالم کا - اس آیت سے بہی ثبوت خدا کا اور اوسکی توحید اور اوس کے
صفات یعنی حیوۃ وغنا وخالقیۃ اور قدم اور محل حوادث کا نہونا اور عموم
قدرت سب شئے پر ثابت ہے اوس مین کسی طرحکا تغیر نہین ہوتا یکسان
ہے اور یکسان رہیگا اور سب کا خالق و مالک وہی ہے ﷺ لَا تُدْرِکُہُ
الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ - آنکہین لوگون کی
اوسکو نہین دیکہہ سکتی اور وہ سب آنکہونکو دیکہتا ہے اور وہ لطیف ہے
کثیف نہین بسیط ہے مرکب نہین اور وہ دانا ہے مجسم نہ تہا اور نہ اب
ہے اور نہ کبہی ہوگا ورنہ اسکے ذات مین قباحتین لازم آئینگی اور عقل کے خلاف
ہونگی * لَنْ تَرَانِیْ * ہمکو ہرگز تم نہین دیکہہ سکتے ہو اس قسم کی آیتون
سے ثابت ہے کہ خدائے برحق مجسم نہین مجرد از مادہ ہے لہذا وہ دیکہا نہین
جا سکتا ہے نہ سابق مین اور نہ اب اور نہ آیندہ کیونکہ وہ مجسم نہ تہا اور
نہ ہے اور نہ ہوگا اور اوس مین تغیر نہ تہا نہ ہے نہ ہوگا * وَ کَمْ

يخلق الله السموات والارض وما بينهما باطلا ذالك ظن الذين كفروا فويل للذين كفروا من النار + اور خداے تعالے شانہ نے تمام عالم کو عبث و بیکار نہین پیدا کیا مگر بیکار و بیفائدہ ہونے کا گمان اون کا ہے جنہون نے کفر اختیار کیا پس اون کے لئے جہنم مین مقام ویل ہے * وکم یرسل الرسل عبثا + اور نہین بہیجا خدا یتعالے نے پیغمبران کو بیکار بلکہ تمہاری درستی کے لئے انکو ہدایت کرنے والا بہیجا ہے * افحسبتم انما خلقناکم عبثا ہ آیا تم نے سمجہا ہے کہ ہم نے سبکو بیکار پیدا کیا ہے * وما خلقنا السموات و الارض وما بينهما لاعبين + اور ہم نے تمام عالم کو عبث نہین پیدا کیا ہے بلکہ ہر ہر چیز کے پیدا کرنے مین بڑی بڑی حکمتین اور بڑے بڑے فائدے ہین بیکار کچہہ بہی نہین ہے * وربك يخلق ما يشاء ويختار ويختص برحمته من يشاء يؤتي الحكمة من يشاء + اور تمہارا پروردگار پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اپنی رحمت کو خاص اون کے لئے کرتا ہے جسکو چاہتا ہے حکمت و دانائی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے * فلما جن عليه الليل راى كوكبا قال هذا ربي فلما افل قال لا احب الافلين فلما راى القمر بازغا قال

هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ + مطلب اس کلام معجز و موجز نظام کا دعا طلب ہے یعنی شان نزول یون ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام زمان نمرود مین شکم مادر مین تھے تو بذریعہ منجمان و کاہنان مشہور ہوا اور نمرود کو خبر دی گئی کہ بہت جلد اب ایک شخص ایسا پیدا ہونے والا ہے کہ دین بت پرستی اور بنائے کفر و ناحق پرستی کو باطل کریگا اور بتونکو توڑے گا اور اوس کے علم و فضل و کمال مین دنیا مین کوئی مثل نہوگا تو نمرود نے یہ تدبیر کی کہ مردان و زنان مین تفرقہ رہے کوئی مرد کسی عورت کے پاس نجائے اور جو لڑکا اندنون پیدا ہوا وسکو قتل کرنا چاہیے اور یہ قانون پاس ہوگیا تمام ہر جگہہ جاری ہوگیا تو حق تعالی نے حمل مادر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایسا مخفی کیا کہ کسی پر تمام ملکون مین ظاہر نہو سکا کہ مادر ابراہیم علیہ السلام حاملہ ہین جب وقت درد زہ کا ہوا تو اونکی مان ایک غار مین تشریف لیگئین اور اوسی غار مین ولادت با سعادت حضرت کی ہوئی جب حضرت دنیا مین تشریف لائے تو لوگون کی نظرون سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اونکی والدہ نے مخفی کیا

کیونکہ ہر جگہہ لڑکون کی تلاش رہتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی والدہ اوس غار سے تنہا باہر آئین اور غار کے مُنہ کو ایک بڑے
پتھر سے بند کر دیا تو حق تعالے نے انگشت نر ینہ مین حضرت ابراہیم ع
کے دودہ جاری کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی انگشت مبارک کو
چوستے تھے اور دودہ سے خوب سیر ہو جاتے تھے پھر تو حضرت کا نشو و
نما اسقدر جلد جلد ہوتا کہ ایک مہینے کے نشاؤنما کے مقابل مین ہر روز
نشاؤنما آپکو ہوتا تھا یہان تک کہ حضرت کا سن مبارک تیرہ ۱۳ سال کا
ہوا ایک روز اونکی مان حضرت کی زیارت کو غار مین تشریف لائین حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمکو غار سے باہر نکالو تو اونکی والدہ نے
کہا کہ مین ڈرتی ہون کہ شاید تمکو لوگ مار ڈالین تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
بحکم پروردگار خود غار سے باہر نکلے وہ وقت غروب آفتاب کا تھا راہ
مین تین قسم کے اشخاص ملے بعضے اونمین سے ستارہ زہرہ کی پرستش
کرتے تھے اور بعضے ماہتاب پرست تھے اور بعضے آفتاب پرست
تھے پس بوقت مغرب کوکب زہرہ کو آسمان پر حضرت نے دیکھا
تو حضرت کے دل مین یہ بات آئی کہ ان لوگون کو ہدایت کرنی چاہیے
راہ نیک کی اور دین حق کی انکو تفہیم کرنی چاہیے اور بدیہیات سے
انکو یقین دلانا چاہیے اس خیال سے حضرت نے ایسا فرمایا بطور استفہام

انکاری سکے اور اون پراس طور سے دلیل لاسکے اور اوسکا یون عنوان
قرار دیا کہ یہ تارہ یعنی زہرہ بہت بلند ہے روشن ہے یہ میرا رب
ہے جب زہرہ غائب ہوا تو فرمایا کہ اگر میرا پروردگار یہ تارہ ہے
تو اسکو حرکت نہوتی حرکت موجب تغیرات ہے کہ کبھی کہین کبھی
کہین ہوتا ہے اور ایک جگہہ ہے تو دوسری جگہہ نہین ہے - اور
پھر غائب ہونا اور غروب کرجانا تو پروردگار عالم سے بالکل بعید ہے
تو فرمایا کہ ہم غروب کرنے والے اور غائب ہونے والے کو دوست
نہین رکھتے ایسے کو ہم اپنا خدا نہین جانتے جب ماہتاب کو دیکھا تو فرمایا
ہان یہ میرا پروردگار ہے جب یہ بھی متحرک تھا اور غروب کر گیا
تو ایسا ہی فرمایا - اور فرمایا کہ اگر خداوند عالم مجھکو ہدایت نکرتا تو
ہم گم کردگان راہ سے ہوتے کہ ایسے کو اپنا خدا قرار دیتے جب صبح
ہوئی اور آفتاب نے طلوع کیا تو آفتاب کو
دیکھہ کے فرمانے لگے کہ یہ بہت بڑا ہے سب مین اور بڑی اسکی روشنی
ہے آیا یہ ہی میرا پروردگار ہے جب یہ بھی غروب کر گیا تو فرمایا تھا
اور یہ فرمایا کہ اے میری قوم مین بری ہون اوس چیز سے کہ تم
لوگ جو شرک رکھتے ہو اور جس کو پروردگار کا شریک بتاتے ہو اور
غرض حضرت کے کچھہ نہ تھی ان کلام سے مگر صرف قوم کی ہدایت اور

عنوان دلیل سے ابطال شریک کا اور ثابت کرنا اونپر کہ عبادت
اوسکی چاہیئے کہ جوان کواکب و ماہتاب و آفتاب کا بھی خالق ہو
اور یہ تقریر حضرت کی الہامی تھی پروردگار کیطرف سے کہ جو حادث
ومتغیر ہو وہ محتاج غیر کا ہوگا اور جو محتاج غیر کا ہوگا وہ جب اپنی
ہی کو پیدا نکر سکیگا تو دوسرونکو بدرجہ اولے پیدا نکر سکیگا اپنی حرکت
وطلوع وغروب مین سب محتاج غیر کا ہے توکیونکر دوسرے کی دوہ علت
تامہ ہو اور محتاج الیہ اور موثر ہو خلافِ عقل ہے اس لئے کہ جو علت
جو کل اپنے غیر کی ہو تو چاہیئے کہ وہ علت پہلے سے ضرور موجود ہو
اور جب وجود علت واجب وضرور ہے تو اپنی ہی ذات سے وجود اوسکا
واجب ہے یا غیر کی طرف سے اگر غیر کیطرف سے ہے تو یہ علت محتاج
غیر ہے اور ممکن وحادث ومتغیر ہے تو یہ علت واجب الوجود نہوگی
اور اگر یہ علت اپنی ہی ذات کیطرف واجب الوجود ہے یعنی واجب
الوجود بالذات ہے تو اس علت مین تغیر و حدوث وامکان نہونا چاہیئے
اور ہمیشہ واجب الوجود ہو بے تغیر و حدوث کے حالانکہ زہرہ و ماہتاب
و آفتاب مین ہم نے تغیر دیکھا تو یہ سب ممکن وحادث ہین نہ واجب الوجود
بالذات پس یہ آیت مذکورہ حکایت ہے استدلال حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی اور جامع دلائل کثیرہ کی * یا اَیُّهَا النَّاسُ اذْکُرُوْ

اَنْعِمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ - اے مردمان نعمت خدا کو یاد مین لاو جن نعمتون کو خدا نے تمکو دیا ہے اور اپنے منعم کی معرفت پیدا کرو کہ کس نے نعمتین دی ہین اور عطا کرنے والے کی فرمان برداری اختیار کرو اس طور پر کہ وہ ہی منعم حقیقی ہے اور اس مین کسیکو شریک نکرو آیا ہے کوئی تمہارا خالق یعنی کوئی سوائے میرے تمہارا خالق نہین ہے کہ جو تمکو انواع و اقسام کی روزی دنیا سے سرفراز کرتا ہے نہین ہے کوئی معبود بحق مگر وہی خالق تمہارا کہ جو برحق ہے پس کہان جاتے ہو راہ راست سے برگشتہ ہوکے اور راہ توحید سے منہ پہیرتے ہو اور خالق سے انکار کرتے ہو یا دوسرے کو شریک کرتے ہو -

اور پہر ایسا فرماتا ہے کہ معبود برحق مالک و رب سوائے اوس کے اور کوئی نہین ہے جو اوسکا انکار کرتا ہے وہ جہنم مین جائیگا اوسکو فلاح نہین اور عذاب سے نجات نہین ہے وہ یہ آیتہ ہے ۔ فتعالی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ ۝

پس خدائے تعالےٰ بزرگ و برتر ہے - اور ہر عیوب و نقصان سے پاک ہے ایسا اللہ کہ بادشاہِ حق اور مالک برحق و رب مطلق ہے سوائے اوسکے کوئی دوسرا خالق و مالک ہنین مگر وہی رب و خالق عرش بزرگ کا ہے - اور اللہ برحق کے ساتھ دوسرے اللہ کو بھی جو شخص چاہے اور اوسکی اطاعت کرے اوسکو معبود برحق سمجھے توکوئی دلیل اسپراون کے لئے ہنین ہے - پس سوائے اس کے ہنین ہے کہ اونکی عمل کی جزا پروردگار برحق کے پاس ہے کافر لوگون کے لئے فلاح اور امن و بہتری ہنین ہے یقیناً ۞ لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَ تَا ۞ اگر اسمانون اور زمین کے لئے اورجو چیزین ان مین ہین اون کے لئے کئی خالق پروردگار ہوتے سوائے خداے برحق کے ہر آینہ سب مخلوقات فاسد و باطل ہوتے اور کچھہ وجود مین نہ آتا یہ بفرض محال ہے والافساد عالم کا اور متعددمیت عالم کی مع لبطلان و معدومیت خداؤن کے ہوجاتا اور اسکا بیان اوپر ہوچکا ہے ۞ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ - قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمۡ يَلِدۡ وَ لَمۡ يُوۡلَدۡ وَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ٥ - کہو اے پیغمبر کہ وہ معبود برحق اللہ ایک ہے اور وہ اللہ پاک و پاکیزہ سب عیب و نقصان سے ہے

نہ اوس نے کسیکو اپنا بیٹا بیٹی پیدا کیا اور نہ وہ کسیکا بیٹا بیٹی ہے اور نہ
کوئی اوسکا قبیلہ اور ہمسر اور نہ کوئی اوسکی قوم ہے وہ یکتائے محض
ہے بے مثل و بے عیب ہے ۞ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ
یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ
یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا
یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۞ کہو تحقیق کہ میرا پروردگار
روزی سبکو دیتا ہے جسکو چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور مقدار
روزی کی معین کرتا ہے اور راہِ خدا مین تم جو کچھ صرف کرتے ہو پس
خدا اوسکا عوض دیتا ہے تمکو دنیا مین اور اوسکا ثواب آخرت مین اور
حق تعالے بہتر روزی دینے والا ہے بلکہ وہی روزی دینے والا ہے
اور دوسرے جو دیتے ہین وہ حقیقتہً دینے والے نہین ہین
بلکہ دینے کے ذرایع ہین اور واسطے ہین اور مجازاً ہین — اور
یاد کر اوس دنکو کہ جس دن ہم اکٹھا کرینگے اونکو یعنی کفار کو یا کفار مکہ کو

تو ہم کہین گے اول ملائکہ سے کہ آیا یہ کفار تمہاری عبادت کرتے تھے
یعنی ہم جانتے ہین کہ ایسا نہین ہے کہ تمکو دعوے خدائیکا ہو یا تم اونکے
افعال سے راضی ہوا ور اس پوچھنے سے کفار کو معلوم ہو جائیگا کہ
ملائکہ ہماری سفارش نکرین گے ملائکہ جواب دین گے کہ تو منزہ ہے
اس عیب سے کہ تیرا کوئی شریک ہوا ور اوسکی کوئی عبادت کرے
تو ہمارا خداوند و مددگار ہے ہم مین اور ان مین دوستی نہین ہم انکی
عبادت و افعال سے راضی نہین بلکہ یہ لوگ از روئے جہالت و
گمراہی جن یعنی شیطان کی عبادت کرتے تھے - اور ان مین سے اکثر
شیطان کے اوپر اعتقاد رکھے تھے پس آج بروز حشر اون معبود
باطل کو قدرت نہین کہ اپنے عابدونکو بچائین اور ضرر دفع کرین
اور نفع پہونچائین اور ہم کہین گے اون کفار اور اون بڑے لوگون
کہ جہنم کے عذاب کو چکھو جس جہنم کو تم جھٹلایا کرتے تھے * اِنَّ اللّٰہَ
عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ہ تحقیق خدا تمام عالم کے امور مخفیہ کو جانتا ہے اور
وہ واقف ہے دلون کے رازون سے - علاوہ اور آیتون کے صرف
اسی آیہ سے ثابت ہوا کہ جب وہ دانا ہے دلون کے خفیات واسرار سے
بطور آشکار تا روز قیامت پس وہ دانا ہے جمیع عیوب کا کوئی شئے

اوس سے مخفی نہین ہے موجود اور وہ معدوم جو موجود ہونے والا ہے
اوس پر سب روشن و آشکار ہے ید قُلْ اِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ +
اے پیغمبر کہو کفار سے کہ میرا رب ہر قسم کی روزی کو کشادہ کرتا ہے
جن لوگون کے لئے اوسکی مشیت و مصلحت ہوتی ہے اور کم و بیش کرتا
ہے اپنے ارادون اور مصلحتون سے کبہی کفار کو زیادہ دیتا ہے صرف
اپنی مصلحت سے نہ اون کفار کے اس مین کچہہ کرامت ہے اور کبہی
مومن مسلم کی روزی کو تنگ کرتا ہے اپنی مصلحت سے اور بنظر
امتحان نہ اون مومنین کی مذلت و رسوائی کے وجہ سے اور بعضے
کافر بہی فقیر و مفلس ہین جیسا کہ بعض مومنین امیر و غنی ہین مگر اکثر
لوگ ان چیزونکو نہین سمجہتے ہین یا سمجہتے ہین تو بہر غافل ہو جاتے
ہین * هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ
فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا
وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ٥ + وہی حق تعالے
تمکو ایکے بعد دیگرے زمین پر لایا اور پیدا کیا اور پہلون کی جگہہ
تمکو قائم کیا ۔ اور تمکو بہی مثل سابقین کے نعمتین دی ہین تو حق شناسی
اور شکر خالق و اطاعت و فرمانبرداری اپنے مالک کی کرد بیس حسب نانے

ایسا نکیا اور کفر کو اختیار کیا تو دوسرونکو اس کفر کا ضرر نہ پہونچیگا
اور نہ میرا کوئی نقصان ہے بلکہ کافر کا کفر اوسیکو ضرر پہونچاتا
ہے - اور اُن کافرون کے کفر کا ثمرہ اور نتیجہ کچھہ نہین ہے
سوائے بغض و عداوت اونکی کے حق سبحانہ وتعالےٰ سے کہ
وہی عداوت باعث دخول جہنم وسبب عذاب شدید کا ہے اور ضرر
وخسران ورسوائی ادنہین کے لئے ہے اور فرماتا ہے کہ قُلْ
اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ
اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ٥ کہو اے پیغمبر کفار سے کہ
سوائے خدائے برحق تم لوگون نے جنکو جنکو خدا کا شریک اپنے
اپنے اعتقادون مین سمجھا ہے آیا اپنے اپنے خدا سے شرکا کو دیکھا
ہے اور سمجھا ہے تو دیکھا دو مین اور ہمین سمجھا دو اور بتا دو اس
بات کو کہ ان شرکاؤ نے کیا کیا پیدا کیا ہے آیا زمین پیدا کی یا آیا
زمین کی چیزین پیدا کی ہین یا آسمانون کو اور چیزہائے آسمان کے پیدا
کرنے مین شرکا رہین یا ہم نے کوئی ایسی کتاب اونکے لئے نازل
کی ہے کہ جس مین اون کی شراکت ظاہر ہوتی ہے تا وہ شرکاؤ کے

لئے اور تمہارے لئے حجت و بینہ ہو حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ
تمہین لوگون مین سے بعض ظالم بعض ظالم کو فریب اور دہوکا
دیتے ہین - اور جھوٹ جھوٹ ایک دوسرے کو سمجھا دیتے ہین
کہ سب خدا ہماری اور تمہاری شفاعت کرین گے خدائے برحق کے
نزدیک حالانکہ تمہین لوگون کا فریب ہے اور محض سرکشی تمہاری
ہے حالانکہ خدائے برحق ایک ہے بدون شرکت کے وہی خالق
تمام عالم و عالمیان کا ہے ÷ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا - وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ
اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۞ ÷ بتحقیق کہ وہی
اللہ خالق مطلق لگا رکھتا ہے آسمانون اور زمین کو کہ گرنے نہین
دیتا اور اگر بالفرض گرین تو نہین روکتا ہے انکو گرنے سے کوئی
مگر خدائے سبحانہ تعالے کیونکہ ممکن بالذات معلول ہے واجب
بالذات کا ممکن بالذات کے بقا کی حالت کے لئے واجب بالذات
کا ہمیشہ باقی رہنا ضرور بدیہی ہے بدرستیکہ اللہ تعالے حلیم و
بردبار و متحمل ہے کہ تمہاری ان سب جہالتونکو جانتا ہے مگر
فوری سزا نہین دیتا اور گناہ گارون کے گناہون کو بخشنے
والا ہے اگر گناہ بخشنے کے قابل ہو -

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ + اور تمہارا رب حقیقی اور خالق برحق پیدا کرتا ہے جو اوسکی مشیت مین اور ارادہ مین آتا ہے اور اپنے اختیار سے بارادہ سبکو پیدا کرتا ہے سوائے اوس کے اور کسی کو اختیار نہین ہے جنکو شریک بناتے ہو اونکو کسی طرحکا اختیار نہین - وہ باریتعالے پاک اور بے عیب ہے اس سے کہ تم لوگ اوسکا کسیکو شریک قرار دیتے ہو اور حق تعالے جانتا ہے جن چیزونکو اپنے اپنے دلون مین تم لوگ چھپاتے ہو اور جن چیزونکو تم لوگ ظاہر کرتے ہو ۝ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ + وہی خدائے برحق اللہ ہے سوائے اوسکے کوئی دوسرا خدا نہین ہے اوسیکے لئے ہمیشہ سب طرحکی ستایش وثنا وصفت ہے اور اوسیکا حکم سب پر ہے وہی حاکم ہے تمہارا اور اوسیکی طرف پر تمہاری بازگشت ہے + قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ

اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ + کہو اے پیغمبر کہ آیا دیکھا کہ اگر تمہارے لئے
ہمیشہ رات ہوتی تو کون ہے سوائے اللہ سبحانہ کے کہ تمہارے لئے
دنکو پیدا کر دے آیا سنتے ہو یا نہین ٭ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ
اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ
غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۗ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
کہو کہ آیا دیکھا اور سمجھا تم نے کہ اگر قیامت تک ہمیشہ تمہارے
لئے دن ہی دن ہوتا تو کون ہے سوائے خدا تعالے کے کہ
تمہارے لئے رات پیدا کرے تا اوس رات مین تم آرام کرو آیا
تم دیکھتے نہین ٭ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ
النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ۝ + اور اوسی کی مہربانی سے ہے کہ تمہارے
لئے رات کے بعد دن دن کے بعد رات کر دیتا ہے تا تم
گھبراؤ نہین اور دن اور رات مین اپنے کامونکو اور
آرام و آسایش کو عمل مین لاؤ اور تاکہ اوس کی مہربانی کے
خواہان رہو اور شاید تم لوگ اوسکی شکرگذاری کرو کہ دن سے
رات رات سے دن کر دیتا ہی ایک بڑی نعمت ہے تمہارے
لئے ٭ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِ

يَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ٥ + اور جس دن لوگون کو خدا
پکارے گا تو کہیگا کہ کہان ہین ہمارے شریک سب کہ جنکی شرکت
کا تم سب زعم کرتے تھے +. وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَ
ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ٥ + اور اختیار کرینگے
ہم اور انتخاب کرین گے ہر امت سے ایک گواہ یعنی اون کے
پیغمبر دن کو گواہ بناینگے اونکے افعال او رکردار پر پس
کہین گے ہم اہل کفر سے تم لوگ اپنے دعوے پر دلیل لاؤ اور
اپنے کفر وشرک کی حقیقت ثابت کرو تب یہ کفار جانین گے کہ اللہ
تعالے ہی حق پر ہے یعنی وہی خدائے برحق ہے اور ہم لوگ
حق پر نہین ہین اور جو جو افترا کئے ہین وہ سب زائل ہو جاینگے
وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ
هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٥
اور اللہ تعالے کے ساتھ دوسرے کو خدا نہ بناؤ کوئی اللہ
نہین ہے سوائے معبود برحق کے کہ وہ ایک ہے ہر شئے ہلاک
اور فنا ہوگی سوائے ذات باریتعالے کے اوسی کے لئے حکومت
ہے اور اوسی کیطرف سب کی بازگشت ہے + وَمَنْ

جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ
اور جو شخص جہاد کرے اور رہوے اور حرص نفسانی کو باز رکھے کہ یہ
جہاد اکبر ہے تو وہ اپنے ہی لئے یہ جہاد کرتا ہے کہ اسکا ثواب اوسیکو ہوگا
اس مین میرا کوئی فائدہ نہین ہے تحقیق کہ اللہ تعالے بے پروا ہے
تمام عالم سے کسیکی اوسکو احتیاج نہین ہے * اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا
الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِیْمٌ ٥ جن لوگون نے ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کیا۔
ہرگز اللہ تعالے کو اسکا کچھ بھی ضرر نہین ہے بلکہ اونہین کے
لئے سخت عذاب رنج دہندہ ہے * وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ٥ * اور اللہ ہی کے
لئے تمام عالم ملک ہے - اور اللہ ہر عمل کو تمہارے جانتا ہے
اوس سے کوئی چیز مخفی نہین ہے * لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ
قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَاءُ سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا
وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِیَاءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ
الْحَرِیْقِ ٥ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ٥ تحقیق کہ حق تعالے واقف ہے اس سے
بھی کہ جنہون نے کہا اللہ ہی محتاج ہے اور ہم سب غیر محتاج

انعینا رہین پس اون کے اس کلام کو بھی اور اون کے اس فعل کو
کہ اپنے اپنے پیغمبرون کو قتل کیا ہے بے قصور ہم لکھہ لیتے ہین یاد دہی
کے لئے یعنی فرشتون کو حکم کرینگے کہ لکھین اون کے نامۂ اعمال مین -
اور ہم کہین گے کہ اب جہنم کے عذاب کو چکھو یہ اوسکا صلہ ہے جسکو تم
عمل مین لائے تھے اور اپنے اپنے انفسون پر تم نے ظلم کیا تھا اور اللہ
بندون پر ظالم نہین ہے انصاف کرنے والا بڑا مہربان ہے ٭ اَلَّذِیْنَ
قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ
تَاْکُلُہُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ
وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِنْ
كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ
وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ٥ ٭ اور اللہ نے سنا اون لوگون کے کلام
کو بھی کہ جنہون نے کہا ہے کہ تحقیق خدا نے ہمارے واسطے وعدہ و
عہد کیا یعنے توریت مین حکم دیدیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائین گے پیغمبر پر
اور اوسکی تصدیق نکرینگے تاآنکہ خاص وہی معجزہ نہ دیکھلائین کہ
آسمان سے آگ نازل ہو اور قربانی کو جلائے جیسا کہ بنی اسرائیل
مین قربانیکا یہی دستور تھا اوسکا ذکر مفصلاً دوسری کتابون مین
موجود ہے - کہو اے پیغمبر کہ تحقیق مجھہ سے پیشتر پیغمبر

تم پر نازل ہوئے اور اس معجزہ کو بھی دیکھلایا پھر اون پیغمبرون کو
یعنی حضرت ذکریاؑ کو اور اون کے بیٹے حضرت یحییٰؑ کو اور حضرت
عیسیٰ کو کیون قتل کرڈالا اگر تم راست گو ہو تو اس معجزے کو دیکھ
کے اون پر ایمان کیون نہ لائے پس اے پیغمبر اگر تمہاری تکذیب
اونہون نے کی تو ملول مت ہو کیونکہ تمہارے پہلے بھی پیغمبر
جھٹلائے گئے ہین حالانکہ لائے وہ دلیل روشن اور معجزہ واضح
اور کتابین لائے ہماری طرف سے اور احکام خدائی اور امر و نواہی و
نصائح و مواعظ میری طرف سے لائے تھے مثل انجیل و توریت کے
اس کا رنج نکرو اسواسطے کہ یہ یہودی وہ ہین کہ پہلے پیغمبرون کے
معجزے دیکھکر اونکو قتل کرتے تھے اگر تو اونکو قربانی کا معجزہ
بھی دیکھلائیگا تو پھر بھی وہ ایمان نہ لائینگے تو اونکو ہمارے
سپرد کردے کہ اون کو ہم سزا دینے والے ہین * وَلِلّٰهِ مُلْكُ
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اِنَّ فِيْ خَلْقِ
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ
لِّاُولِي الْاَلْبَابِ اور تمام آسمان اور زمین کی یعنی تمام عالم کی
بادشاہی خدا ہی کے واسطے ہے اور خدا ہر شئے پر قادر ہے تمام
عالم کے انواع و اقسام کی چیزون کے پیدا کرنے مین اور دن رات کے

بار بار اختلاف مین البتہ حق سبحانہ کے وجود توحید پر نشانیان ہین
واسطے اون کے جو صاف عقل رکہتے ہین اور آلودگی جہل وہم و
شیطنت سے جنکی عقل صاف و پاک ہے اور عقلمند آدمی ہین اور
ہر ایک اون مین سے ایک لایق شخص ہے +
اور ازین قبیل بہت سی آئتین صریح ہین اس پر کہ وہ معبود برحق
ہے اور اوس کا کوئی شریک نہین اور سابق مین جو جو صفات
اوسکے شمار کئے گئے ہین وہ سب آیات قرانی سے ثابت ہین یادہ
طول دینا نقل آیات مین بے ضرورت ہے کیونکہ سمجہنے والے کے
نزدیک بیان کافی ہے اور جنکے دلون پر مہر ہوئی ہے اور ایمان
لانا نہین چاہتے باوجود اُس کے کہ اپنے اپنے دلون مین سمجھتے بہی اور
کبہی کبہی منفعل بہی ہوتے ہین - اور پہر کفر و شرک و شرارت پر
آمادہ ہین اون کو ہدایت بیکار ہے وہ لوگ جان بوجہ کے جہنم کو
اختیار کرتے ہین جن جن دلائل و براہین سے وہ دوسرون کو قائل
کرتے ہین اونہین چیزون کو دوسرون سے نہین سنتے اور نہین سمجھتے
حالانکہ اونہین کی دلیلون سے اثبات وجود حق تعالے اور توحید
کا اثبات اور نبوت کا اثبات مگر مقصود چونکہ ہدایت ہے اس
لئے کچھہ اور دلائل نقلیہ لکھے دیتا ہون کہ شائد اثر کرین ؛ -

الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

وہی عقلمند آدمی ہین کہ جو یاد کرتے ہین ہر حال مین اپنے رب کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ لیتے ہوئے یعنی کسی حال مین خدا کو فراموش نہین کرتے ہین ۔ اور حدیث مین ہے کہ جو کوئی چاہے کہ بہشت کے باغون مین سیر کرے وہ ہر حال مین اللہ کی یاد کرے اور ذکر خدا کرے ۔ اور وہی عقلمند لوگ ہین کہ جو فکر و تامل کرتے ہین تمام مخلوقات مین نظر و ملاحظہ کرتے ہین اور صنائع و بدائع پر انواع مخلوقات کے غور و نظر رکھتے ہین کہ جس سے قدرت کاملہ خالق عالم پر یقین لاتے ہین اور ان چیزون سے دلائل لاتے ہین وجود خالق مطلق پر اور کمال تضرع سے کہتے ہین اے میرے پروردگار تونے ان مخلوقات کو عبث و بدون حکمت کے پیدا نہین کیا ہے بلکہ سب فائدون سے ایک یہ فائدہ بھی بہت بڑا ہے کہ ان سب کے ظہور سے تیرا وجود اور تیری قدرت معلوم ہوتی ہے پاک و بری ہے تو سب عیبون سے ہر نقصان سے پس ہمکو عذاب جہنم سے نگاہ رکھ کہ ہم قصور وار

ہین کہ ایسی خالقِ حکیم کی اطاعت و معرفت مین اور اوسکی بندگی و شکر گذاری مین کمی کرتے ہین ؛ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ یَعْدِلُوْنَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وَاَجَلٌ مُسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۵ وَهُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِنْ اٰیَۃٍ مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۵ — سب صفات حمیدہ اوسی خداے برحق خالقِ عالم کے لئے ہے کہ تمام عالم کو پیدا کیا اور دن اور رات کو بنایا اور اندھیرا اور روشنی پیدا کی اور اون لوگون کا اعتقاد باطل ہے جو کہتے ہین کہ نور کا بنانے والا تو خدا ہے مگر تاریکی کا پیدا کرنے والا شیطان ہے یعنی مجوسی لوگ ایسا اعتقاد باطل رکھتے ہین حالانکہ خداے تعالے نے ان سب چیزونکو بندون کے لئے پیدا کیا ہے اور کافر ہین وہ لوگ جو ان سب نعمتون پر شکر نہین کرتے اور اوسکی معرفت حاصل نہین کرتے اور ایسے خالق برحق سے عدول اور روگردانی کرکے دوسرے مخلوق کو خدا جانتے ہین یا اوسکا شریک کرتے ہین

اور یا ایسا کہتے ہین کہ یہ سب بدون کسی خالق کے خود بخود ہو
گئے ہین وہ بہی باطل ہے یا صورت سنگی یعنی بت جو اپنے ہاتھون
سے بناتے ہین اوس پتہر کو ان سب کا خالق جانتے اگر انکا
بنایا ہوا بت خالق ہے ان سب کا تو خود ہی آسمان وزمین
ورات ودن وغیرہ کو کیون نہین بنا لیتے اگر کچہہ قدرت رکہتے
ہین یہ سب اعتقاد باطل ہے بلکہ وہی خالق برحق قادر مطلق نے
تم سب کو پیدا کیا مٹی سے یعنی تمہارے باپ حضرت آدم
کو اور معین کیا تم سب کے لئے موت کو اور رہی ایسی موت کو کہ
جو تمہاری کردار سے خدا ئے تعالے تمہاری موت کی مدت کہتا
تا بڑہاتا ہے مثلاً قطع رحم اور زنا اور مردم کشی وغیرہ سے تمہاری
موت جلد آتی ہے اور صدقہ دینے سے اور صلۂ رحم اور
پرہیز گاری وغیرہ سے تمہاری موت کی مدت دیر مین آتی ہی
پہر تم شک کرتے ہو قیامت کے آنے مین حالانکہ جب تم
کچہہ نہ تہے تو ایسی لا شئے کو پیدا کر دیا خدا نے تو پہر دوبارہ
قیامت کے دن تمکو موجود کر دینا آسان ہے اس آسان
چیز کے تم کیون منکر ہوا ور وہی معبود مطلق ہے ہر جگہہ
کوئی جگہہ اوس کے وجود سے خالی نہین ہے اور تمہارے ظاہر

وباطن کو خوب جانتا ہے اور جانتا ہے تمہاری نیکی اور بدی کو
ایسی حالت مین تمہاری حالت ایسی ہے کہ جو معجزہ یا پیغمبر
یا تمہارے پاس آتے ہین تو اوسنے منہ پھیر لیتے ہو اور جس
مخلوق کو ہمارے دیکھتے ہو تو اوس سے اوس کے خالق کے
سمجھنے سے روگردانی کرتے ہو ان علامات سے میری شناخت
نہین کرتے ہو * وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۝ قُلْ
إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ
مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ * اوسی پروردگار کے ملک مین اوسی
کے قبضہ مین اوسی کا پیدا کیا ہوا تمام زمانہ اور اہل زمانہ
ہین اور سب جانتا ہے اور سننے کی چیزون سے بھی وہ پورا
واقف ہے۔
کہو اے پیغمبر کہ کیا مین اختیار کرون خدا کے سوا کو یعنی ایسا
نہو گا کہ دوسرے کو اپنا دوست یا مالک بناؤن بلکہ دوست
اور مولے میرا وہی ہے جو پیدا کرنیوالا ہے سارے عالم کا ہے
اور وہ روزی دیتا ہے سبکو اور اوسکو کوئی روزی دینے والا

نہین ہے سب اوس کے محتاج ہین وہ کسیکا محتاج نہین ہے غنی مطلق
ہے - کہو اے پیغمبر کہ مین حکم کیا گیا ہون کہ تم سب سے پہلے مین مسلم ہون
اور مین حکم کیا گیا ہون اسطور پر کہ اے پیغمبر تو مشرک ہرگز ہو نا منکر
سے اسپنے کو نہ بنانا - اور اسی آیت کے بعد یہ آیت ہے کہ اس
سے بہی توحید اور عدم شریک خدا ثابت ہے * قُلْ اِنِّیْ اَخَافُ
اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ
یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ
اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ
بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ
عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ - قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً
قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ
اٰلِهَةً اُخْرٰی قُلْ لَّا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ
بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ * کہو اے پیغمبر کہ مین اپنے پروردگار سے
ڈرتا ہون قیامت کے عذاب سے

ایسا عذاب کہ جس شخص سے وہ باز رکھا جاتا ہے تو صرف اوسی پروردگار
کی رحمت ہی سے باز رکھا جاتا ہے وہی مہربانی کرتا ہے اور
اوسکی رحمت رستگاری ہے اور مراد کو پہونچنا ظاہر ہے اور فرمایا
اوس پروردگار ہمارے نے کہ اگر تجکو کوئی ضرر مثل بیماری اور فقر
وغیرہ کے ہو تو تجہسے اوسکا دور کرنے والا کوئی نہین ہے بجز اوس
پروردگار کے اور اگر تجکو کوئی بہتری مانند صحت اور مالداری
وغیرہ کے ہو تو وہی ہر چیز پر قدرت رکہنے والا ہے اور وہ سب پر
غالب ہے اور بندے سب اوس کے مغلوب و عاجز ہین اور وہ
پروردگار دانشمند و حکیم ہے اپنی حکمت و مصلحت سے جس کو چاہے
فقیر یا تونگر یا صحیح یا بیمار کرتا ہے اور وہ خبر رکھتا ہے بندون کے
سب احوال سے ❊

اور جب عرب کے بیوقوفون نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ سے کہا کہ ہمکو کوئی دکھلائی نہین دیتا جو
تمہاری تصدیق کرے اور سمجہے کہ تم خدا کی طرف سے پیغمبر ہو اور
یہود و نصرانیون کے علماء سے ہم پوچہہ چکے ہین کہ آیا تمہاری
کتابون مین کہین کچہہ اس کی خبر ہے کہ ایک پیغمبر آخر مین ان
ان اوصاف کا ہوگا اون سبہون نے محض انکار کیا ہے کہ کہین

کچھ ذکر نہین ہے - تو اب تم ایسا شخص بتاؤ کہ تمہاری حقیت ر
اور تمہاری کتاب کی حقیت پر گواہی دے تو حق تعالے نے یہ
آیت نازل کی * قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً الخ —
یعنی کہو اے پیغمبر کہ کون شئے گواہی دیتے ہین زیادہ سچی ہے
تو وہ لوگ جواب ندینگے تو تم کہو کہ ہمارے تمہارے درمیان
مین وہی معبود برحق گواہ ہے اوس سے بڑھکے کسکی گواہی
زیادہ معتبر ہوگی اور جیساکہ ہماری حقیت پر اور تمہارے
دعوے پر خدا گواہ بزرگ ہے ویسا ہی یہ قرآن بھی گواہ ہے
کہ یہ قرآن وحی کیا گیا ہے مجہپر تاکہ تمکو اس سے ڈرائین اور
نصیحت کرین اور اون لوگون کو بھی جو تمہارے بعد آینگے
تا روز قیامت اور اون لوگون کو جو یہان تک مین موجود نہین
ہین یعنی تمام دنیاکے لوگون کو کہ جنکے پاس یہ قرآن یا ایک آیت
بھی پہونچے —
آیا تم سب گواہی دیتے ہو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ تہہت
سے اللہ شریک ہین یعنی تمہارے بت مثلاً کہو اے پیغمبر کہ
مین ایسی گواہی نہین دیتا ہون بلکہ کہو کہ مین گواہی دیتا ہون
اس پر کہ بجز اللہ تعالے واحد کے اور کوئی اللہ نہین ہے اور

کوئی اللہ نہین ہے اور نہ اوسکا کوئی شریک ہے اور مین بیزار ہون اوس سے کہ تم سب شریک لاتے ہو بت کو یا اور کسیکو اوسکا شریک ٹہراتے ہو تو الٰہ کہو اور یہود اور نصرانیون سے یون کہو کہ خدا فرماتا ہے کہ انجیل و توریت اون اہل کتاب کے پاس ہم نے بہیجا ہے اون کتابون سے رسول خدا خاتم الانبیاء کے سب اوصاف سے وہ لوگ واقف ہین اس طور پر جیسا کہ وہ لوگ اپنے بیٹون کو بہت سے لڑکون مین پہچان لیتے ہین یعنی ایسا پہچانتے ہین کہ رونکو ذرہ شک نہین رہتا وہ لوگ باوجود شناخت کے انکار کر جاتے ہین پیغمبر کو تو اپنے نفسون کو رسوا اور ذلیل کیا ہے اور خود اونہون نے اپنے پر ظلم کیا پس ایسے لوگ ایمان نہ لاینگے ؛

اور دوسری جگہہ قران مین یون فرمایا ہے

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّکُمْ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھَارَ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

کفّارٌ + اور دوسرے مقام پر اپنی الوہیت کی حقیت کو یون
فرماتا ہے کہ خدائے برحق وہ ہے جس نے تمام آسمانون اور زمین کو
پیدا کیا اور آسمان سے بارش نازل کی وہ بارش کہ جس سے تمام
زراعت و باغات و ثمرات وغیرہ ذلک کو پیدا کیا تا تمہارے
لئے اوس سے روزی ہو اور کشتیون کو تمہارے لئے رام کیا تا
دریاؤن مین تمہارے کاروبار جاری ہون اور ایک ملک سے دوسرے ملک مین آنا جانا
آسان ہو اوس نے اپنے حکم سے ان سب کو پیدا کیا اور آفتاب و
ماہتاب کو داب و عادت پر قرار دیا تمہارے لئے تا دن رات کی
اور روشنی اور اون کے حرکات سے تمہارے لئے فوائد حاصل
ہون اور دن رات کو مسخر کیا اور رام کیا تمہارے لئے اور اسکے
منافع کو تمہارے لئے قرار دیا اور تم نے جو مانگا سو دیا اوس پروردگار
نے بحسب مصلحت و حکمت اپنی اور اگر چاہو کہ ان نعمتون کو شمار
کرو تو شمار نہ کر سکو گے کیونکہ نعمتین خدا کی بے انتہا ہین بتحقیق
آدمی ستمگار ہین اپنے اور سخت ناسپاس ہین کہ کسی نعمت کو خیال
مین نہین لاتے اور اون کے ذریعہ سے منعم کو پہچانتے + وَلَوْشَاءَ
رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ
مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ

كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ۝ ÷ اور اگر خدا چاہتا تو سبکو ایک ہی دین وملت پر
بجبر وقہر بنا دیتا مگر شرط تکلیف کے خلاف ہے کیونکہ تکلیف
مین اختیار مکلف شرط ہے اور تمہارا امتحان نہوتا اور حق و
باطل مین اور استحقاق و عدم استحقاق اور کفر و اسلام اور خدا
پرستی اور عدم خدا پرستی مین تمکو کچھہ فرق معلوم نہوتا اور تم ہمیشہ
رہوگے مختلف مذہبون مین مگر جسپر خدا رحم کرے اور یہ سب
اسی امتحان اور اختیار کیلئے خدا نے اونکو پیدا کیا تا ثواب دیوے
اطاعت کرنے والے کو اور عقاب گناہ گار کو اور اب پورا ہوا
تیرے رب کا وعدہ کہ جہنم کو ہم بھر دینگے جنات اور آدمیون سے
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ
كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ تعالے ہی کے لیے ہے تمام عالم
کے امور مخفی کا جاننا اور سوائے اوسکے کوئی غیب کی
بات نہین جانتا اور آیندہ کی بات نہین جانتا مگر جسقدر پیغمبر
وامام کو خدا نے بتایا تو اوسقدر وہ بھی جانتے ہین اور کل شے
کی بازگشت اوسی مالک حقیقی کی طرف ہے نہ غیر کیطرف پس

اے پیغمبر تو اوسی خالق عالم غیب دان کی پرستش کر اور اپنے
سب کاموں کو اوسپر سب امید ونکو اوسکی ذات پاک پر چھوڑ دے
اور تیرا رب غافل نہین ہے سب کے اعمال وزرہ ذرہ سے واقف
ہے کوئی شئے اوس سے مخفی نہین ہے ۞ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ
لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞ یہ قرآن اور یا جو نصائح اس
سورۂ ابراہیم مین ہین وہ کفایت کرتے ہیں لوگون کو تا
اس سے اونکو نصیحت ہو جائے اور چاہیے کہ نصیحت دئے جائین
اور ڈرائے جائین اس قرآن سے اور چاہیے کہ جانین یہ کے
اللہ ایک ہے اور چاہیے کہ نصیحت قبول کرین صاحبان عقل و
ہوش اور منہیات سے باز رہین اور اوس کے حکم کو عمل مین لائین
کہ کتاب کے بھیجنے کے بھی بہت فائدہ ہین عبث نہین بھیجی ہے
اور خدا کا ثبوت اور اوس کی توحید اور اوس کے صفات کمال
کا ثبوت صرف وجود قرآن شریف سے بھی ظاہر ہے کیونکہ
کلام بے متکلم کے نہین پایا جاتا اور بے مثل کلام کے وجود سے
متکلم بے مثل کا وجود سمجھا جاتا ہے اور کلام اللہ کا بے مثل
ہونا ظاہر ہے اور خود قرآن مین بھی بعضی آئتین ہین کہ جس سے

سمجھا جاتا ہے کہ کلام بشر کا نہین ہے بشر ایسے کلام سے عاجز ہین
چنانچہ ایک یہ آیت اس مضمون کی ہے - قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝
کہو اے پیغمبر کہ اگر تمام انسان وجنات جمع ہون اور اتفاق
کرلین اس امر پر یہ کہ اس قرآن کے مثل دوسری کتاب بنائین
تو نلاسکین گے مثل قرآن کے اگرچہ کتنا ہی کوشش کرین اور
ایک دوسرے کی کمک کرین مگر ہرگز نہین ہوسکتا - کہ قرآن یا
قرآن کے کچھ اجزا بنا سکین دلیل بھی اور کلام خدائی کی پہچان
کیسی واضح ہے مگر اسپر بھی پہچاننے سے انکار کرجاتے ہین اگرچہ
اپنے اپنے دلون مین خوب پہچانتے ہین * قُلِ ادْعُوا
الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ
شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ
عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْ
بِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ
قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ

وَاِنَّا وَاِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ قُلْ لَّا
تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ
يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ
قُلْ اَرُوْنِىَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا بَلْ
هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ
لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِ
يْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ
مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ
نَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَ
وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِىْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَ
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ؛ يعنى جن لوگوں نے اپنے

زعم مین غیر خدا کو خدا قرار دیا ہے اون سے کہو ای پیغمبر کہ
تمہارے وہ سب خدا مالک ایک ذرہ کے بہی نہین زمین تمام
دنیا مین اور ملائکہ اور بت یا اور کوئی جسکو خدا کہتے ہو غیر خدا
تعالے کو اونکو خدائے تعالے کے ساتھہ کچھہ بہی شراکت نہین
ہے اور نہ اون خداوندون کا کوئی مددگار ہے اور نہ وہ سب
خدا کچھہ اختیار رکھتے ہین اونکو جو شفیع سمجھے پاس قرار دوسگے
تو اونکی شفاعت کچھہ تمکو فائدہ نہ دیگی مگر شفاعت اور سفارش
اوسکی فائدہ دیگی جسکو ہم اجازت دینگے یعنی پیغمبر آخر الزمان کو سفارش
کرنے کی اجازت ہے اور بعض موقعون کے انبیا اور ائمہ اور ملائکہ اور
دیگر صلحا کو اور بروز قیامت شفاعت کرنے والے اور وہ سب
جنکی شفاعت ہوگی منتظر رہینگے اور ترس و فزع مین گذارینگے اس
خیال سے کہ مبادا شفاعت قبول نہو تا آنکہ فزع اور ترس دلون سے
اونکے زائل ہوا اور اجازت سفارش کی ہو تو بعض بعض سے کہینگے
کہ پروردگار نے کیا حکم دیا تو کہینگے کہ حکم اوسکا حق ہے یعنی مومنین
کے حقمین سفارش کی اجازت ہے اور غیر مسلمین کے حق مین اجازت
نہین ہے اور خدائے تعالے بزرگ اور برتر ہے ایسے
کہ انبیا اور ملائکہ سب بے اوسکے اذن کے جرأت سفارش

کی کرین اور اسکے اور معنی ہین مگر طول دینا مقصود نہین ہے
اور کہو اے پیغمبر مشرکون سے از روے تنبیہ کے ابطال شرک
ہین کہ کون روزی دیتا ہے آسمان سے یعنی بارش کہ خود سبب
روزی ہے اور سبب روزی کا اور رحمتونکا نازل کرنا اور زمین
سے اور یہ ظاہر ہے پہر تم خود ہی اونکو جواب دو کہ اللہ تعالے
روزی دیتا ہے اور یہ کہو اون سے کہ تحقیق کہ ہم خدا سے تم برحق کو
روزی دینے والا اعتقاد کرتے ہین اور تم کہ خداے باطل کو اور
بت کو یا اور کسی ذی روح کو روزی دینے والا کہتے ہو انمین سے
کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہی ظاہر پر آیا ہم ہین یا تم یعنی
ہم ہدایت پر ہین اور تم ایسون کو روزی دینے والا بتاتے ہو کہ
وہ خود ہر چیز مین محتاج ہین پس ضلالت پر ہو تم. کہو ان مشرکون
سے کہ ہم مومنین جو جرم کرتے ہین یعنی فروعات ہین اور تم جو عمل
کرتے ہو یعنی کفر و شرک و دیگر عملیات اصول دین ہین اونکا
سوال ہر شخص سے بہ نسبت اوسی شخص کے عمل کے ہوگا ہمارے
جرم کا سوال تم سے نہین ہوگا اور تمہارے جرم کا سوال
ہم مومنین سے نہوگا اپنی اپنی تکلیفون کے آپ مکلف ہین یعنی
اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو اسکا سوال اور عذاب تم سے متعلق

رکھتا ہے اس مین دوسرونکا کیا مگر تاہی چاہو ایمان لاؤ چاہو نلاؤ جہنم کو اختیار کرو ہر شخص کو اپنے اپنے استحقاق پیدا کرنے مین اختیار حاصل ہے اور جب وہ ایمان نہ لائے تو حکم پروردگار ہوا کہ اے پیغمبر کہو کہ پروردگار عالم ہمکو اور تم کو بروز قیامت اکٹھا کرے گا تو حکم بعدالت کریگا کہ باطل کو سزائے عذاب اور حق کو جزائے نعمات دیگا اور وہی بڑا حکم کرنے والا ہے اور قاضی برحق ہے اور دانا کیفیت حکم سے ہے اور کہو اون سے کہ دیکھاو ہمین اون کو کہ جنکو تم نے خدا کا شرکا بنایا ہے تا اون شرکا کے صفات ہم دیکھین کہ استحقاق الوہیت اون مین ہے یا نہین بلکہ ایسا ہرگز نہین کہ بتون کو یا اور کسی مخلوق محتاج کو استحقاق الوہیت اور مستحق عبادت اور مستحق شرکت بخدائے تعالے ہو پس وہی خدایتعالے غالب ہے سب بتون وغیرہ پر ایسا ہی موصوف بالوہیت ہے اور سب کا خالق اور وہی دانا اور حکیم ہے ۔ اور اور بہر سبیل عموم بثوت نبوت حضرت کے لئے خدا فرماتا ہے اور نہین بھیجا ہم نے تمکو رسالت مگر رسالت عام یعنے سب کا پیغمبر تمکو بنایا تمام عالم کے لئے چہ ہند اور چہ امریکہ و حبش و فرنگ و چہ عرب وغیرہ سب پر تاسب کو ہدایت کرو اور نعمہائے

آلہی سے خوش خبری دو مومنین کو اور عذاب آلہی سے ڈراو گنہگارونکو
اور کفار کو مگر اکثر اشخاص واقف نہین ہین ان چیزونسے اور اکثر
لوگ باوجود ہدایت صریح کے اپنی جہالت سے باز نہین آتے
ہین اور پوچھتے ہین کہ کب یہ وعدہ و وعید اور روز آخرت آئیگا ہمکو
بتاؤ اگر تم سچے ہو تو جواب اونکو دو کہ وعدہ کا روز وہ اور ہے کہ
ضرور اپنے وقت معین پر آئیگا اوس وقت سے پہر نہ ٹلیگا گہڑی
قبل نہ ایک گہڑی بعد یا روز وفات کہ موت معین بہی مقدم و موخر
نہوتے ہے یعنی تم قادر نہوگے اسپر کہ موت یا روز قیامت کو کچھ پہلے
لاؤ یا کچھ بعد تم بالکل بے اختیار ہو اس بارہ مین پس جب کفار نے
بعضے اون نصرانیون سے پوچھا کہ جو ایمان لائے تھے کہ تم لوگ
بتاؤ کہ تمہاری کتاب مین کیا ہے اور کیونکر ہے تو اونہون نے اور
یہودیون نے کہا کہ ہمارے کتاب انجیل اور توریت مین مذکور ہے کہ
پیغمبر آخرالزمان اس نام کے اور ان اوصاف کے ہونگے تو اون
کفار نے غضب مین آکے کہا کہ ہم تمہاری کتابون پر بہی ایمان نہین
لائے اور کہا کہ قرآن پر بہی ایمان نہین لاتے اور نہ اون کتابون پر
جو پہلے آئی ہین پس اون کفار کے عاقبت امور اور اونکے حال
سے خدا خبر دیتا ہے کہ اگر تم اے پیغمبر دیکھوگے اون مشرکونکو

جب کہ کھڑے رہینگے اپنے پروردگار حقیقی کے پاس بوقت محاسبہ
تو ہر آیئنہ دیکھو گے اونکو پر ہول وصعوبت زدہ کہ اوس پریشانی
مین بعضے مشرکان رجوع کرین گے بعضے مشرکون کی طرف کہ ایک
دوسرے کی رد کرین گے اور ایک دوسرے کو الزام دین گے پس
وہ مشرکان کہ تابع دوسرے مشرکون کے ہین اون سے کہین گے
اگر تم ہمکو گمراہ نکرتے اور ہم تمہارے کہنے پر نہ چلتے تو ہم مومنین سے
ہوتے اور آج یہ سختیان ہمکو پیش نہ آتین تو دوسرے مشرک
لوگ اونکو جواب دینگے کہ آیا ہم نے تمکو ایمان وہدایت سے باز
رکھا ہے بلکہ تم لوگ خود گنہگار رہو اور تم نے خود ہی ہدایت پر
ضلالت کو اختیار کیا ہے یعنی رؤسائے مشرکان انکا کہ جواب دینگے
کہ ہمارا قصور نہین تم نے اپنے کو خود ہی گمراہ بنایا اور اپنے
نفسون پر ظلم کیا تو تابع مشرکان کہین گے کہ ایسا نہین ہے کہ ہم
اپنے اختیار سے مشرک ہوئے ہین بلکہ تمہارے ہی رات دن کے
مکر نے ہم پر اثر کیا اور تم برابر ہمکو اغوا کیا کرتے تھے کہ خدا تعالی
کا شریک بنائین اور اوس پشیمانی کے وقت اپنی اپنی پشیمانیونکو
پہلے چھپائین گے جب عذاب دیکھینگے اور اپنے اعمال کی جزا
ہوئے جائینگے تو اوسوقت اونکو پھر کوئی چارہ نہین بجز عذاب

کے اور فرمایا خدائے تعالی نے کہ * — وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ
أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ قُلْ إِنَّ رَبِّي
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ
عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ
لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا * اور کفار نے کہا کہ ہم
لوگونکو مال دنیا زیادہ اور اولاد زیادہ ہین پس ہماری مالداری
اور کثرت جمعیت مانع ہے عذاب کی کہ یہ سب ہمارے مددگار
ہین یعنی امیر آدمی کو اور قبیلہ والونکو کون عذاب دے سکتا ہے
یا یہ کہ جب ہمکو خدا نے مال وجمعیت و اولاد بہت دیا ہے تو ہم
لوگ مشرف و مکرم ہین خدا کے نزدیک کیونکر ہوسکتا ہے کہ
آخرت مین خدا ہمکو عذاب دیوے کیونکہ اگر اوسکی نزدیک محترم
اور ممتاز نہوتے تو کیون نعمتون سے دنیا مین سرفراز کرتا اور
یہ نہ سمجھا کہ مال دنیا اور نعمتہاے دنیا صرف انکے استحقاق کے
سبب سے عطا نہین ہوئے ہین بلکہ متاعاً تاکہ بعد پانے نعمتونکے
شکرگذاری اور منعم شناسی کرتے ہین یا نہین اگر امتحانا نہین
نہ ٹھہرے تو پھر نعمت ہائے دنیا اونکے لئے بس ہے اور جب

فقدان نعمت اخروی ہے خدا کے مصالح ہین کہ کیسیکا امتحان بفقر
اور کیسیکا امتحان بہ تونگری کیسیکا کسیطور پر کیسیکا امتحان کسی اور
طرح پر کرتا ہے پس اس مال دنیا کے سبب سے مغرور اور خدا
فراموش ہونا بدترین معصیت ہے اور مال اور کثرت جمعیت
سے خدا ڈرتا نہین ہے کہ اونکو عذاب نہ دے پس اونکی رد مین
خدا نے فرمایا ہے کہ اے پیغمبر کہو جواب مین کہ یہ رزق بہی اوسیکا
دیا ہوا ہے اوس نے اپنی مصلحت و حکمت سے ہر شخص کو کم و
بیش دیا اپنے فضل و کرم سے نہ بسبب استحقاق بندون کے مگر
کثر لوگ ان باتون کو اپنے سے بہلا دیتے ہین اون کی اولاد کیا
ہے اور اونکا مال کیا چیز ہے اونکی نعمت ہماری طرف مقرب کرنے
کا سبب نہین ہے ہان بندہ مقرب خدا کا ہوتا ہے محض ایمان
اور عمل صالح کے سبب سے پس اون لوگون کے لئے بہت عذاب ہے
ایسے عمل کے بدلے * اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا
وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ٥
وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ
بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ٥

آیا تم نے معلوم کر لیا کہ ہم نے تمکو عبث و بیکار پیدا کیا دنیا مین تمکو کچھ
کام نہین ہے اور جب تم دنیا مین بیفائدہ گئے تو اب یہ بھی تم نے
سمجھ لیا کہ پھر میری طرف تمہارا آنا نہو گا یا ہمیشہ دنیا ہی مین رہوگے
یا دنیا سے کسی دوسرے خدا کیطرف جاؤگے حالانکہ ایسا نہین ہے
نہ ہم نے تمکو بیفائدہ مخلوق کیا اور نہ تم اب ہمیشہ دنیا ہی مین
رہوگے اور نہ ایسا ہے کہ کسی دوسرے خدا کے پاس جاؤگے کیونکہ
نہ میرا کام عبث ہوتا ہے اور نہ تم قدیم ہو کہ ہمیشہ دنیا مین رہو
تا اینکہ تعدد قدما سے میرا شریک کوئی ٹھہرے اور نہ میرا کوئی
شریک ہے اور نہ دوسرا کوئی خدا ہے اس لئے کہ خدا بزرگ و
برتر حکیم ہے اور بادشاہ برحق ہے نہین ہے کوئی خدا مگر وہی پروردگار
عرش بزرگ کا اور جو چاہے کہ خدائے برحق کے ساتھ دوسرے
کو خدا کہے تو اوس کے لئے اس بات پر کوئی دلیل و حجت
نہین محض قول لسانی بے سروپا ہے پس ایسے شخص کا حساب اور اوسکی
سزا خدائے برحق کے پاس ہے کہ اوس کے قول کی مزدوری
دیگا اور بتحقیق کہ شان یہ ہے کہ کافرین رستگار نہین ہین امن و
امان مین نہین او نہین نجات نہین ہے عذاب آخرت سے اور اونکے
اعمال سے وہ واقف ہے ✻ قُلْ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ کہو کہ میرا پروردگار بڑا
جاننے والا ہے اچھے کامون کو لوگون کے اور اونکے برے
کامون کو * وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ۝ اور دعا مانگو اسے پیغمبر اپنے خدا سے اور مشرکین
سے نہو اور نہ چاہو کچھہ غیر اللہ تعالے کو کہ کوئی سوائے خدائے
برحق کے اللہ نہین ہے اور ہر شئے فنا ہونیوالی ہے سوائے ذات
پروردگار کے اوسی کی حکومت ہے اور اوسی کیطرف رجوع کرکے
جاؤگے اور یا یہ کہ بلاؤ لوگون کو اپنے رب کیطرف اور سوائے
رب برحق کے کسی دوسرے کو شریک نہ جانا * اَلْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝ يَعْلَمُ
مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ
وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ
الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِي
كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ٥ جميع اوصاف حمیدہ خدا کے لئے ثابت ہین ایسا
خدا کہ اوسی کے لئے پورا تسلط ہے اپنے کل مخلوق پر یعنی تمام عالم
پر اسمانون اور زمین مین کل نعمتین اور سب طرح کے جود و کرم اور
جو جو قدرتین عالم مین نمایان ہین وہ سب اوسی کیطرف سے اور
اوسی کی صفتین ثابت ہین عقبیٰ مین اس لئے کہ عقبیٰ بھی اوسیکا
بنایا ہوا ہے تمام نعمتین اور اکرام و انعام سب اوسی سے ہے
اور وہ بڑا دانا ہے اور خبردار ہے جانتا ہے اون چیزون کو جو زمین کے
اندر ہین مثل معدنیات اور دفاین اور اموات کے اور مثل اون
جانورون کے جو زمین کے اندر رہتے ہین اور پانی کہ زمین مین
فرو ہوتا ہے اِن سب سے ذرہ ذرہ وہ خبردار ہے اور جانتا ہے
اون چیزونکو جو زمین سے نکلتی ہین مثل ہر قسم کے نباتات اور
حیوانات جو زمین سے نکلتے ہین اور آب چشمہ اور معدنیات
وغیرہ کے اور جانتا ہے اون چیزونکو جو آسمان سے اوترتی ہین
مثل بارش اور برف و دیگر نعمات و آفات اور جبرائیل اور دیگر
فرشتگان کے اور جانتا ہے اون کو جو آسمانون کی طرف عروج
کرتے ہین مثل فرشتگان و نامۂ اعمال کے اور دعائین اور ارواح

طیبہ اور دہوان اور بخارات وغیرہ اور اوترنے اور چڑہنے کو
حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے شب
معراج اور ازین قبیل اور وہی اللہ نعمتون کے تمام کرنے مین
بڑا مہربان ہے اور رحمت کرنے والا اور گناہ گارون کو بخشنے
والا ہے - اور بعضے کفار نے بطور انکار کے اور بعضے نے بطور
استہزا کے کہا کہ قیامت نہین آئیگی - اور ابو سفیان نے لات و
عزی کی قسم کہا کے کہا ہے کہ قیامت ہوگی غلط ہے تو خدا نے
فرمایا کہ اے پیغمبر تو ہی کہ کہ ہان قسم ہے خدا کی ضرور قیامت
آئیگی اور جلد ضرور قیامت آئیگی قسم ہے خدا کی ایسا خدا کہ جاننے
والا ہے غیب کا اور اوس سے کوئی چیز مخفی نہین ہے اور دور نہین
ہے حتے ہموزن ذرہ یا ہموزن مورچہ ہی اوس سے پوشیدہ نہین
ہے نہ آسمانون مین نہ زمین مین اور چھوٹی بڑی سب شئے اوسیر
آشکار ہین اور سب چیزین اوسی کے تحت احاطہ مین یعنی لوح
محفوظ مین ہین کہ اوسکی مخلوق ہین * وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَا اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝

اَفَلَم یَرَوا اِلیٰ مَا بَینَ اَیدِیھِم وَمَا خَلفَھُم مِنَ السَّمَاءِ
وَالاَرضِ اِن نَّشَاءُ نَخسِف بِھِمُ الاَرضَ اَو نُسقِط
عَلَیھِم کِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِکُلِّ عَبدٍ مُّنِیبٍ

آیا کافران نہین دیکھتے اپنے سامنے اور اپنے پیچھے کہ چارون طرف سے آسمان و زمین بلکہ شش جہات سے وہ گھرے ہوئے ہین میرے عذاب سے بھاگ کے کہان جائینگے اگر ہم چاہین ع او نپر آسمان سے کچھ گرادین تاوہ ہلاک ہوجائین یا آسمان اوپر ٹوٹ پڑے یہ سب چیزین اوریہ سب قدرتی دلیل ہین خدا کے وجود پر اور خدا کی قدرت کاملہ پر اور یہ سب دلیل ہین اوس بندہ کے واسطے جو بندہ خدا کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور ان سب نشانیون مین تفکر کرتا ہے اور اوس سے خدا کی معرفت حاصل کرتا ہے اور اپنے معبود برحق کو پہچانتا ہے کہ سوائے معبود حقیقی کے ع اور وہی سب کا مالک و مددگار ہے * —

وَمَا لَکُم مِن دُونِ اللّٰہِ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ ۵ * یعنی اور تمہارا کوئی دوست اور مالک جان و مال کا اور تمہارا امداد کنندہ سوائے خدائے تعالےٰ کے اور کوئی دوسرا نہین ہے اور وہی روزی دینے والا ہے سب کو اپنی مصلحت و حکمت کے موافق کمی و بیشی کے ساتھ * وَلَو بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزقَ لِعِبَادِہٖ

ع تو زمین مین دھنسا دین اونکو اور اگر ہم چاہین تو وہ

ع اور سوائے اوسکے معبود و خدا کوئی نہین

لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ + اور اگر اللہ تعالے اپنے سب بندونکو عموماً کشادہ روزی کرتا تو ہر آئینہ اپنی اپنی صولت و برتری کی وجہ سے زمین پر بہت فسادات واقع کرتے اور خدا فراموشی زیادہ اونکی ہوجاتی مگر خدا تعالے ہر ہر شخص کو بقدر معین موافق مصالح کے دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندون کے حال سے خوب واقف ہے اور اون کے اعمال کو دیکھتا ہے –

اور اے پیغمبر جنکے لئے ہم نے تمہارے پیشتر پیغمبرون کو بھیجا ہے اون امتون سے پوچھو کہ آیا کچھہ ہم نے حکم دیا ہے بتون کی عبادت کے لئے اور کسی کو خدا کا شریک بنانے کے لئے آیا ہم نے خبر دی ہے کہ میرا کوئی شریک قرار دیتے ہو یا غیر خدا کی عبادت کرتے ہو اور بتحقیق تمہارے پیشتر موسیٰؑ کو جو بھیجا مع کتاب اور معجزات فرعون اور اشراف قوم فرعون کیطرف اور تمام اوسکے توابع کیطرف اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مین رسول خدائے عالمین ہون اور توریت اور معجزات سے اونکو آگاہی دی تو وہ معجزات سے اور کتاب کے مضمون سے ہنستے تھے –

وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُکُمْ بِالْحِکْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِهِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ

اور خدا فرماتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر اپنے امت کے پاس انجیل و معجزات لائے اور کہا کہ تحقیق مین تمہارے پاس حکمت و موعظہ اور احکام الٰہی لایا ہون اور چاہیئے کہ مین ظاہر کرون تمہارے لئے اون چیزون کو جس مین تم آپس مین اختلاف رکھتے ہو۔ بتحقیق کہ اللہ تعالےٰ میرا اور تمہارا اللہ ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے پس اوسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے پس گروہ گروہ اون مین سے مختلف ہو گئے *

تو ویل یعنی عذاب روز آخرت ہے واسطے اون لوگون کے جنہون نے ظلم کیا اپنے پیغمبر اور اپنے نفسون پر اور گمراہی اختیار کی *

قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

کہو اے پیغمبر کہ اگر خدا تعالےٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو مین تم سے

پہلے اوس کی عبادت کرتا مگر ایسا نہین بلکہ عالم کا پروردگار
جو عرش بزرگ کا پیدا کرنے والا ہے وہ پاک و منزہ ہے ایسی
صفتون سے کہ جنکے ساتھ تم خدا کو متصف کرتے ہو *

وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

اور برتر ہے وہ خدا تعالے اوسی کے لیئے تمام عالم مملوک ہے
تمام اوسی کا تسلط ہے اور قیامت کا علم اور اسکا جاننا کہ
کسکو کیا کیا ہوگا بروز قیامت اوسیکو ہے اور اوسی کیطرف
تم سبکی بازگشت ہے *

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝
مَا خَلَقْنٰهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین اور دوسرے
مخلوقات کو جو ان مین ہین کھیل سے یا بیکار و بے وجہ نہین
پیدا کیا ان سب کو ہم نے مگر حق کے ساتھہ اور فائدہ اور
کام سے مگر اکثر لوگ اسکو نہین سمجھتے ہین ـ
اور پہر قران کی تعظیم اور کمال تاثیر و ہدایت کو اوس کے
فرماتا ہے *

لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرایته خاشعا متصدعا
من خشیة الله - وتلک الامثال نضربها للناس
لعلهم یتفکرون ہ هو الله الذی لا اله الا هو ہ
عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم ہ هو
الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلام
المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر ہ سبحان الله
عما یشرکون ہ هو الله الخالق البارئ المصور
له الاسماء الحسنی ء یسبح له ما فی السموات والارض
وهو العزیز الحکیم ہ اور اگر اسی قرآن کو اگر پہار پر
نازل کرتے تو اوسی پہار و پتھر تک کو تم دیکھتے خشوع کرنے والا
اور مطیع و منقاد خدا کا اور خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو
جاتا - اور یہ اور دوسری جو مثالین اس قسم کی قران مین ہین اسلئے
ہین کہ ایسی ضرب مثل مین اندیشہ کرین اور احکام الہی پر عمل
کرین یعنے جو تلاوت قرآن کرتے
بہی ہین تو اکثر اون سے بے اندیشہ و غور و تامل کے بسبب
غفلت کے تمہارے دلون پر اس قرآن کا اثر ظاہر نہین
ہوتا اور بعد اس کے تعظیم قرآن کے لئے اپنی الوہیت کا

اظہار فرماتا ہے کہ وہ اللہ ہے کہ اوس کے سوا اور کوئی نہین
وہی سب ظاہر و باطن کو جانتا ہے وہی رحمن و مہربان ہے
وہی ایسا ہے کہ اوس کے سوا کوئی دوسرا اللہ نہین ہے وہی
بادشاہ ہے کہ تمام عالم ناسوت و ملکوت و جبروت و عالم
لاہوت سب شئے اوسی کے ملک مین ہین نہایت پاک اور سب
ہر عیب و نقصان سے بچا ہوا ہے سب برائیون سے بندون
کی حفاظت کرنے والا ہے اور سب کا حافظ و نگہبان ہے
بزرگوار اور عظیم الشان ملک و سلطنت مین ہے اور سب
مخلوق اوس کے نزدیک ہیچ اور عیب دار اور حقیر ہین اور
مغلوب و بیچارہ اور بیچارہ کار سب کا وہی ہے بری ہے
وہ تمہارے شریک قرار دینے سے وہی پیدا کرنیوالا اور
ہم سب کی صورتین بنانے والا ہے اوسی کے لئے نام ہین
رحمن و رحیم صانع قادر عالم حکیم حی - قیوم - غفور - وغیرہ
اور تمام عالم مین اوسی کی تسبیح کی جاتی ہے اور وہ غالب اور
دانا ہے ؎

یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ

اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ۝ ان تدعوہم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیمۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر ۝

وہ خدا کہ رات کو دن مین داخل کرتا ہے یعنے فصل ربیع اور فصل گرما مین دن کو بڑا بناتا ہے اور رات مین سے تہوڑے حصہ کو دن مین بڑہاتا جاتا ہے تین مہینے تک بڑہا کے گھٹاتا ہے - اور تین مہینے تک گھٹا گھٹا کے دن کو رات کے برابر بنا دیتا ہے وہ زمانہ چھہ مہینے کا ہے یہان تک کہ آفتاب کو برج سنبلہ مین لاتا ہے اور پہر دن کو رات مین داخل کرتا ہے تین مہینے تک دن کو تہوڑا گہٹا کے بہت چھوٹا بنا دیتا ہے پہر دن کو تہوڑا گہٹا کے بہت چھوٹا بنا دیتا ہے پہر دن کو تہوڑا تہوڑا بڑہا کے رات کے برابر کر دیتا ہے یہ فصل خریف و فصل سرما مین ہوتا ہے تا آنکہ چہ مہینے مین دن رات برابر ہو جاتا ہے یہی سلسلہ گھٹاؤ بڑھاؤ کا اور ہر سال دو مرتبہ برابری کا جاری رکھیگا ایک زمانہ معین تک یعنی قیامت تک وہ خدا ایسے بر حق ہے کہ ان چیزونکو عمل مین لاتا ہے

وہی تمہارا اور سب کا مالک وخالق وپروردگار ہے اوسی کو
بادشاہت ہے اور اوسی کے لئے ملکیت تمام عالم کی ہے اوسکو
سب اختیار ہے اور جن جن کو تم لوگ خدا سوائے خدائے برحق
کے سمجھتے ہو اور اوسکی پرستش کرتے ہو وہ تو کچھہ اختیار
نہین رکھتے اور اونکی ملکیت مین کچھہ بھی نہین ہے حتے کہ خرمی
کے بیج کی جھلی تک بھی اونکی ملکیت مین نہین ہے اور نہ اوسپر
کسیطرح کا اختیار رکھتے ہین اگر تم اپنے اون خدا ہائے باطل
سے اپنے حصول نفع اور اپنے دفع ضرر کو چاہو تو تمہاری
خواہشون کو وہ خدا ہائے باطل سنتے تک نہین ہین اور اگر
بالفرض بزعم باطل تمہارے سنیین بھی تو ہرگز تمہارا جواب
ہی نہین دینے تمہارے سوالون کو قبول ہی نہین کرتے ہین
تمکو کچھہ مراد نہین دیتے ہین کیونکہ اون کی قدرت مین کچھہ
نہین ہے اگر وہ خدا ہائے باطل غیر ذی روح ہین تو بحکم خدائے
برحق بروز قیامت گویا ہونگے اور تمہارے شرک کے مقر
ہونگے اور اگر ذی روح ہین مثل حضرت عزیز وحضرت
عیلے ؑ کے تو وہ بروز آخرت فرمائینگے کہ ہم نے
کب تمہین کہا تھا کہ ہین معبود برحق ہون آیا تمکو ہدایت

نہین کی کہ خدائے برحق کی پرستش کرو معرفت اوس خدا کی حاصل
کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے تمہارے شرک سے
وہ سب معترف ہون گے اور تمکو وہ خدائے باطل کچھ چیز
نہین دیتا ہے کہ جو تمہارے صلاحِ کار و فسادِ کار مین کام آسکے
بجز خدائے برحق کے کہ یہی تمکو سب چیزون سے آگاہی دیتا ہی
اور تمہارے اعمال و احوال سے خبردار ہے ✣ اور ازین قبیل
بہت سی آتیین ہین صراحتہً دلالت کرتی ہین اسپر کہ وہ معبود
برحق و یکتا ہے اور اوس کا کوئی شریک نہین اور سابق
مین جو جو اوس کے صفات مذکور ہوئے ہین وہ سب آیات
قرآنی سے بھی ثابت ہین زیادہ طول دینا نقل آیات مین بے
ضرورت ہے کیونکہ سمجھنے والے کے نزدیک تھوڑا بھی کفایت
کرتا ہے اور جن کے دلون پر مہر ہوئی ہے اور ایمان لانا
نہین چاہتے باوجود اس کے کہ اپنے اپنے دلون مین سمجھتے
ہین اور کبھی منفعل بھی ہوتے ہین ✣

اور پھر کفر و شرک و بدنفسی پر آمادہ ہین اونکو ہدایت الٰہی
نہین کرتی وہ لوگ جان بوجھ کے جہنم کو اختیار کرتے ہین جن
جن دلائل و براہین سے وہ اپنے دعوے کو ثابت کرتے ہین

نہین دلائل کو اگر اون سے بیان کرین جب بھی اون ہی دلائل
کو دوسرون سے نہین سنتے ولو دلون پر اون کے وہی دلائل
تاثیر بھی کرتے ہون مگر جب بھی اقرار ظاہر خلاف باطن کے ہوتا
ہے سورہ مومنون ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ
نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا
فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۚ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
لَمَيِّتُوْنَ ۚ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۚ وَلَقَدْ
خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ
غٰفِلِيْنَ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ
فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ
ۚ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ
اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ

بتحقیق کہ آدمیون کو ہم نے مٹی کے خلاصہ جوہر سے پیدا
کیا ہے بعد اوس کے اوسی جوہر کو ہم نے نطفہ بنایا ایسا نطفہ

که مستقر استوار مین ہے یعنی رحم مین پھر چالیس روز مین نطفہ
سفید کو خون بستہ کا ٹکڑا بنایا پھر اوس خون بستہ کو چالیس روز
مین ایک ایسا ٹکڑا بنایا کہ ایک ٹکڑا گوشت کا ہوگیا بمقدار
چبانے ایک لقمہ کے یعنی ایک بوٹی گوشت کی ہوگئی پھر چالیس
روز مین اوس گوشت مین ہم نے ہڈیان بنا دین پھر اون ہڈیون
کو اوسی گوشت باقی ماندہ سے اور نئے گوشت سے چھپا دیا ہم نے
بعد اوگانے رگون اور پٹھون وغیرہ کے پھر پیدا کیا ہم نے یعنی
ڈالی ہم نے اوس جسم مین روح کہ یہ غیر اوس جسم کا ہے پس
بزرگ ہے عظمت و قدرت و حکمت مین اللہ تعالے ایسا اللہ
کہ وہ سب پیدا کرنے والے اور مقدر و معین کرنے والے سے
اگر بالفرض ہون بہتر ہے اس کے بعد بتحقیق کہ تم لوگ مرنے
والے ہو اور اسکے بعد بروز قیامت زندہ کئے جاوگے اور
بتحقیق کہ تمہارے اوپر سات طبقہ آسمانون کے ہم نے پیدا کیے
اور ہم مخلوق سے غافل نہین ہین کہ اوسکو عبث چھوڑ دین بلکہ
ہر وقت انواع تغیرات و حکمت ہم پیدا کرتے ہین - اور آسمانون
سے ہم پانی برساتے ہین بمقدار مناسب پس اوس کو زمین
مین جگہہ دیتے ہین حالانکہ ہم قادر ہین اسپر کہ اوس پانی کو زائل

ونیست ونابود کردین پس پیدا کیا ہم نے تمہارے لئے اوس
پانی سے باغات خرما اور انگور وغیرہ اور تمہارے لئے ان
باغون مین بہت سے میوہ جات پیدا ہوتے ہین اور اون ہی
باغون اور زراعتون سے تم کہاتے ہو اوس سے تمہاری
زندگی ہے + اور ازین قبیل بہت سی آتیین قرآن مین ہین
کہ جنکا مصنب حق تعالے کے وجود اور ثبوت ہے اور بہت سی آیتون
سے اوسکی توحید و صفاتِ ثبوتیہ و صفات سلبیہ ثابت ہے
بخوف طول ترک کیا اور احادیث بھی ہزارون ہین ان ہی سب
مطالب مین اگر ہر مطلب پر دلیل نقلی بیان ہو تو ایک بڑی کتاب بلکہ کئی
مجلد ہو سکتی ہین مگر وضع کتاب ہذا مانع تحریر ہے +
اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ دلائل نقلیہ کا کوئی فائدہ نہین
بیکار محض ہے ۔ اس لئے کہ دلائل نقلیہ موقوف ہین دلائل
عقلیہ پر کیونکہ بے دلائل عقلیہ ۔ دلائل نقلیہ نہین پائے جاسکتے
اوس کی وجہ یہ ہے کہ دلیل نقلی مثلاً آیتِ قرآنی یعنی۔ کلام
باری موقوف ہے وجودِ باری پر وجودِ کلام بلے وجود ذاتِ
متکلم محال ہے اور جب ذات متکلم ثابت ہوچکی تو پھر اوسکے
کلام سے اوس کا وجود ثابت کرنا لغو و تحصیلِ حاصل بھی ہے

تو وجود باریتعالے اوس کے مخلوق کے افعال و صفات سے
ثابت کرنا لغوتر اور بدرجہ اولے تحصیل حاصل ہوگی یعنی پیغمبر
کے کلام سے خدا کے وجود کو ثابت کرنا زیادہ تر موجب عیب
وتحصیل حاصل ہے بلکہ ان دونون صورتون مین دور بھی لازم
آتا ہے کہ اثبات واجب الوجود اوس کے کلام کے وجود سے
اور اثبات وجود کلام واجب الوجود کے اثبات سے یعنی اثبات
واجب الوجود واجب الوجود کے اثبات سے لازم آئیگا اور
یہ محال ہے یہ دور مصرح ہے اور دور مضمر یون لازم آتا ہے
کہ اثبات واجب الوجود موقوف ہے اثبات نبوت پر اور
اثبات نبوت موقوف ہے اثباتِ حدیث پر اور اثبات حدیث
موقوف ہے اثبات نبوت پر اور اثبات نبوت موقوف
اثبات واجب الوجود پر تو اثبات واجب الوجود موقوف
ہے اثبات واجب الوجود پر اور یہ محال ہے - اور اسی
دور مضمر کے ضمن مین کئی دور مصرح لازم آتے ہین تو
بدتر از محال ہوا ؛

اور جب دلائل عقلیہ بیان ہو چکے اور اون سے مقصود
سب حاصل ہو چکے پھر اب دلائل نقلیہ سے مطالب کو ثابت

کرنا بیکار ہے بلکہ تحصیل حاصل ہے اور دور بہی لازم آتا ہے مگر
تو کہونگا کہ لا اقل اسقدر تو فائدہ ضرور ہے کہ مزید بصیرت
حاصل ہوتی ہے مثل اسکے کہ کوئی مطلب ایک دلیل عقلی سے
ثابت ہو چکا ہو پھر اوسی مدعی پر دوسری دلیل عقلی لائی
جائے تو دلیل ثانی بیکار نہین ہوتی ہے بلکہ ایک دلیل عقلی سے
دوسری دلیل عقلی متصرع ہوئی ہو تو وہ بہی محض بیکار نہین
ہے پس دلائل نقلیہ زیادہ بصیرت کا سبب اور باعث مزید
تیقن ہے اور معین دلائل عقلیہ کی ہوتی ہے تو تحصیل حاصل
لازم نہ آئی بلکہ زیادت بصیرت وازدیاد یقین جوکہ حاصل نہو
اوسکی تحصیل ہوگی نہ حاصل کی تحصیل - باقی رہا لزوم دور کا
جواب وہ یہ ہے کہ دلیل نقلی اگر حقیقۃً دلیل مثبت دعوے
مذکور مستقلاً ہو تو دور لازم آئیگا والا فلا تفصیل اوس کی
یہ ہے کہ ذات دلیل موقوف ہے وجود دعوے پر کیونکہ دلیل
مین دعوے جزو ہوتا ہے - اور خود وجود دعوے موقوف
نہین ہے وجود نفس دلیل پر اور تصدیق دعوے یعنی اوسکا
یقین موقوف نہین ہے وجود نفس دلیل پر اور تصدیق دعوے
پہول موقوف ہے تصدیق دلیل پر اور تصدیق دلیل موقوف

نہین ہے تصدیق دعوے پر اسکی نظیر یون سمجھنی چاہیئے کہ افضل
وجود کلام موقوف ہے ذات متکلم پر جیسے وجود شئے موقوف ہے
وجود موجد پر اور خوبی کلام موقوف ہے وجود کلام پر اور وجود کلام
موقوف ہے وجود متکلم پر جیسے حسن شئے موقوف ہی وجود شئے معروض پر
اور وجود معروض موقوف ہے وجود موجد پر تو بالواسطہ خوبی بھی
موقوف ہے وجود موجد پر اور تصدیق کلام و تصدیق و یقین حسن
کلام بھی موقوف ہے وجود معلوم پر یعنی کلام یا حسن کلام پر اور
کلام موقوف ہے وجود ذات متکلم پر تو تصدیق کلام بھی موقوف
ہے وجود ذات متکلم پر مگر تصدیق کلام یا تصدیق حسن کلام
وجود ذات متکلم کی تصدیق پر موقوف نہین ہے بلکہ بدون یقین وجود
متکلم کے یقین کلام کا ہو جاتا ہے کیونکہ کلام کا علم ہمکو بسا ہو جاتا ہی
اور متکلم کی ذات کا ہمکو کچھ بھی علم نہین ہوتا کہ کہنے والا اس کلام کا
کون ہے اور جب کہنے والے کا یقین نہین ہوتا تو دلیل نقلی کے
یقین سے مدعا کا یقین ہونا ضرور نہوا حالانکہ دلیل اگر دلیل
ہے تو دلیل کے یقین سے دعوے کا یقین ضرور حاصل ہوتا
ہے والا وہ دلیل نہین ہے ۔ پس حق یہ ہے کہ دلیل نقلی محض
بدون انضمام عقل حقیقۃً دلیل ہی نہین ہے بلکہ وہ امارہ ہی

اور قرینہ مطلوب پر ہے اس سے ثابت ہوا کہ دلیل نقلی حقیقۃً دلیل مثبتِ دعوے نہیں ہے اگر اوسمین عقل کو دخل نہو یا زیادہ نہوا اور دور بھی لازم نہین آتا کیونکہ توقف شئے علی نفسہ نہ تصدیقاً ہے نہ معلوماً یعنی نہ یون ہے کہ تصدیق دعوے موقوف ہے تصدیق دلیل پر اور بالعکس اور نہ یون ہے کہ خود دعوے کا وجود موقوف ہے وجود دلیل پر اور بالعکس کیونکہ تصدیقاً بالعکس صحیح نہین ہے اور خود معلوم یعنی دعوے کے وجود کے اعتبار سے ذوالعکس صحیح نہین ہے اگرچہ کلام کے یقین سے متکلم کا یقین کبھی ہوتا ہے مگر بطور لزوم نہوا تو حقیقۃً دلیل نہین ہے بطور اثبات استقلالی تا دور لازم آبنے بلکہ اگر تصدیق کلام دلیل ہوا ور تصدیق دلیل کو تصدیق دعوے لازم ہے تو لازم آئیگا کہ تصدیق تصدیق کلام کو دعوے کے لازم ہو حالانکہ لازم علم لازم علم علم نہین ہوتا کیونکہ کبسا صورت علمیہ کا علم ہوتا ہے اور صورت علمیہ کے لوازم کا علم نہین ہوتا کیونکہ ملزوم کے علم کو علم لازم ضرور نہین ہے آفتاب کے تصور مین حرارت کا تصور ضرور نہین ہے مگر چونکہ کبھی متکلم کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے کلام کے تصدیق سے اس لئے تصدیق کلام قرینہ

واماره کہلاتا ہے نہ دلیل مگر محض کلام کے وجود سے متکلم کے وجود
کو یقین کر سکتے ہین اور حسن صنایع و بدایع کلام اور خوبی نظام و
عجائب فصاحت و بلاغت سے اور فرمانے سے جمعیت
موثقین کے اور پیغمبر و اوصیا کے فرمانے سے اور ایسا سمجھنے
سے کہ کوئی بشر کا اس طرح کا کلام نہین ہو سکتا یقین کر سکتے ہین
وجود پر متکلم قادر عالم قدیم خالق حکیم کے اگرچہ نہ بطور لزوم کے
کہ علم دلیل بے علم دعوے لازم و واجب ہو فوری بلکہ بتدریج
بانضمام قراین مثل اس کے یہ بھی ہے کہ معرفت پیغمبر سے
معرفت خدا کی ہوتی ہے اور معرفت خدا سے معرفت پیغمبر کی
ہوتی ہے نہ بطور لزوم کے کہ معرفت پیغمبر کو معرفت خدا لازم
ہو یا معرفت خدا کو معرفت پیغمبر لازم ہو جیسا کہ تمام عالم کی معرفت
لازم نہین اگرچہ وجود عالم یعنی معلول کو وجود خدا یعنی علت
موثرہ مستقلہ لازم ہے کیونکہ بسا ایسا ہوتا ہے کہ علم عالم کا
ہوتا ہے اور علت کے جاننے سے ذہن خالی رہتا ہے حالانکہ پیغمبر
کی شناخت سے بلکہ تمام عالم کی معرفت سے جیسے زید کو جاننے
سے خدا کو پہچان سکتے ہین مگر لزوماً نہین کیونکہ بسا ایسا ہوتا ہے
کہ زید کا ہمکو تصور ہوتا ہے اور خدا کے تصور سے ہمارا ذہن

خالی رہتا ہے یا یون سمجھنا چاہیئے کہ معرفتہ واجب تعالے موقوف
نہین ہے معرفتہ نبوت پر اور نہ معرفتہ نبی پر اور معرفتہ نبوت
موقوف نہین ہے معرفت نبی پر اور معرفتہ نبی موقوف نہین ہے
معرفتہ قرآن و احادیث پر پس معرفت خدا موقوف نہین ہے معرفت
حدیث و قرآن پر تو حدیث و قران کی معرفتہ دلیل نہین ہے معرفتہ
حق تعالے کی کیونکہ معرفتہ دعوے موقوف ہوتی ہے معرفتہ
کلام یعنی قرآن و حدیث کہ موقوف ہو معرفتہ ذات نبی پر اور
نہ معرفتہ ذات نبی موقوف ہے معرفتہ نبوت پر اور نہ معرفت
خدا پر ہان معرفتہ نبوت موقوف ہے معرفتہ الوہیت پر اور
دلیل ضرور موقوف علیہ دعوے کی ہوتی ہے مگر یہ ضرور
نہین کہ ہر موقوف علیہ کو موقوف لازم ہو پس معرفت الوہیت
کو معرفتہ نبوت لازم نہین ہے کہ بے نبوت کے خدا کو پہچاننا محال ہو
پس ان مواقع مین جو جو شبہات بعضے کم فہمون کے ہین وہ سب
زائل ہوگئے و بس +

(دلیل بعض اوقات بمعرفتہ)

واضح ہو کہ چونکہ فرمایش تھی کہ اردو زبان مین یہ کتاب لکھی جاے
اس لئے تعمیل اوسکی کیگئی والا کتاب کا وقار ایسی زبان مین
کم معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ زبانِ مرکب جسکا لقب اردو ہے

معلے ہوا ہے کوئی خاص زبان اور مستقل نہین ہے محض لغوی بہت سی زبانون کا
مجموعہ بے سرپا ہے کیونکہ بادشاہان دہلی کے اردوے معلی مین جو ہزارہ درن
اصناف کے خلائق مامور تھے اور مختلف خطہ ہاے ہند کے
اشخاص جمع تھے اور عرب و عجم و ترک وغیرہ بھی رہتے تھے اسلئے
مختلف زبانین اوس اردوے معلے مین بولی جاتی تھین
اوسی زبان مجموعی وہیئت کذائی کا اوس زمانہ سے زیادہ تر رواج
ہوا اور دہلی مین اوسی طور سے سب کی گفتگو رواج پانی چلنے لگی
شعرا و اشعار بھی اوسی طور سے کہنے لگے اور بعض فصحاے زمان
کے متاخرین نے کچھ کچھ قواعد بھی تذکیر و تانیث وغیرہ کے
قرار دیے تھے کہ بعضون نے کچھ رسائل بھی انہین قواعد مین بنائے
پس یہ زبان مرکب ہے کہ جس مین اکثر الفاظ سنسکرت اور
فروعات سنسکرت مثل بہاکہ وغیرہ کے اور کچھ الفاظ گجراتی
و پنجابی و پشتو اور بنگالی و مرہٹی وغیرہ زبان کے بھی اور اکثر
بلکہ اغلب فارسی زبان اور کچھ ترکی اور لغات عربیہ بھی بہت
داخل ہین علی الخصوص اس زمانہ کی اردو کہ انگریزی الفاظ
بہت مخلوط ہوگئے ہین اور اوس زبان کی حالت دوسری ہوگئی
ہے اگرچہ اس زمانہ کے شعراے نامدار و فصیحان روزگار نے

ابہی تک اس اردوئے جدید کو اختیار نہین کیا ہے اَردو کوئی
خاص اور مستقل زبان مثل سنسکرت وفارسی وعربی وغیرہ
کے نہین ہے اور وہم ہے بعضون کا کہ اردو کو ایک مستقل
زبان جانتے ہین حالانکہ ایک لفظ بہی اردو نہین ہے جو لفظ اردو
مین بولا جاتا ہے وہ لفظ دوسری زبان کا ہے اور اکثر و اغلب
لغاتِ فارسیہ ہیں اور ترکیب کی ہیئت تو گویا کل فارسی ترکیب
کی ہیئت ہے اور کتابت تو محض فارسی ہی کی ہے اسی لئے اردو
مین علوم مدون نہین ہین اور اب اگر کسی نے بہ تکلف کچہ علوم
کی جمع وتالیف کی ہے تو وہ مستحسن نہین دیکھائی دیتی ہے* بلکہ
حق یہ ہے کہ علوم زبانِ عربی کے لئے ہین اور زبان عربی ہی خاص
کر کے علوم کے لئے ہے دیگر ہیچ علی الخصوص اردو تو کسی حساب
ہی مین نہین ہے ایک مرکب چیر پچا سون زبانون سے ملکے
غیر مستقل طور سے پائی گئی ہے٭ عربی عبارت سے علوم کی زینت
ہوجاتی ہے اور ایک وقار عموماً حاصل ہو جاتا ہے اور علوم کو جو
اپنی زبان مین خواہ انگریزی ہو خواہ فارسی یا ترکی ترجمہ کرتے
مین دوسری زبان سے تو صرف سہولت لسانِ مترجم فیہ کی
ہوجاتی ہے مگر علوم ایسے نہین ہوجاتے کہ بے پڑہے بے کسی استاد

ابھی تک اس اردوئے جدید کو اختیار نہین کیا ہے اردو کوئی
خاص اور مستقل زبان مثل سنسکرت وفارسی وعربی وغیرہ
کے نہین ہے اور وہم ہے بعضون کا کہ اردو کو ایک مستقل
زبان جانتے ہین حالانکہ ایک لفظ بھی اردو نہین ہے جو لفظ اردو
مین بولا جاتا ہے وہ لفظ دوسری زبان کا ہے اور اکثر وغالب
لغات فارسیہ ہیں اور ترکیب کی ہیئت تو گویا کل فارسی ترکیب
کی ہیئت ہے اور کتابت تو محض فارسی ہی کی ہے اسی لئے اردو
مین علوم مدون نہین ہین اور اب اگر کسی نے بہ تکلف کچھ علوم
کی جمع وتالیف کی ہے تو وہ مستحسن نہین دیکھائی دیتی ہے* بلکہ
حق یہ ہے کہ علوم زبان عربی کے لئے ہین اور زبان عربی ہی خاص
کر کے علوم کے لئے ہے دیگر ہیچ علے الخصوص اردو تو کسی حساب
ہی مین نہین ہے ایک مرکب چیز پچاسون زبانون سے ملکے
غیر مستقل طور سے پائی گئی ہے [2] عربی عبارت سے علوم کی زینت
ہو جاتی ہے اور ایک وقار عموماً حاصل ہو جاتا ہے اور علوم کو جو
اپنی زبان مین خواہ انگریزی ہو خواہ فارسی یا ترکی ترجمہ کرتے
ہین دوسری زبان سے تو صرف سہولت لسان مترجم فیہ کی
ہو جاتی ہے مگر علوم ایسے نہین ہو جاتے کہ بے پڑھے بے کسی استاد

کے خود بخود حاصل ہو جائین - والا عرب چاہئے کہ سب ہی عالم ہون کیونکہ عربی مین علوم بہت مدون ہین - مثلاً اقلیدس کا ترجمہ اردو مین ہوگیا ہے تو چاہئے کہ ہندی لوگ جو محض اردو دان ہین اقلیدس کو مثل قصہ کہانی کے سمجھ لین حالانکہ بے پڑہے کسی اوستاد ماہر فن سے نہین سمجھتے ہین - اور بعد اسکے کہ کسی اوستاد کامل سے پڑہا ہو پھر بھی اشکال مین بہت غور و فکر و تامل کی ضرورت رہتی ہے اور بہت خطا کرتے ہین - چاہے کیسا ہی اردوے معلے مین فصیح اللسان کہلاتا ہو ہان ترجمہ ہونے سے علوم بقدر اجنبیت لغات عربیہ کے سہل الحصول البتہ ہو جاتے ہین :: پس تعجب ہو کہ اس رسالہ عمدۃ المعارف کے مضامین تو ویسی ہی دقیق ہین جیسے عربی مین ہین تو ترجمہ ہونے سے چاہئے کہ اردو دان سمجھے حالانکہ محض اردو دان کی سمجھ سے یہ رسالہ بالکل دور ہے کیونکہ ہمنے تعمیل فرمایش کی ہے والا استدلال کا لطف اور محض عقلیات کی عمدگی عربی ہی مین ہے ہان اجنبیۃ زبان عربی کی دقت تو بیشک ان مضامین سے رفع ہوگئی اور جس قدر سہولت ہو اوسی قدر واسطے اشاعت علوم کے غنیمت ہے اور ہدایت کو معین ہو سکتی ہے ::-

وَاللّٰہُ یَھْدِی مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

واضح ہو کہ سترہوین ماہ شوال سنہ ۱۳۱۵ ہجری ہو حکم اونکا کہ جنکے خطاب سے اس کتاب کا دیباچہ مزین ہے وقت عصر اس کتاب کی تالیف کے لئے صادر ہوا اور اٹھارہوین ماہ مذکور سے اس تعمیل کی آغاز ہوئی اٹھائیسوین ۲۸ ماہ مذکور سنہ مذکور مین یہ کتاب انجام کو پہونچی یعنی گیارہ دنون مین یہ کتاب از اول تا آخر تالیف پائی اگر شہون مین بہی شغل مضمون نگاری کا رہتا اور دنون مین انواع و اقسام کے امور باعث معطلی نہوتے تو ضرور چہہ سات دنون مین یہ کتاب از اول تا آخر ہو سکتی تھی مگر عدم فراغت تعجیل تحریر کی مانع ہوئی کیونکہ محض منتشر خاطر وعدیم المہلت ہون اور یہ کتاب ایک متن مستقل ہے اور کسی کتاب کا ترجمہ نہین ہے جو مضامین ذہن مین دم تحریر حاضر ہوے وہی تعجیلاً لکہے گئے والسلام بالاکرام حسن الکلام ۱۲ فقط

تمت